

آئینہ توردو



نارنگی کی لانی

ان لڑکیوں کے نام جن کی مجبوریاں ان سے جینے کا حق چھین لیتی ہیں۔ سوچ
ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ تپتے صحرا میں لو کے تھپیڑے ان کو لمحہ لمحہ دباتے جاتے ہیں
اور گرم ریت اوپر آتی جاتی ہے۔ پھر دکھ کی آہنی سلاخ سینے میں کھنچ سی جاتی ہے۔ وہ
پیار کی موت پر نوحہ کننا نہیں رہتیں، بلکہ زندگی کا آئینہ توڑ دیتی ہیں۔

ناز کفیل گیلانی (ساہیوال)

تحریر تیری خامہ آب زر سے ہے

آئینہ توڑ دو!

میں نے متعدد راتیں اسی انتظار میں گزار دیں کہ ”آئینہ توڑ دو“ کیسی کتاب ہو گی۔ کیونکہ جب بھی ناز کفیل سے اصرار کرتا جواب یہی ملتا بہار آنے دو ابھی میں صحرا میں کھڑی ہوں۔ میں پوچھتا یہ کیسا صحرا ہے جس کی اوٹ میں کوئی بہار نہیں۔ جب میرے تجسس نے انتہا کر دی تو میں اکیلے میں سوچتا کہ کب وہ وقت آئے گا کہ میں ”آئینہ توڑ دو“ پڑھ کر محسوس کروں گا کہ یہ کیا چیز منظر عام پر آئی ہے۔ ایک تو اس نام نے مجھے حد تک ندوس کر ڈالا تھا۔ اتنا تو سنا تھا کہ آئینے ٹوٹ جاتے ہیں لیکن یہ کیا ہوا؟ ”آئینہ توڑ دو“ _____ خیر _____ وہ لمحہ بھی آیا جب میرے جذبات و احساس نے ”آئینہ توڑ دو“ مسودہ کے روپ میں میرے ہاتھوں میں آیا۔ کائنات تو کیا میں الفاظ کی خوبصورتی فقروں کا بر محل استعمال اور تحریر کی لطافت کا بوجھ برداشت نہ کر سکا۔ یہ مصنفہ کی پہلی نہیں بلکہ تیرھویں کاوش ہے۔ ناز کفیل نے ادب کا ایک صحرا عبور کیا ہے اور پھر بھی وہ بہاروں کی متلاشی ہے۔ یہ کتاب اس لئے بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں واقعات و حالات فرضی نہیں بلکہ حقیقی داستان ہے۔ جسے ساہیوال کی آبادی نصف سے زیادہ جانتی ہے۔ ”آئینہ توڑ دو“ میں جو بھی پیش کیا ہے اس کے واقعات حقیقت پر مبنی ہیں۔ ناز کفیل نے بڑی عرق ریزی کے بعد ٹوٹے پھوٹے حالات و واقعات کو ایک کڑی میں پرونے کی جو سعی کی ہے اس کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ بلاشبہ ناز کفیل کا قابل تعریف ناول ہے کہ کردار کے نام اور مقام تبدیل کر دیئے ہیں۔

سید افضل انجم بخاری

ساہیوال۔ (ریونیو آفس واپڈا ساہیوال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(1)

جوانی کے دنوں میں ایک گلی اس کی گزرگاہ بن گئی۔ ایک چہرہ منظور نظر تھا۔
 لاکھوں سی صورت گرمی کا موسم جولائی کا مہینہ زبان سوکھ کر کاٹنا ہو رہی تھی۔ ہڈیوں
 کے گودے کو ابال کر رکھ دینے والی لو پل رہی تھی۔ کم ہمتی کے باعث وہ ہجر کے اس
 دہکتے سورج کی تاب نہ لاسکا۔ وہ اس امید پر دیوار کے سائے میں جا کھڑا ہوا کہ شاید
 اس کی تشنہ نظریں دوبارہ شربت دیدار سے سیراب ہو جائیں اور چند گھونٹ اس کی
 پیاس بجھا دیں۔ اچانک گھر کے سامنے والے کمرے سے پردہ سرکا اور روشنی کی ایک
 کن چمکی۔ ایک دیوی جس کے حسن کی مباحثوں اور نگہتوں کو بیان کرنے سے زبان
 قاصر تھی۔ وہ یوں نظر آتی تھی جیسے اندھیری رات میں پوہ پھٹنے پر سفیدی نمودار ہو یا
 گھٹاؤپ اندھیرے میں آب حیات آشکار برف آلود ٹھنڈے میٹھے شربت کا گلاس جس
 میں عرق گلاب کی آمیزش اپنے سفید ہاتھوں میں تھامے سامنے آئی۔ نہ جانے اس
 میں واقعی عرق گلاب کی آمیزش تھی یا اس کے اپنے سرخ گلابی عارضوں کے چند معطر
 قطرے اس میں گھل مل گئے تھے۔ چنانچہ میں نے وہ مشروب اس کے مرمریں ہاتھوں
 سے پی لیا اور میری جان میں جان آئی۔ لیکن دل میں جو آگ بھڑک اٹھی وہ تو دنیا بھر
 کے صاف و شفاف سمندروں کے پانی پی کر بھی بجھنے کی نہ تھی۔

بیٹا اور پو!

شفقت میاں نے راسخ کے لئے دوسرا گلاس بھرنا چاہا۔

جی شکریہ وہ لرزاں پردے کو دیکھتا رہ گیا۔

بارد لوٹ چکا تھا _____ وہ دھانی اوٹنی کو لہراتی کمرے سے جا چکی

نہ تھی۔ اس کا جی یہی چاہتا تھا کہ وہ بار بار شربت کا گلاس لے کر آئے اور وہ اپنی پیاس
 بجائے اور سناؤ پڑھائی ٹھیک جا رہی ہے۔

شفقت میاں سکرائے۔

جی۔۔۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے۔

وہ چونک سا گیا۔

گھر میں تو سب خیریت ہے۔

شفقت میاں نے اس کے چہرے کو دیکھ کر کہا۔

خدا کا لاکھ شکر ہے۔۔۔۔۔ نہ جانے اس کا جی کیوں نہیں لگ رہا تھا۔ اس کے وجود کی بھی دوری اسے گوارہ نہ تھی۔ قنوت نے اس کی نس نس میں جو چاہت و اپنائیت کی آگ بھڑکا دی تھی۔ وہ اس میٹھی میٹھی آگ میں جل رہا تھا۔ ایسی آگ جس نے اس کے اندر لازوال جذبے کو بیدار کر دیا تھا۔ وہ بہت جلد اپنی ماں سے ملنا چاہتا تھا۔ آخر اس کی ماں اس ہیرے سے اب تک کیوں نا آشنا رہی۔ اس نے تو اب تک بہت لڑکیاں دیکھی تھیں۔ لیکن قنوت کے چہرے پر شرم و حیا کی پرچھائیاں۔۔۔۔۔ چلتے ہوئے دامن سمیٹ کر چلنا، پلکیں اٹھانا اور اٹھا کر گرا دینا تو ایک قیامت تھا۔ وہ لمحہ لمحہ اس کے وجود کا حصہ بنتی جا رہی تھی۔

امی جان! کمرہ درست کر دیا ہے۔

وہ بے ساختہ اچھل سا گیا۔۔۔۔۔ مترنم جانی پہچانی سی آواز نے پھر اس کے

ذہن کو جھنجھوڑ ڈالا۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

ماں نے کہا اور دوسری جانب سے راسخ سے مخاطب ہوئیں۔

اچھا بیٹا۔۔۔۔۔ آرام کرو۔

وہ اٹھا۔۔۔۔۔ اور انجان سا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرہ دیکھا دو بیٹی۔۔۔۔۔ راسخ آرام کرنا چاہتا ہے۔

ماں نے بلند اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

آئیے۔۔۔۔۔

ہوش رہا اس کے ساتھ چل دی۔۔۔۔۔ وہ اپنی چال بھول کر اس کی چال میں

سموٹا چلا گیا۔۔۔۔۔

خدا را یہ سفر ختم نہ ہو۔۔۔۔۔

کو ریڈور سے زینے تک کا فاصلہ خدا کرے بڑھتا ہی چلا جائے۔

یہ لیجئے۔۔۔۔۔ آپ کا کمرہ۔۔۔۔۔ آپ کو ضرورت کی ہر چیز ملے گی۔

قنوت نے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

Good۔۔۔۔۔ ۷۔۔۔۔۔ بہت ہی نفیس مزاج کی لڑکی ہیں آپ۔

راسخ نے کویاکی کو سارہ دے دی لیکن وہ صرف ہونٹوں پر مسکراہٹ کی کلیاں بکھیر کر رہ گئی۔

اب آپ آرام کیجئے۔۔۔۔۔ شام چائے پر ملاقات ہوگی۔۔۔۔۔

وہ ہلکی۔۔۔۔۔

سنئے۔۔۔۔۔

راسخ نے پکارتی۔

جی۔۔۔۔۔ وہ واپس ہوئی۔

کچھ نہیں۔۔۔۔۔

وہ کھسیانا سا ہو گیا۔

وہ اس کی حرکت پر ہنستی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔ الٹی کھوپڑی کا مالک لگتا

ہے۔ وہ واپس آکر گھر کے کاموں میں الجھ گئی۔

شام چائے پر ملاقات ہوئی۔۔۔۔۔ وہ ایک سلجھی ہوئی سمجھدار پڑھی لکھی لڑکی

تھی۔ ایسی سمجھدار کہ چراغ لے کر روشنی کو تو نہ ملے۔

وہ بہت جلد ماں سے ملنا چاہتا تھا۔ قنوت نے اس کے اندر ایک بالچل سی مجاہدی

تھی۔ یہ کیسی لڑکی ہے۔۔۔۔۔ اس کا حسن اس قدر تازہ ہے کہ سارا دن گھر

لے کاموں میں الجھی رہتی ہے اور پھر بھی چہ۔ کی راعنائی میں فرق نہیں آتا۔

میں تمہیں کسی قیمت پر دوسرے کے ہاتھ نہیں جانے دوں گا۔ اس عزم کے ساتھ اس نے دوسری صبح جانے کا پروگرام بنا لیا۔

پھر وہ حسین یادیں دل میں بسائے کراچی پہنچ گیا۔

راخ بیٹے _____

ماں نے غسل خانے سے راخ کو باہر آتے ہی پکارا۔

جی امی _____

وہ بالوں میں تولیہ رگڑتا قریب آگیا۔

کیسا لگا تمہیں ماموں کا گھر۔

راخ بیگم نے پوچھنا چاہا۔

بہت اچھا امی _____ گھر بھی اچھا _____ اور گھر والے بھی اچھے راخ دل

سے بولا۔

کیا مطلب؟

راخ بیگم حیرت زدہ سی ہو گئیں۔

میرا مطلب کہ اتنی مدت کے بعد غیریت کا احساس ہی نہیں ہوا۔

راخ نے کہا۔

ہوں _____ یہ بات تو ہے _____ قوت اور یاقوت اب جوان ہو

ہوں گی۔ بہت خوبصورت ہیں میرے بھائی کی بیٹیاں _____

راخ بیگم کا تجسس بڑھ گیا _____ اور بھتیہوں کو دیکھنے کی خواہش بیدار ہو گئی

ہاں امی _____ قوت ہی دیکھی ہے _____ یاقوت تو نہیں _____

قوت کے تصور میں ڈوب کر بولا۔

یاقوت کہیں گئی ہو گی _____ دیے تین چار ہی تو بچے ہیں تین بیٹیاں

ایک بیٹا۔

کاش میرا بھائی دل سے پرانی _____

راخ بیگم بے ساختہ کہہ اٹھیں۔

دشمنی ہے کوئی۔

راخ نے ایک دم بات اچک لی۔

نہیں بیٹا دشمنی بھی کوئی نہیں _____ بس خاندان میں چھوٹی چھوٹی باتوں سے جھگڑے طوائف پکڑ جاتے ہیں۔

راخ بیگم بہت دکھی نظر آرہی تھیں۔ وہ رنجیدہ خاطر سی بیٹھ گئیں۔

ایسا بھی کونسا جھگڑا تھا۔ _____ جو ایک مدت تک آپ نے بھائی سے میل نول بند رکھا۔

راخ بات کی تہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔

میں تو میل جول بند رکھنا نہیں چاہتی تھی _____ دراصل حالات ہی ایسے غمین تھے کہ دونوں خاندان دور سے دور ہوتے چلے گئے _____ بلکہ ایک دوسرے کی ورت دیکھنے کے بھی روا دار نہ تھے۔ راخ بیگم پرانی یادوں کے درپچوں سے جھانکنے لیں۔

آپ بات تو کریں امی _____ ہو سکتا ہے اب حالات سدھر جائیں _____ بسے اپنوں سے دوری کہاں کی غلط فہمی ہے۔ راخ کو افسوس ہو رہا تھا۔

بیٹے! میں اور شفقت بھائی دونوں ہی تو بہن بھائی تھے۔ ہمارے خاندان میں نہ اونچا رکھنے کا عام رواج تھا۔ اس لئے اگر بیٹی دوسروں کو دیتے تو ان کی لیتے بھی۔ یعنی یہ بدلے کی شادی ہوتی تھی۔ اس طرح کئی گھر بھی برباد ہوئے لیکن ہمیں یہ حاصل نہ ہوا۔ اسی طرح میری شادی تمہارے باپ سے اور تمہارے باپ کی شادی تمہارے ماموں سے بیاہی گئی۔ تمہاری پھوپھی کی عادات بہتر نہ تھیں۔ بات بات گڑھا کرنا تو اس کا شیوہ تھا۔ اسی کھینچا تانی میں قوت پیدا ہوئی لیکن تب بھی کو سمجھ نہ آئی۔ آخر دونوں میں نباہ نہ ہو سکا _____ اور ایک دن شفقت نے حمیدہ کو طلاق دے دی۔ وہ کہانی سنا تی جاتیں اور ماضی ایک فلم کی طرح ان

ابھی اسی وقت اس کو طلاق دو۔ میں اس کا وجود یہاں برداشت نہیں کر سکتی
 یہ اس گھر میں نہیں رہے گی۔ وہ بھوکے شیر کی طرح دیکھ رہی تھی۔ وہ چیخ کر
 بولی۔ اس کا اس طرح چلا کر بولنا میری آرزوؤں کے محل سمار کرنے کے لئے
 کافی تھا۔ چولیسے پر دودھ ابلتا جا رہا تھا۔ آگ ایک الاؤ کی صورت میں جل رہی تھی
 لیکن جو الاؤ ہمارے دلوں میں جل رہے تھے۔ وہ اس آگ سے کہیں
 زیادہ۔ اذیت ناک تھے۔

یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔۔۔۔۔
 آخر کار حمید علی نے قوت گویائی کو مجتمع کیا۔
 میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔ شفقت میاں نے مجھے طلاق دے دی ہے
 لہذا تم بھی اسے طلاق دے کر فارغ کرو۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ کے اشارے سے
 بولی۔

حمیدہ بڑی رکیک نظریں میرے وجود پر ڈال رہی تھی اور میں خاموش۔
 اسے کس قصور میں طلاق دے دوں۔

حمید علی بے ساختہ بولے۔۔۔۔۔
 میں باورچی خانے کے باہر کانپے جا رہی تھی۔ سارا جسم نحیف اور کمزور ہو گیا
 تھا۔ اس کا یہ قصور ہے کہ یہ شفقت میاں کی بہن ہے۔
 وہ بھر چلائی۔

یہ قصور کوئی معنی نہیں رکھتا۔۔۔۔۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ اگر تمہارا
 اس کے ساتھ نباہ نہیں ہوا تو میرا گھر برباد کیوں کرتی ہو۔۔۔۔۔ میں ایک بیٹے کا
 پ بھی ہوں۔ حمید علی نے بڑی بے چارگی سے میری طرف دیکھا۔۔۔۔۔ میری
 آنکھوں کی سجدہ ریزی کام آئی۔ عین اس وقت میری سانس لاشی نیکی ہوئی باہر آئی۔
 اماں۔۔۔۔۔ یہ میرا بے غیرت بھائی۔۔۔۔۔ بیٹے کا باپ بن کر غیرت داؤ پر
 چکا ہے۔۔۔۔۔ میری بھی ایک بیٹی ہے۔۔۔۔۔ میں بھی چھوڑ کے آئی ہوں

کی آنکھوں میں گھومتا رہا۔۔۔۔۔
 شب کے نو بج چکے تھے۔۔۔۔۔ سردی زوروں پر تھی۔ سرما کی ٹھنڈی ہوا
 بیخ بستہ رات تھی۔ سب باورچی خانے میں آگ تپ رہے تھے۔۔۔۔۔ تم اس وقت
 ایک سال کے تھے۔
 ٹھک ٹھک۔۔۔۔۔ کسی نے بڑے زور سے دروازے پر دستک دی۔
 کون ہے۔

حمید علی چائے کا پیالہ قریبی پٹائی پر رکھ کر بولے۔
 آپ بیٹھیں۔۔۔۔۔ میں دیکھتی ہوں۔۔۔۔۔ میں بڑی تیز رفتاری۔
 دروازہ کھولنے لگی۔ حمید بیٹا اس وقت کون آگیا۔۔۔۔۔
 دوسرے کمرے سے حمید علی کی بوڑھی والدہ نحیف آواز سے مگر پورا زور لگا
 بولیں۔

جا رہی ہوں امی۔۔۔۔۔
 اس کے ساتھ ہی میں نے دروازہ کھول دیا۔
 حمیدہ تم۔۔۔۔۔
 باریک دوپٹہ سردی سے لرزنی کا پتی ٹھنڈی ہوئی حمیدہ ایک بڑا سا اٹیچی۔
 بڑے غصے سے میرے قریب سے گزر گئی۔
 پیچھے ہٹو۔

وہ باورچی خانے میں داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ جہاں سب لوگ بیٹھے تھے۔
 خطرے کی گھنٹی بج چکی تھی۔ میری بربادی میں چند ٹانپے باقی تھے۔
 کیونکہ اس حالات میں حمیدہ کا آنا میرا مستقبل میرا حال دونوں طرح سے اجڑ
 تھے۔

حمیدہ۔۔۔۔۔ اس وقت۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔
 حمید علی بہن کو دیکھ کر کھکے کبے رہ گئے۔

سکتی ہو۔۔۔۔۔ کیسی باتیں کرتے ہیں آپ۔۔۔۔۔ میرے آگن میں روشنیاں
 بکھیرنے والے آپ ہیں۔۔۔۔۔ اگر آپ ایسا نہ کرتے تو میں بت عرصہ پہلے اجڑ چکی
 ہوتی۔۔۔۔۔ آپ نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ آپ تو میرے محسن ہیں۔۔۔۔۔ آپ
 نے میری محبت کو دامن سے لگائے رکھا۔۔۔۔۔ ورنہ حمیدہ کی طرح میرا کیا حشر ہوتا
 ۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم نے نہایت مشکور نظروں سے اپنے شوہر کو دیکھا جو آخری سانوں
 کے زیرِ دم میں الجھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

پھر ایک کرب ناک رات کی سویر ہوئی اور تمہارے والد ہمیشہ ہمیشہ کے
 لئے تم دونوں کو چھوڑ کر اس دنیا سے ابدی دنیا کی جانب سفر کر گئے۔

پھر ایک دن حمیدہ نے خواب آور گولیاں کھا کر اپنی زندگی کو ختم کر لیا۔۔۔۔۔
 اور میں اس بھری دنیا میں تنہا رہ گئی۔۔۔۔۔ بت عرصہ گزر گیا بھائی کو میری اور
 اس کی مجھے کوئی خبر نہ پہنچی۔۔۔۔۔ ادھر ادھر سے رشتہ دار برادری والے بتا دیتے کہ
 اب اس کے فلاں بچہ پیدا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اس کی دو بیٹیاں ہیں یا بیٹا ہے۔۔۔۔۔
 اور اس نے دوسری شادی بھی کر لی ہے۔۔۔۔۔ میں سب کی سنتی اور چپ رہتی
 ۔۔۔۔۔ چلو میرے بھائی کا گھر تو آباد ہے۔
 رابعہ بیگم چند لمبے خاموش رہیں۔

انی۔۔۔۔۔ آپ ماضی کو فراموش کر دیں۔۔۔۔۔ وہاں کوئی اس قسم کی بات
 نہیں کرتا۔ ممانی بھی بت اچھی ہیں۔

راخ نے ماں کو جیسے تسلی دی۔

ٹھیک ہے بیٹے۔۔۔۔۔ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ بھائی کو ملوں۔

بیگم رابعہ کا دل اچھل پڑا۔۔۔۔۔ کاش میں اڑ کر اپنے بھائی کے پاس جاسکتی۔

تو چٹے ناامی۔۔۔۔۔ وہ سب آپ کو بت یاد کرتے ہیں۔

راخ تو ہنسد سا ہو گیا۔

۔۔۔۔۔ وہ دونوں ہاتھوں سے بلند آواز سے بولی۔

حمیدہ بیٹی۔۔۔۔۔ مت حمید کو طلاق کے لئے مجبور کرو۔۔۔۔۔ رابعہ میری
 بڑی اچھی ہو ہے۔۔۔۔۔ تمہارا شفقت کے ساتھ خود نباہ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ تم۔
 خود نبھانے کی کوشش نہیں کی۔۔۔۔۔ شفقت برا لڑکا نہیں تھا۔

اماں۔۔۔۔۔ تم بھی بیٹے کی سائیڈ لے رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ بیٹا۔۔۔۔۔ جرم
 کی بیوی کے بھائی نے میرا گھر اجاڑا۔۔۔۔۔

حمیدہ حیرت زدہ سی ماں کے قریب جا کر بولی۔

مقدر کی مار سنا پڑتی ہے۔۔۔۔۔ میری بچی۔۔۔۔۔ اس میں رابعہ اور حمید
 کوئی قصور نہیں۔۔۔۔۔ حمید علی کی والدہ نے اپنے کمزور بازوؤں میں حمیدہ کو۔
 لیا۔۔۔۔۔ اور وہ ماں کی آغوش میں کھل کر روئی۔۔۔۔۔ بادل چٹنے۔۔۔۔۔
 سویر ہوئی۔۔۔۔۔ اور پھر کئی سال گزر گئے۔۔۔۔۔ میرا بھائی مجھ سے جدا ہو

۔۔۔۔۔
 حمید علی نے میرا گھر تو بچا لیا۔۔۔۔۔ لیکن میرا آنا جانا بالکل منقطع ہو
 ۔۔۔۔۔ میں نے بھائی کو بھی چوری چوری خط لکھا کہ یہاں بالکل نہ آئے۔ ایسا نہ
 کہ دہی ہوئی پنکھاری پھر سے بھڑک اٹھے۔۔۔۔۔ اور وہ آگ لپک کر میرے گھر پر
 نہ پہنچ جائے۔۔۔۔۔ میں نے اپنے شوہر کی خوشنودی کے لئے اپنے بھائی کو ہمیشہ
 لئے چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ آخری دنوں میں جبکہ وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا
 تو انہوں نے مجھے کسا تھا۔

رابعہ۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔۔۔

میں ان کے اوپر جھکی۔۔۔۔۔ یہ ان کی آخری سانس تھیں۔

میں نے تم پر بت ظلم کیا۔۔۔۔۔ مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔۔ بہن کی

آڑے آگئی۔۔۔۔۔ ورنہ میں ایسا کبھی نہ کرتا۔۔۔۔۔ تم چاہو تو اپنے بھائی سے

ہاں بیٹا کیوں نہیں _____ جاؤں گی میں _____ بھائی کو ملنے کے لئے میرا دل بے قرار ہے۔

رابعہ بیگم بہت ہی دلگیر ہو گئیں۔

چنانچہ چند دنوں کے بعد بڑے اصرار کے بعد رابعہ بیگم راسخ اور چھوٹے بیڑا تہریز کو لے کر لاہور روانہ ہو گئیں۔ چند گھنٹوں کا سفر نہ جانے راسخ نے کیسے گزارا _____ چاروں جانب قوت کی من موہنی صورت اس کی آنکھوں کے سامنے گھومتی رہی _____ وہ چاہتا گاڑی کو چھوڑ پر لگا کر لاہور پہنچ جائے۔

شام چار بجے دروازے پر دستک ہوئی _____

دیکھو بیٹی کون ہے _____

صحن میں بیٹھی زینت بیگم بولیں۔

اچھا امی _____

اس کے ساتھ ہی لپک کر قوت نے دروازہ کھول دیا۔

آہا _____ امی _____ دیکھے کون ہے _____

قوت خوشی کا بے پنا اظہار کرتے ہوئے بولی۔ زینت بیگم نے بھی چونک کر باہر والے دروازے کی جانب دیکھا _____ اور ایک دم کھڑی ہو گئیں۔

رابعہ _____ تم _____

زینت بیگم کی حیرت عروج پر پہنچ گئی۔

قوت اور راسخ نے ایک دوسرے کو دیکھا _____ نظروں کا تقاضا بڑا جان لیا تھا۔ نظریں انھیں جھکیں اور پھر پلٹ گئیں۔

قوت نے شرم حجاب سے بے چین ہو کر چرا پھیر لیا۔ کیونکہ وہ راسخ کی نظروں کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

بڑی گرم جوشی سے رابعہ بیگم اور زینت بغل گیر ہوئیں _____ ایک لمحہ کے لئے گلے شکوے ختم ہو گئے۔

بھائی _____ میرا بھائی کیسا ہے۔

رابعہ بیگم علیحدہ ہوتے ہوئے بولیں۔

اللہ کا شکر ہے _____ آتے ہی ہوں گے _____ ابھی ابھی کسی کام سے باہر گئے تھے۔ زینت بیگم نے کہا۔

چلئے _____ اندر _____ کیا یہاں ہی وقت گزارنے کا ارادہ ہے۔ قوت نے کہا، اور سب ہنستے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئے۔

شفقت میاں آتے ہی بڑے والہانہ انداز میں بہن کو ملے۔ گزرے وقتوں کے سب گھاؤ مندمل ہو گئے _____ حالات نے پلٹا کھایا اور خاندان ایک ہونے کی سوچنے لگے۔

تمہیں بھائی کی یاد آئیے گئی۔

شفقت میاں نے کہا۔

یاد تو میں ہمیشہ ہی رکھتی ہوں _____ کیا کرتی _____ آپ کو علم ہے نا _____ کہ _____ وہ بچوں کے سامنے بات کو ہونٹوں میں دبایا گئیں۔

ارے چھوڑو _____ گزے مڑے اکھاڑنے سے فائدہ _____ یہ بتاؤ _____ تمہیں میاں نے اجازت دے دی تھی۔

شفقت میاں محتاط انداز سے بولے۔

ہاں جی _____ بالکل _____ شوہر کی اجازت کے بغیر تو میں آنگن نہیں چھوڑتی _____ وہ مرنے سے پہلے ہی مجھے آپ سے ملنے کی اجازت دے چکے تھے۔ رابعہ بیگم نے کہا۔

ہوں _____ شفقت میاں کچھ سوچنے لگے۔

عین اس وقت جبکہ باتوں کا دور چل رہا تھا تو _____ قوت بمعہ لوازمات کے چائے لے آئی لو بھی چائے آگئی۔

زینت بیگم نے اندر آئی قوت کو دیکھ کر کہا۔

عالی کے ذکر نے ماحول کو افسردہ سا بنا دیا تھا _____ لیکن یہ پڑمردگی بہت دیر تک نہ رہ سکی فراز کی موثر سائیکل اندر داخل ہوئی اور سب کے کان کھڑے ہو گئے۔
آہا _____ یہ آج ہماری پیاری پیاری پھوپھو کو لاہور کا رستہ کیسے آگیا۔
فراز نے آتے ہی رابعہ بیگم کو اپنے بازوؤں میں لے لیا۔

چل ہٹ شرر _____ تو نے کون سی پھوپھو کی خبر لے لی۔
رابعہ بیگم گلہ کرنے لگیں۔

ارے واہ _____ یہ الٹا الزام ہم پر _____

فراز نے اگلا فقرہ مکمل ہی نہیں کیا تھا کہ زینت بیگم نے آنکھیں نکالیں اور وہ خاموش ہو گیا۔

چار پانچ دن گزر گئے _____ لیکن ابھی تک رابعہ بیگم نے دل کی بات بھائی اور بھابھی سے نہیں بیان کی تھی _____ وہ تو خاموش ہی رہنا چاہتی تھی۔ لیکن اتنی اچھی لڑکی کا کوئی بھی رشتہ آسکتا ہے _____ آخر وہ کیوں اپنے بھائی سے جدا ہو۔ ایک مدت کے بعد تو بھائی سے ملاقات ہوئی ہے _____ اب وہ بھائی کو نہیں چھوڑ سکتی۔ شفقت میاں نے بھی بہن کی خاطر مدارت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔

راخ نے بے ساختہ نظریں اٹھائیں _____ قوت نے یا قوتی ہونٹوں کو اس وقت حسب عادت سکیڑا ہوا تھا۔ یہ اس کی عادت تھی وہ جب بھی زیادہ کام میں مصروف ہوتی ہونٹ یوں ہی کر لیتی۔

بناؤ بیٹا۔

زینت بیگم نے کہا۔

اور رابعہ بیگم کی نظریں گھر کے ہر کونے میں کسی اور افراد کی متلاشی تھیں۔
زینت بھابی۔ باقی تینوں بچے کہاں ہیں _____ میں تو قوت کو ہی دیکھ رہی رابعہ بیگم کا تجسس بڑھتا جا رہا تھا۔

یا قوت تو نرسنگ کی ٹریننگ کے لئے کونسل گئی ہوئی ہے۔ فراز ابھی کالج سے نہیں آیا اور عالی اپنے کمرے میں ہو گی۔

عالی کے نام کے ساتھ ہی زینت بیگم بہت افسردہ سی ہو گئیں _____ لیکن قوت اور راخ تیریز خاموش چائے سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

کیا بات ہے _____ عالی بیمار ہے کیا؟

رابعہ بیگم تشویش ناک انداز میں بولیں۔

بیمار نہیں _____ اس کی ذہنی حالت درست نہیں _____ آٹھ دس سال کی ہو چکی ہے ابھی تک بچوں کی طرح ضد کرنا _____ تو تلی باتیں کرنا۔

زینت بیگم بہت پریشان سی ہو گئیں۔

ڈاکٹروں کو دکھایا۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

ہاں _____ بہت ڈاکٹروں کو دکھایا _____ سب یہی کہتے ہیں دماغ اس کی

عمر سے چھوٹا ہے _____ تب ہی وہ ایسی حرکتیں کرتی ہے۔

ہوں _____ دیے انہیں عالی کے بارے میں بہت دکھ ہوا۔

رابعہ بیگم خاموش ہو گئیں۔

کیا ہے بھائی جان۔
تیرز نے کہا۔

ارے بھی انڈیو کے لئے بلایا ہے۔
راخ بات نہ کر سکتا تھا۔۔۔۔۔ بے اتھا خوشی سے آواز اس کی حلق میں اٹک
ری تھی۔

کہاں؟

لاہور

راخ نے کہا۔

لاہور۔۔۔۔۔ باجی قنوت کے پاس۔۔۔۔۔

تیرز حیران رہ گیا۔

بیٹا راخ۔۔۔۔۔ تمہارا خط آیا تھا۔۔۔۔۔ کیا ہے اس میں رابعہ بیگم کرے میں
داخل ہوئیں۔

امی جان۔۔۔۔۔ بھائی جان کا لاہور انڈیو ہے۔

تیرز نے کہا۔

لاہور جاؤ گے تم۔۔۔۔۔ کیا وہاں درخواست۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم حیرت زدہ سی بولیں۔

نہیں امی درخواستیں تو کئی جگہوں پر دی تھیں۔

راخ نے ماں کی بات کاٹ دی۔۔۔۔۔ انڈیو کال لاہور سے آئی ہے۔

راخ بولا۔

پھر تمہیں وہاں جانا ہو گا۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

اگر نوکری مل گئی تو ایسا ہی ہو گا۔

تو بہ کر۔۔۔۔۔ میں تو یہاں تھا نہیں رہوں گی۔

2

بست دن قیام کرنے کے بعد رابعہ بیگم بمعہ اپنے بیٹوں کے واپس اپنے گھر لوٹ
گئیں۔ لیکن وہ دل کی بات نہ کہہ سکیں۔ اس کے لئے انہوں نے وہ دن منتخب کیا کہ
جب راخ کو اچھی ملازمت مل جائے۔۔۔۔۔ راخ نے بھی ماں کی بات مان لینے میں
نافیت سمجھی۔۔۔۔۔

دن یوں ہی لمحہ لمحہ آگے آگے ریگتے رہے۔ دن ہفتے اور پھر کئی ماہ گزر گئے
راخ نے امتیازی پوزیشن سے کلاس جیت لی تھی۔ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے کسی
اچھی ملازمت پر فائز ہونا چاہتا تھا۔ سویوں ہی ہوا۔ پاس ہوتے ہی اس نے ملک کے
تمام بڑے بڑے شہروں میں درخواستیں ارسال کر دی تھیں۔۔۔۔۔ وہ جن دفاتر میں
چاہتا تھا کہ اچھی ملازمت ہو اچھی تنخواہ ہو۔۔۔۔۔ تاکہ اس کا مستقبل روشن
ہو سکے۔ کیونکہ وہ ایک متوسط گھر کا فرد تھا۔ اس نے ترقی کرنا تھی اور قنوت بھی
متوسط طبقے سے تعلق رکھتی تھی۔ وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا کیونکہ تیرز ابھی بچہ تھا
۔۔۔۔۔ اس نے تعلیم حاصل کرنا تھی۔

آج صبح سے ہی موسم ابر آلود تھا۔ وہ ابھی تک کمرے سے نہیں نکلا تھا۔ بلکہ
بستر میں ہی دھنسا ہوا تھا۔

نن ٹن۔۔۔۔۔ سامنے نصب شدہ کلاک نے دس کا گھنٹہ بجا دیا۔

ارے۔۔۔۔۔ وہ اچھلا اور دوسرے ہی لمحے تیرز کمرے میں داخل ہوا بھائی

جان۔۔۔۔۔

اس کے ساتھ ہی تیرز نے ایک لفافہ راخ کی جانب پھینک دیا آپ کا خط۔

اور راخ نے چاک کر بھی لیا۔

جوں جوں وہ پڑھتا جاتا تھا خوشی و مسرت کے طے جٹے جذبات اس کے چہرے

سے عیاں تھے۔

او ہو اسی ابھی مجھے ملازمت تو مل جائے _____ رہنے کا بندوبست تو بعد میں
 بھی ہو جائے گا _____ رنخ کے لئے سب سے بڑا مسئلہ لاہور جانے کا اور ماں کو
 چھوڑنا تھا _____ وہ تو خود پریشان ہو گیا تھا۔ اسی جان _____ آپ بے فکر رہنے کا
 _____ جہاں بھی ملازمت ملی میں آپ کو وہاں ہی لے چلوں گا _____ میں تو خود
 آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا رنخ نے بہت تسلی بخشی دی تو تب کہیں رابعہ بیگم کی
 پریشانی دور ہوئی۔

آخر وہ دن بھی آن پہنچا _____ جس کا انتظار تھا _____ رنخ انٹرویو میں
 کامیاب ہو کر سائز لینڈ کا بڑا آفیسر نامزد ہو گیا۔ لاہور شہر میں اچھی جگہ خوبصورت
 کوٹھی اور نوکر اور بے شمار سولتیں میسر تھیں کراچی والے مکان کو کرایہ پر دینے کے
 بعد سب لاہور میں ہی شفٹ ہو گئے تھے۔ تیرز کو بھی آٹھویں میں داخل کروا دیا تھا
 چند دنوں میں یہ سارا کام خفیہ خفیہ کیا گیا۔ وہ اچانک بنانا چاہتا تھا _____ لان میں
 کرسیاں بچھی تھیں۔ ملازم درمیانی میز پر چائے رکھ گیا تھا۔

عبدل _____
 رابعہ بیگم نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر ہاتھ میں پکڑی سیج کو میز پر رکھ
 دیا، جی بیگم صاحبہ _____
 عبدل چونک گیا۔

چل ہٹ گھوڑا _____ خبردار جو مجھے بیگم صاحبہ کہا _____ میں تو تیری ماں
 کے برابر ہوں _____ بیگم صاحبہ تو تم رنخ میری بہو کو کہہ سکتے ہو _____ رابعہ
 بیگم کی نظروں میں قنوت کا سراپا گھوم گیا۔
 تو پھر آپ ماں ہی ہوئی نا _____
 عبدل ڈرتے ڈرتے بولا۔

ہاں بھئی _____ تم میرے بیٹوں کی طرح ہو _____ بلکہ میرے بیٹے ہی

ہو۔

رابعہ بیگم حسب عادت بہت ہی شفقت جتاتے گئیں۔
 اچھا _____ یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں _____ ہمیں بھی تو پتہ چلے۔
 رنخ آتے آتے قریب کی کرسی پر بیٹھ کر بولا۔
 عبدل سامنے کھڑا مسکراتا رہا۔
 جاؤ تیرز کو بھی بلا لاؤ۔

بہت بہتر۔

رابعہ بیگم کے کہنے پر عبدل تیز رفتاری سے لان میں سے نکل گیا۔

امی جان۔

رنخ نے کہا۔

کیا بات ہے بیٹا _____ دو ماہ ہو گئے ہیں تمہیں یہاں آئے ہوئے _____
 اوسر _____ رابعہ بیگم کی فوراً "رنخ نے بات کاٹ دی۔

میرا خود یہی ارادہ تھا اسی جان کہ ہم لاہور سیٹل ہو جائیں _____ پھر ماموں
 شفقت کے گھر والوں کی دعوت کریں گے _____ اس طرح وہ حیران بھی ہوں گے
 اور خوش بھی۔

رنخ کے چہرے پر خوشی چھلک رہی تھی۔

ٹھیک یہی ہے تمہاری بات۔

رابعہ بیگم بولیں۔

چند دنوں میں گاڑی ملنے والی ہے۔

رنخ نے کہا۔

گاڑی کیا کرو گے بیٹے _____ نانگے میں چلے جائیں گے۔

رابعہ بیگم نہایت سادگی سے بولیں۔

ارے واہ امی جان _____ اب تانگوں وانگوں کا زمانہ بدل گیا ہے _____
 گاڑیاں پسند کرتے ہیں لوگ۔ بہت دولت ہو _____ اونچا سٹینڈ ہو _____

راخ نے کہا _____ اور چائے بنائے لگا۔

ہاں بیٹا _____ تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔ _____ ہر چیز ہی بدل گئی ہے۔
میرا خیال ہے اب انسان ہی قدم رہ گیا ہے۔

ہاں امی _____ واقعی انسان بہت قدم ہے۔ _____ بیس ارب سال تو ہو گئے
انسان بنے ہوئے۔

راخ بولا _____ اور ماں کی سادگی پر ہنس دیا۔

آفتاب افق کی گود میں اتر گیا۔ _____ کائنات پر چاروں اور سرخی سی پھیل گئی۔
سرمایہ دلکش شام عجیب منظر پیدا کر رہی تھی۔ لاکھ روٹیاں اس شرارے کے سامنے
ہیچ تھیں خوبصورت ڈنر سوٹ میں ملبوس سلیقے سے ہال بنائے وہ اچھی طرح تیار ہو کر
باہر سڑک پر آگیا۔ _____ ٹیکسی لئے سیدھا زینت بیگم کے ہاں پہنچ گیا۔
ٹیکسی سے اتر کر چند قدموں سے آگے شفقت میاں کا مکان تھا۔

راخ نے آہستہ سے کال بیل پر انگلی رکھ دی۔

اس کے ساتھ ہی جانی پہچانی آواز نے اس کی پیاسی روح کو سیراب کر دیا۔

کون _____

غلام۔ _____

وہ بڑی بذلہ سنج کیفیت سے بولا۔

جی۔ _____

اور قوت نے مسکرا کر دروازہ کھول دیا۔

بہت شریر ہیں آپ _____ ہنستے ہوئے _____ ارے پھوپھو جان _____

وہ راخ کو بغیر سواری کے کھڑے دیکھ کر حیرت زدہ سی ہو گئی۔

اگر اندر داخل ہو جاؤں تو بات بنے۔

راخ اور قریب آگیا۔

آئیے _____

وہ دروازے سے سرک گئی۔

وہ اندر صحن میں آگیا۔

کہاں ہیں سب لوگ۔

راخ نے چاروں طرف تذبذب انداز میں دیکھا۔

اس وقت سوائے عالی کے اور کوئی گھر پر نہیں ہے۔

قوت نے آچل درست کیا۔

چلو اچھا ہوا _____

وہ بڑا بے تکلف صحن میں کچھ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ آج آپ اس قدر

سراپا کیوں لگ رہے ہیں _____ حالانکہ پہلے ایسا ہرگز نہ تھا۔

قوت راخ کے سراپا کو بھی بغور دیکھ رہی تھی۔ یہ لباس میں سلیقہ _____

بت میں نکھار وہ بہت متذبذب سی اسے نکلے جا رہی تھی۔

کیا دیکھ رہی ہیں آپ؟

راخ نے نظریں اٹھائیں۔

میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کراچی سے آئے نہیں لگتے۔ جیسے نزدیک سے ہی

ہوں۔

قوت نے اس کے گھنے بالوں کو سلیقے سے بنے دیکھ کر کہا۔

ٹھیک ہے _____ نجوم سیکھ لیا میرا خیال ہے۔

راخ نے کہا۔

نہیں _____ ویسے آپ اتنے تروتازہ ہیں کہ طویل سفر کے بعد آدمی ایسا تو

وہاں۔ قوت مسکرائی اور کچن کی طرف چل دی۔

ڈرائنگ روم میں چائے لے آؤ۔

وہ بے تکلف اٹھ کر ڈرائنگ روم کی جانب چل دیا۔

آج کتنا شادمان اور خوش تھا _____ ایک عرصے کے بعد محبوب کی رفاقت

وہ بھی خاموش چائے پیتی رہی۔

اور وہ قدرت کی گراں قدر صنایع پر متحیر سا چائے نوش کرتا رہا۔ جبکہ لکڑی میں سے آنے والی شریر ہوا قوت کے دروازے گیسو ساری پشت سے ہٹا کر اس کے کپڑوں پر پھیلا دیتی پھر وہ ہلکی سی جنبش کے ساتھ بالوں کو واپس گرا دیتی۔
رہنے دو۔۔۔ کیا کہتے ہیں تمہیں۔

وہ بے چین سا بول اٹھا۔

وہ ایسی بھی کوڑھ مغز نہیں تھی۔۔۔ راح کی نظروں کا مضمون اچھی طرح ہتھی تھی۔ خاموش رہی۔۔۔ پھر برتن سمیٹ کر باہر نکل گئی۔
رات پڑ گئی۔۔۔ ابھی تک کوئی بھی نہیں لوٹا۔
قوت ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے بولی۔
اچھی بات ہے۔

اس کے ساتھ ہی راح نے قوت کا مرمیس نازک ہاتھ تھام لیا۔ اور وہ ساری سے لرز گئی۔۔۔ رگ و پے میں ایک برقی سی دوڑ گئی۔
قوت۔۔۔

راح نے قوت کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔ قوت کو یوں محسوس ہوا جیسے
بہت دور سے اسے پکار رہا ہے۔۔۔ پورے وجود میں کچکی سی طاری ہو
- انگ انگ ٹوٹنے لگا تھا۔

قوت۔۔۔

محبت کے لازوال جذبے کے تحت وہ حسن کا بے پناہ خزانہ اپنے قریب دیکھ کر
نہ کر سکا۔۔۔ راح نے دونوں ہاتھوں سے قوت کے دلنشین چہرے کو ہاتھوں
مایا اور اس کی روشن پیشانی پر محبت کی مرثبت کر دی۔

راح۔۔۔

وہ جیسے چلا اٹھی۔۔۔ لیکن آواز اس کے حلق میں انک کر رہ گئی

نصیب ہوئی تھی۔۔۔ وہ جی بھر کے باتیں کرنا چاہتا تھا۔

چند لمحوں کی تاخیر کے بعد وہ طشتری میں چائے لے آئی۔

ایک کپ قوت نے خود لیا اور دوسرا راح کو دیا۔

شکریہ!

وہ کپ تھام کر بولا۔

کہاں ہیں سب لوگ۔

راح نے کہا۔

شادی پہ اور ابو رائے ونڈ کسی کام کے سلسلے میں گئے ہوئے ہیں۔
اچھا!

راح نے بغور گہری نظروں سے قوت کو دیکھا۔۔۔ قوت ایک حسین

لڑکی تھی۔ حسن اور سادگی۔۔۔ گھڑاپا۔۔۔ سب خوبیاں اس میں

تھیں۔ بلاشبہ وہ اس کی بیوی بننے کے قابل تھی۔

کیا دیکھ رہے ہیں آپ؟

قوت کے ہاتھ لرزے گئے۔۔۔ وہ شاید راح کی نظروں کی تاب نہ

تھی۔

دیکھ رہا ہوں۔۔۔ نظروں پہ پابندی ہے کیا۔

راح بھی خوشگوار لہجے میں بولا۔

ایسی تو کوئی چیز نہیں۔۔۔

قوت کسر نفسی سے کام لے رہی تھی۔۔۔ یا اس کو یہ احساس ہی

کہ وہ اس قدر خوبصورت بھی ہے۔

میں جو دیکھ رہا ہوں۔۔۔ تمہیں اس کا علم نہیں ہے شاید۔

وہ بغور نظریں قوت کی آنکھوں میں ڈال کر بولا۔

چند لمبے کمرے کا ماحول پر سکوت رہا۔۔۔ کسی نے بھی لب کثنا

3

_____ اور وہ قنوت کا شانہ دبا کر باہر نکل گیا۔

وہ بہت دیر تک اس لمس کو محسوس کرتی رہی جو چند لمحے اس کے گرم گرم ہونٹ اس کی ٹھنڈی پیشانی پر چھوڑ گئے تھے۔ وہ اس کی ہو گئی ہے۔

کلاس میں لیکچر دینے کے بعد وہ ابھی چاک واپس میز پر رکھنے ہی والی تھی کہ ملازم کی آواز پر وہ چونک گئی۔

کوئی صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔
منور نائب قاصد نے کہا۔

لبادہ اوڑھ لیا تھا _____ وہ اس کی ہو گئی تھی۔

نس نس سے یہ آواز ابھری _____

وہ تزامیت ہے _____ وہ تیرامیت _____ تو اس کی پجارن

وہ تیرا دیوتا اور تو اس کی داسی _____

کون _____؟
جاننے ہوئے بھی اس نے لا علمی کا اظہار کیا۔

باقی جی وہی صاحب _____ پہلے بھی تو آتے ہیں۔

منور نے اس کی یادداشت کو لوٹانا چاہا۔

اچھا _____ اچھا _____ انہیں کو _____ آرہی ہوں۔

قنوت نے رد مال سے ہاتھ صاف کئے اور پرس اٹھایا۔

اتنی دیر میں بل ہو چکی تھی۔

وہ خراماں خراماں گیٹ کی جانب بڑھ گئی۔

آداب _____

راخ نے دیکھتے ہی شریر انداز میں کہا۔

ارے واہ بڑی شان ہے جناب کی۔

قنوت خوبصورت کرد لائیوٹا دیکھ کر اظہار مسرت کرتے بولی۔

ای بلا رہی ہیں _____ آجاؤ _____ راخ قریب آگیا۔

قنوت کو آج راخ عجیب عجیب سا لگ رہا تھا _____ بہترین سیاہ سوٹ میں

س خوبصورت وجیہ ڈیل ڈول وکس خدوخال کا مالک آج راخ بہت ہی اچھا لگ رہا

خیریت تو ہے _____ کس لئے بلا رہی ہیں پھوپھو جان؟

قوت نے پوچھا _____
 معلوم نہیں _____ تم آ تو جاؤ۔
 وہ جھلا گیا۔
 چھٹی لینا پڑے گی۔
 قوت نے کہا۔
 تو لے لو نا _____ راسخ نے کہا _____ میں انتظار کرتا ہوں _____
 انتظار میں تو آپ بڑے ماہر ہیں۔
 قوت نے بھی شرارت کی۔
 تو اور کیا _____ جب سر پر پڑی تو نبھائیں گے۔
 وہ بھی آنکھیں نیم باز کرتے قوت کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے بولا۔
 وہ شرم سے پرے ہٹ گئی۔
 آتی ہوں _____ ویسے آج ہاف ڈے (نصف یوم) ہے۔ وہ پلٹ گئی۔
 اف تو یہ _____ یہ نوکری تو عورتوں کے لئے عذاب ہے _____ کرے
 جب تک شادی نہیں ہوتی _____ وہ خود ہی باتیں کرتا رہا۔
 وہ چند منٹوں میں پرس جھولاتی باہر آگئی۔
 تشریف رکھئے سرکار۔
 راسخ نے اپنے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھولا۔
 وہ خاموش بیٹھ گئی۔
 راسخ پچھلی طرف سے ہوتا ہوا اپنی سیٹ پر سٹیرنگ پکڑ کر بیٹھ گیا۔
 کچھ دیر کے بعد گاڑی تارکول کی چمکی سڑکوں پر پھسلتی ہوئی وسیع و عریض
 کوٹھی کے سامنے رکی۔
 دونوں اتر کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے۔
 پھوپھو کہاں ہیں؟
 قوت نے ہاں گئی ہیں۔
 وہ شریر انداز میں قوت کے شانے پکڑا سے صوفے پر بٹھاتے ہوئے بولا۔
 ہمارے گھر _____
 قوت شکستہ بولی۔
 جی ہاں۔
 راسخ بامداری دکھاتے بولا۔
 اچھا _____ اس کا مطلب کہ میرے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے۔
 بالکل _____ اور یہ جھوٹ عین عبادت ہے جناب من۔
 وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمانبرداری انداز سے بولا۔
 وہ کھل کھلا کر ہنس دی _____ راسخ کی اس اداکاری پر قوت کو ہنس آگئی۔
 عبادت کیسے ہوا؟
 وہ بھی ہنس دی۔
 اس لئے کہ آج دل چل رہا تھا کہ میں اپنے محبوب کو بہت قریب محسوس
 کروں۔ اس کا انداز والمانہ تھا۔
 نہ جانے کیوں قوت سنجیدہ سی ہو گئی۔
 کیا ہوا _____ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔
 ٹھیک ہوں۔
 وہ سادگی سے بولی۔
 پھر یہ چہرہ کیوں لٹک گیا ہے۔
 راسخ نے بے پناہ محبت کے ساتھ قوت کی ٹھوڑی کو انگلی سے اوپر اٹھایا۔ یہ جو
 آپ قدم اٹھا رہے ہیں _____ اس کی اہمیت کو جانتے ہیں۔ قوت نے بڑا مشکل
 سوال کیا تھا۔
 ہاں _____ کیوں _____ کیا مطلب ہے تمہارا۔

راخ ڈنگا سا گیا۔
 یہ بڑی کھٹن راہ ہے _____ کانٹے ہی کانٹے ہیں اس پر _____ وہ جھک کر
 اچھا بابا _____ آؤ چلو _____ میں سارا الزام اپنے سر لے لوں گا۔ راخ
 نے قوت کو اپنے ایک بازو کے حصار میں لے کر کہا _____ اور دونوں ڈرائنگ روم
 سے باہر آگئے۔

یہ علم ہے مجھے _____ میں نے اچھے راستے کا انتخاب کیا ہے _____ اور
 پھول چنے ہیں وہ مسرت بھرے انداز میں بولا۔ تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ
 میں کانٹے چننا ہی نہیں چاہتا۔

اچھا _____ بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہیں آپ _____

قوت بے ساختہ اس کے کالر سے کھیلنے ہوئے بولی۔

قوت _____ بھولنا نہیں۔

راخ نے قوت کے کان میں سرگوشی کی۔

لیکن وہ سمیٹ کر آٹھل چلنے کی عادی تھی _____ صرف کسمسا کر رہ گئی۔

شام کے دھندلکے پھیلنے لگے تھے _____ باتوں باتوں میں دونوں کو یہ احساس
 ہی نہ رہا کہ سورج بھی افق کی گود میں اتر رہا ہے۔

راخ اب کیا ہو گا۔

وہ بہت بے چین نظر آرہی تھی۔

کچھ نہیں ہو گا _____ میں چھوڑ آؤں گا۔

راخ اس کے ہاتھ تھام کر دباتے ہوئے بولا۔

لیکن اس وقت ابا کیا کہیں گے۔

قوت نے کہا۔

ارے بھی کیا کہیں گے _____ کہہ دینا پارٹی تھی _____ دیر تو ہو ہی جاؤ

ہے _____ راخ مسکرایا۔

آپ کو مذاق سوچ رہا ہے _____ مجھے معلوم ہے _____ کیا ہو گا _____

قوت جیسے پچھتا رہی ہو۔

گاڑی سے اترتے قوت نے باتوں کی آواز سنی۔

ڈرائنگ روم میں بھیا کی آواز بھی آرہی تھی۔

قوت _____ بیٹا اتنی دیر کہاں لگا دی۔

شفقت میاں ایک دم سے بولے۔

ارے ماموں جان _____ میں اگر دقت پر نہ پہنچ جاتا تو یہ محترمہ کالج میں ہی

رات بسر کرتیں۔ راخ نے بات بنائی۔

کالج _____ کالج کہاں سے آگیا۔

ای جان کالج میں مشاعرہ تھا _____ وہاں دیر ہو گئی _____ میں کہاں جاتی

نہی وہ سعیدہ ہے زبردستی لے گئی۔

قوت نے جھوٹ کا سہارا لیا۔

جو اگر جانا تھا تو ذرا جلدی کر لیتیں _____ اتنا شوق ہے آپ کو شعر و شاعری

نہ۔ راخ نے بات مذاق میں ڈال کر معاملہ رفع دفع کر دیا۔ سب ہنسنے لگے۔

اچھا _____ بھائی اب اجازت دو۔

رابعہ بیگم ہنسنے ہنسنے انھیں _____ اور بیٹھو نا _____ کتنا اچھا ماحول تھا۔

ذہنت بیگم نے کہا۔

پھر سہی _____ دونوں ماں بیٹا راخ کے ساتھ گیٹ پر آگئے۔

کہیں ایسا نہ ہو۔۔۔۔۔ اپنی پھوپھو کا انتقام لیتا رہے۔

شفقت میاں آنے والے وقت سے خوفزدہ ہو گئے۔

نہیں نہیں آپ کے دل میں جس قسم کے بھی دوسے ہیں ان کو نکال دیجئے۔
بے شک میرا بیٹا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔۔۔۔۔ لیکن قوت بھی لاکھوں میں ایک ہے
۔۔۔۔۔ ایسی لڑکی تو چراغ لے کر تلاش کریں تو نہیں ملتی۔

رابعہ بیگم والمانہ انداز میں بولیں۔

قوت میری بہت ہی پیاری بیٹی ہے۔۔۔۔۔ اس کا دکھ میں سہ نہیں سکوں گا۔
شفقت میاں د گلیہ آواز سے بولے۔

اوہ۔۔۔۔۔ بھائی جان آپ کیوں اس قدر دل برداشتہ ہو رہے ہیں۔۔۔۔۔
قوت کوئی غیروں میں تو نہیں جا رہی۔۔۔۔۔ میرے جسم کا ایک حصہ ہے۔۔۔۔۔
اس میں رنجور ہونے والی کوئی بات نہیں۔

اچھا کچھ دن ہمیں سوچنے کے لئے دو۔
شفقت میاں بولے۔

ہاں دو ایک دن کیوں۔۔۔۔۔ بہت دن سوچ لیں۔۔۔۔۔ لیکن ووٹ میرے
حق میں ہو۔

اس کے ساتھ شفقت میاں اور زینت دونوں ہنس دیئے۔

شام ہوتے ہی رابعہ بیگم روانہ ہو گئیں۔۔۔۔۔ ملازم گاڑی لے آیا تھا۔

کس طرح قدرت نے دن پھیرے ہیں ان کے۔۔۔۔۔

زینت بیگم نے حیرت زدہ ہو کر انگلی ہونٹوں پر رکھی۔

خدا ایسی لائق اولاد سب کی کرے۔۔۔۔۔ رابعہ بیگم نے محنت اور دکھ بہت
جھیلے ہیں۔ شفقت میاں کو ماضی یاد آنے لگا۔

یہ تو واقعی درست ہے۔۔۔۔۔ رابعہ بیگم نے بہت اذیتوں کے بعد یہ مقام
حاصل کیا ہے۔ زینت بیگم نے کہا۔

رابعہ بیگم کا بڑھتا ہوا التفات شفقت میاں اور زینت بیگم کے لئے حیرت انگیز
اور دلچسپ بات تھی۔ شفقت میاں اندر اندر بہت خوشی محسوس کر رہے تھے کہ اگر
راخ کے ساتھ قوت کی نسبت طے ہو جائے تو کس قدر اچھی بات ہو۔۔۔۔۔ لیکن ابھی
تک زینت بیگم کو یہ احساس نہ ہوا تھا کہ قوت اس کی سوتیلی ہے مگر اب راخ کو انا
عمدے پر فائز دیکھ کر وہ چاہنے لگی کہ اس کی اپنی بیٹی جس کو اس نے جنم دیا۔
یا قوت کی نسبت اس سے طے ہو۔۔۔۔۔ وہ ان جذبات کو افشا بھی نہیں کرنا چاہتا
تھیں۔ قوت کو بھی انہوں نے ماں بن کر پالا تھا۔ لیکن نہ جانے کیوں دل کے
گوشتے سے آواز آتی تھی کہ کسی اچھے گھر میں ان کی بیٹی بیاہی جائے۔ آخر وہ دن آ
گیا جب رابعہ بیگم نے شفقت میاں سے قوت کا رشتہ مانگ ہی لیا۔

امید ہے کہ میرا دل نہیں توڑیں گے آپ لوگ۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم نے زینت بیگم کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

اپنے بھائی سے بات کر لو۔

زینت بیگم نے شفقت کی طرف اشارہ کیا۔

کیا بات ہے۔۔۔۔۔ ہماری بہن کیا کہنا چاہتی ہے۔

شفقت میاں چائے کی چسکی لیتے مسکرا کر بولے۔

میں قوت کو اپنی بیٹی بنانا چاہتی ہوں بھائی۔۔۔۔۔

وہ سیدھی سادھی گفتگو کرنے لگیں۔

دیکھ لو رابعہ۔۔۔۔۔ تمہارا بیٹا بہت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔

شفقت میاں بولے۔

یہ بات مت کہیں بھائی۔۔۔۔۔ آخر میں آپ کی بہن ہوں۔۔۔۔۔

رگوں میں آپ کا ہی خون ہے۔ رابعہ بیگم جیسے گزرا انھیں۔

ابھی ہم لوگ زندہ ہیں۔۔۔۔۔
 زینت بیگم نے محبت سے بیٹے کو دیکھا۔
 لیکن میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں۔
 فراز کے انداز میں سوالیہ پن پوشیدہ تھا۔۔۔۔۔ نہ جانے اب وہ کیا کہہ دے گا۔

کیا کہنا چاہتے ہو تم؟
 زینت بیگم چونک سی گئیں۔
 میں چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ کہ۔۔۔۔۔ وہ رک گیا۔
 ہاں، ہاں۔۔۔۔۔ بات مکمل تو کرو۔
 زینت بیگم کو احساس ہوا کہ جیسے اعراف میں لنگ رہی ہوں۔
 اسی ہماری زمین ہے نا۔۔۔۔۔
 فراز نے گنگھیاٹے ہوئے کہا۔
 ہاں ہے۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔
 زینت بیگم نے کہا۔

میرا خیال تھا وہ فروخت کر کے میں کوئی کاروبار کر لیتا۔۔۔۔۔
 فراز۔۔۔۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔۔۔ تمہیں معلوم ہے وہ نصف مربع اراضی عالی کے لئے ہے۔ زینت بیگم کانوں کی لوڑوں تک سلگ اٹھیں۔
 عالی ایک دیوانی لڑکی ہے۔۔۔۔۔ نصف مربع اراضی کو کیا کرے گی اسی۔۔۔۔۔
 فراز خود غرض ہوتا جا رہا تھا۔
 تمہیں معلوم ہے۔۔۔۔۔ ہمارے بعد اس کا کوئی ٹھکانہ ہے۔۔۔۔۔ یہی زمین ہے جو اسے تحفظ فراہم کرے گی۔
 تحفظ۔۔۔۔۔ کیسا تحفظ؟
 وہ حیران رہ گیا۔

پھر ایک دن مبارک دیکھ کر دونوں خاندانوں نے قوت اور راح کی بڑی سادگی سے منگنی کر دی۔۔۔۔۔ کسی بڑی دعوت کا اہتمام نہیں تھا۔۔۔۔۔ لاکھ رابعہ بیگم نے کہا کہ کچھ تو دھوم دھڑکا ہونا چاہئے۔
 نہیں۔۔۔۔۔ رابعہ تم اپنے گھر جا کر جو مرضی کرو۔۔۔۔۔ یہاں سادگی سے ہو گا۔ شفقت میاں بولے۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔۔۔۔۔ میں کون ہوتی ہوں اصرار کرنے والی۔ کیوں نہیں تم میری بہن ہو۔۔۔۔۔ کوئی غیر نہیں۔۔۔۔۔ دیکھو نا میں نے یا قوت کو نہیں اطلاع دی۔۔۔۔۔ میں نے سوچا اس کو خط لکھ دوں گا۔۔۔۔۔ تاکہ اس کا وقت ضائع نہ ہو۔

چنانچہ رابعہ بیگم بڑی خوش و خرم اپنے گھر روانہ ہو گئیں۔ اپنے طور پر انہوں نے بہت خوشی کی دعوت کا اہتمام کیا۔۔۔۔۔ غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلایا۔
 فراز نے تعلیم مکمل کر لی تھی۔۔۔۔۔ اور اب ملازمت کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ لیکن اس کو حسب منشا ملازمت نہ مل سکی۔ چاروں جانب مایوس ہو کر وہ زینت بیگم کے پاس آیا۔

ای۔۔۔۔۔
 کیا بات ہے۔۔۔۔۔ زینت بیگم روٹی توے پر ڈالتے ہوئے بولیں۔
 میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔
 فراز کے چہرے پر جھکن کے آثار ہویدہ تھے۔
 کو۔۔۔۔۔ لیکن ایسی کون سی بات ہے جو تم کہنا چاہتے ہو۔
 زینت بیگم نے روٹی چنگیر میں رکھی۔۔۔۔۔ دوسری روٹی پکانے کا خیال ہی جیسے ترک کر دیا۔ ملازمت تو مل نہیں رہی۔
 فراز کے انداز میں حد درجہ ناامیدی دوڑ رہی تھی۔
 مل جائے گی بیٹا۔۔۔۔۔ اس میں اس قدر دل چھوڑنے کی کیا بات ہے

تم سمجھتے کیوں نہیں _____ عالی کو جو سنبھالے گا وہی زمین کی آمدن کھائے گا۔ تاکہ عالی کسی پر بوجھ نہ پڑے۔

زینت بیگم نے کہا۔

تو امی عالی میری بہن ہے _____ میں نہیں سنبھال سکتا اسے۔

فراز نے ایک اور چال چلی۔

نہیں _____ تم نہیں اسے سنبھال سکتے _____ نہ جانے کل نکال کو تمہاری

بیوی کیسی ہو۔ وہ آنے والے خوف سے لرز اٹھیں۔

گولہ ماریں بیوی کو فی الحال تو مجھے قدموں پر کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔

فراز جھنجھلا اٹھا۔

کچھ وقت تو دو _____ میں تمہارے باپ سے بات کروں گی۔

زینت بیگم دوبارہ روٹیاں پکانے میں مصروف ہو گئیں۔

آپ ابو کو منالیں گی _____ یہ مجھے یقین ہے۔

فراز جاتے جاتے بولا۔

چنانچہ دوسرے دن یہی بات شفقت میاں سے کی گئی _____ وہ کسی طور نہ

مانے اس وقت قنوت بھی موجود تھی۔

ابو جان _____ عالی کے لئے کیا میں کافی نہیں _____

بیٹی تم کیا کہہ رہی ہو _____ وہ زمین فراز جب فروخت کر دے گا تو عالی کو

کچھ نہیں ملے گا۔

کوئی بات نہیں امی جان _____ نہ ملے _____ میں ملازمت کرتی ہوں

_____ عالی میری بہن ہے _____ جہاں میں وہاں عالی۔

تم بھی ٹھیک کستی ہو بیٹی۔

زینت بیگم اور شفقت میاں ایک زبان بولے۔

تو دوسرے دن زمین بھائی کو _____ کوئی بات نہیں ابو جان _____

قنوت نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

لیکن بات یہ ہے کہ تم لوگوں کے منہ سے نوالہ چھین کر میں اس کو زمین کیسے

دے دوں۔

شفقت میاں انتہائی کرب ناک لہجے میں بولے۔

یہ سب سوچنے اور محسوس کرنے کی باتیں ہیں _____ وہ بیٹا ہے آپ کا

_____ بڑھاپے کا آسرا ہے۔

قنوت نے آخر کار راضی کر ہی لیا۔

اور پھر چند دنوں میں نصف مربع اراضی فراز کی ملکیت تھی۔

زمین کو فروخت کر کے اس نے وسیع پیمانے پر کاروبار شروع کیا _____ خدا کا

کرنا ایسا ہوا کہ کاروبار بہت چمکا۔ دن دو گنی اور رات چو گنی ترقی کی۔ چند ماہ یوں ہی

گزر گئے۔

فراز اپنی علیحدہ دینا بسا لینا چاہتا تھا _____ وہ چاہتا تھا کہ اس کا اپنا گھر ہو اس

کی بیوی اور بچے ہوں _____ وہ ایسی ہی سوچوں میں غرق رہنے لگا۔ اس نے جو

کچھ بھی بنایا صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچانے کے لئے بنایا _____ وہ اپنی ذات کو بہت

بلند دیکھتا چاہتا تھا۔ بیٹے کی خود غرضی شفقت میاں کو بڑی شاق گزرتی تھی _____ اسی

سوچ نے ان کو بیمار سا کر دیا تھا۔ وہ کمزور ہونے لگے تھے۔ زینت بیگم خاموش رہیں۔

آخر وہ کہیں تو کیا کہیں _____

آج صبح سے شفقت میاں کو موسمی بخار تھا۔ وہ کئی دنوں سے کام پر بھی نہیں

گئے تھے۔

لہجے چائے پی لیں۔

زینت بیگم نے پیالی شفقت میاں کے سامنے چھوٹی میز پر رکھ دی۔

شفقت میاں خاموش تھے _____ ان کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا

_____ وہ کسی گہری سوچ میں مستغرق ہیں یا حالات کی بھول۔ صلیوں میں کھو گئے ہیں

یا انہیں راستہ نہیں مل رہا۔۔۔۔۔

کیا سوچ رہے ہیں آپ؟

زینت بیگم نے ٹھوکا دیا۔

ہاں۔۔۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔۔۔ وہ چونک سے گئے۔

کچھ تو ہے۔۔۔۔۔ آخر چپ کیوں ہیں آپ۔۔۔۔۔ دل کی بات مجھ کہیں بوجھ ہلکا ہو گا۔

زینت بیگم جیسے گڑگڑا اٹھیں۔

میں بہت کچھ سوچ رہا ہوں۔۔۔۔۔ میری سوجھ بوجھ کے دائرے لا محدود

۔۔۔۔۔ سروس ختم ہونے والی ہے۔۔۔۔۔ بیٹیاں ویسی کی ویسی بیٹھی ہیں۔۔۔۔۔ بنے گا؟

وہ بڑے تشویش ناک انداز میں بولے۔

یہ روگ آپ کیوں جان کو لگا رہے ہیں۔

زینت بیگم نے چائے ان کے ہاتھ میں تھمائی۔

کیا کروں۔۔۔۔۔ فراز نے بہت پریشان کر رکھا ہے۔

وہ جیسے کراہ اٹھے۔

میں تو کہتی ہوں شادی کر دیں اس کی۔۔۔۔۔ بیوی آجائے گی تو سارے کس نکل جائیں گے۔

شادی۔۔۔۔۔ کوئی لڑکی تلاش کی تم نے۔۔۔۔۔

وہ بھی شاید یہی چاہتے تھے۔

مل جائے گی لڑکی بھی۔۔۔۔۔ لڑکا کماؤ ہو۔۔۔۔۔ لڑکیوں کی کمی نہیں ہے

زینت بیگم نے عورتوں کی طرح ہاتھ نہچایا۔

ہوں۔۔۔۔۔ لیکن جب تک صاحب زادے پسند نہ کر لیں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔

ہو گی۔۔۔۔۔ شفقت میاں کا انداز تشویش ناک تھا۔ اور یہ بات چشم زدن میں برادری۔

قریبی گھروں تک پہنچ گئی کہ زینت بیگم کو اپنے بیٹے کے لئے لڑکی تلاش ہے اور جب

یہ معلوم ہوا کہ فراز کا کاروبار خوب چمک رہا ہے تو اس بات نے سونے پر سناگے کا

کام کیا۔ آئے دن کوئی نہ کوئی عزیز رشتہ دار اپنی جوان بیٹیوں کے ساتھ شفقت میاں

کے ہاں مسمان رہتا۔ وہ میزبانی کرتے کرتے تنگ آگئے تھے۔ لیکن فراز کو کوئی لڑکی پسند

نہیں آتی تھی۔ حالانکہ زینت بیگم نے اور بہت سی لڑکیوں کے نام بتائے۔

لیکن اس کا یہی جواب ہوتا۔

نہیں اہی جان۔۔۔۔۔ جو میں چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ نہیں۔

تو پھر کون سی پری اترے گی آسمان سے۔۔۔۔۔

زینت بیگم جھلا کر کہتیں۔۔۔۔۔

اترے گی۔۔۔۔۔ چند دن اور صبر کیجئے۔

وہ کہتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

دوسرے دن آفس میں بیٹھے وہ ایک دم سے چوڑکا۔

صاحب: کوئی مس صاحبہ آپ سے ملنا چاہتی ہے۔

مس صاحبہ۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔ یہاں آفس میں۔۔۔۔۔

وہ تذبذب کے عالم میں بولا۔

جی ہاں صاحب۔۔۔۔۔ وہ کل بھی آئیں تھیں۔۔۔۔۔ لیکن آپ نہیں تھے۔

زم نے کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔ بھیجو۔۔۔۔۔

فراز نے اپنے سامنے رکھی فائل کو ایک طرف رکھ دیا۔

آسکتی ہوں۔۔۔۔۔

کھٹکتی ہوئی آواز سے وہ چونک گیا۔

آئیے۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ ہی فراز بری طرح چونکا۔

دروازے پر جو لڑکی کھڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ حد درجہ فریہ اور ٹھگنے قد کی تھی۔

ہوائے کٹ بالوں میں وہ اور بھی مذہقہ خیز لگ رہی تھی۔ نہایت گھیردار فراق اور اونچی ایڑی میں اس کی شخصیت کسی سرکس کے مسخرا عورت سے کم نہ تھی۔
تشریف رکھئے۔

وہ از راہ اخلاق بولا۔

Thank You وہ نہایت دلربائی سے پیشانی سے بال ہٹاتے بولی۔

فرمائیے۔

فراز کا دل چاہ رہا تھا کہ زور زور سے قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ لیکن آداب خاطر تھے۔

آپ کا اخبار میں اشتہار پڑھا تھا۔

وہ اٹھلا کر بولی۔

پھر۔۔۔۔۔

فراز نے صرف اتنا ہی کہا۔

آپ کو پرسنل سیکرٹری کی ضرورت ہے۔

وہ اپنے کانڈنات فراز کے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔

جی ضرورت تو ہے۔۔۔۔۔

تو پھر میں اسی کام کے لئے آئی ہوں۔۔۔۔۔ مجھ سے بہتر یہ کام اور کوئی کر سکتا۔

لاہولادالا قوہ۔۔۔۔۔

وہ بے ساختہ بولا۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔!

وہ ایک دم سے بولی۔

میرا مطلب کہ ابھی انڈیو کی تاریخ بہت دور ہے میڈم۔

فراز نے جان چھڑانا چاہی۔

انڈیو لیس گئے آپ۔۔۔۔۔

وہ کچھ پریشان ی ہو گئی۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ اتنی اچھی پوسٹ کے لئے کسی بہتر شخصیت کی ضرورت ہو

گی۔

فراز نے کہا۔

میں نے B.A فیسٹ ڈویژن میں کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ میزبانی کے فرائض بڑی

اچھی طرح ادا کر لیتی ہوں۔

وہ جلدی جلدی اپنی خوبیاں گنواتے بولی۔

ٹھیک ہے محترمہ آپ 19 جنوری کو تشریف لائیے۔

وہ آگیا کر بولا۔

بہت بہتر۔۔۔۔۔ مجھے بیٹا کہتے ہیں۔۔۔۔۔ یاد رکھئے۔۔۔۔۔

وہ کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

انف اللہ۔۔۔۔۔

نہیں جلا کر فراز نے زوردار مکہ میز پر مارا۔

چار بیجے ہی وہ آفس سے گھر لوٹ گیا۔

مہمانوں سے گھر بھرا پڑا تھا۔

ڈاننگ روم میں بڑے اہتمام سے چائے پیش کی گئی تھی۔

کون ہے۔۔۔۔۔

فراز نے اپنے کمرے سے نکلنے زینت بیگم سے پوچھا۔

میری خالہ زاد بہن ہے۔۔۔۔۔ اور ساتھ اس کے دونوں بچے۔۔۔۔۔ ایک

بیٹا اور ایک بیٹی۔ کوئی رشتہ وشتہ کا چکر تو نہیں۔

فراز نے قیاس آرائی کی۔

ہے تو ایسی بات۔۔۔۔۔ لیکن حمیس کہاں لڑکی پسند آئے گی۔۔۔۔۔ باپ تو

کشم آفسر ہے۔

ردن عشق کا دلدارہ _____ لیکن ابھی تک شاید اس نعمت سے محروم ہی تھا
_____ اب جو قوت نظر آئی تو محبت کے لئے تمام حربے آزمانے شروع کر دیئے۔

فراز صاحب اب تو میری نوکری پکی ہو گئی۔

ٹیٹا نے نیم باز آنکھوں سے فراز کو دیکھا۔

جی _____!

فراز چونک گیا۔

ہاں ہاں _____ کیوں نہیں _____ اپنوں کا یہی تو فائدہ ہے۔

ٹیٹا اور رمی کی والدہ بیگم زاہد اپنے تراشیدہ بالوں کو جھٹک کر بولیں۔

فراز خاموش ہی رہا۔ اسے سوال اور جواب دونوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

خدا خدا کر کے چائے کا دور ختم ہوا۔

اچھا ابھی ہم تو چلے۔

راخ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ارے اتنی جلدی _____ رات کھانے کے بعد جانا ہو گا راج بھائی۔

فراز نے کہا۔

قوت نے دیکھا۔ نہ جائیں حرج ہی کیا ہے۔

لیکن راج خاموش نظروں کی زبان سمجھ چکا تھا _____

بھئی ایک شرط پر _____

راخ نے کہا _____ دراصل وہ نہیں چاہتا تھا کہ قوت اکیلی سارے لوگوں کا

ٹپکائے اور اپنے آپ کو ہلکان کرے۔

کونسی شرط؟

سب نے یک زبان ہو کر کہا۔

آج رات کا کھانا میری طرف سے ہو گا۔

ارے واہ _____ یہ تو بڑی کڑی شرط ہے۔

زینت بیگم نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

کیا لڑکی لولی لنگڑی ہے _____

فراز شریر انداز میں بولا۔

اللہ نہ کرے _____ ایسی تو کوئی بات نہیں _____ دیکھ لیتا تم _____

زینت بیگم نے کہا۔

امی جان آئیے نا _____ چائے پر سب لوگ پہنچ گئے ہیں۔

قوت نے دونوں ماں بٹنا کو دیکھ کر کہا۔

قوت کے ساتھ دونوں کمرے میں داخل ہوئے۔

ارے آپ _____

فراز کے منہ سے ایک دم نکلا _____

اور ٹیٹا تو مارے خوشی کے جیسے پاگل ہو گئی _____

ہائے اللہ _____ آپ _____ کتنی Lucky لگی ہوں میں _____

ٹیٹا نے مسرت کا بھرپور اظہار کیا۔

آپ جانتے ہیں ایک دوسرے کو _____

قوت کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے راج نے کہا۔

ہاں ہاں _____ چند گھنٹے پہلے یہ میرے آفس آئی تھیں۔

فراز نے سامنے بیٹھ کر کہا۔

شادی دفتر بھی کھولا ہوا ہے آپ نے _____

راخ نے مذاق کیا۔

سب ہنسنے لگے _____ ٹیٹا کے ساتھ اس کا بھائی رمی قوت کو دیکھ کر

دار قہقہے برسانے لگا۔

رمی بالکل اپنی بہن کی کاپی تھا۔ موٹا تازہ پست قد شانوں میں ٹھکی ہوئی

5

فراز نے کہا۔

کڑی نہیں _____ بالکل آسان ہو جائے گی _____ میرا خانا ماں آجائے
_____ ادھر سے حمیرا اور امی کو بھی بلا لیں گے _____ سب کچھ یہیں پکے
_____ راج نے کہا۔

قوت نے گہری نظروں سے راج کو دیکھا۔

ای جان _____ ای جان _____ فراز نے زینت بیگم کو پکارا _____ کیا
ہے بیٹے۔

وہ اندر داخل ہوتے بولیں۔

رات کا کھانا راج بھائی یہاں دے رہے ہیں۔

فراز نے کہا۔

کیا مطلب؟

وہ ہاتھ پونچھتے ہوئے بولیں۔

ای جان راج بھائی اپنی طرف سے ڈنر دیں گے _____ یہاں ہمارے

_____ فراز نے کھول کر ماں کو سمجھایا۔

بیٹا _____ کیوں اتنا تکلف کرتے ہو _____ ہم اور تم دو تو نہیں۔

زینت بیگم نے محبت سے کہا۔

اسی لئے تو کہا ہے ممانی جان _____ میرا بھی حق ہے _____

راج نے بڑی فرمانبرداری کا ثبوت دیتے ہوئے کہا۔

بس شاپ پر کھڑے ایک دم سے اس کے پاس سفید گاڑی آکر رکی۔

آؤ _____

راج نے دوسری طرف اسٹیرنگ کے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر کہا۔

میں بس پر چلی جاؤں گی۔

قوت پر تکلف لہجے میں بولی۔

ارے واہ _____ ہمارے ہوتے ہوئے تم بس پر جاؤ _____ یہ کیسے ہو سکتا

ہے۔ اس کے ساتھ ہی راج نے قوت کا بازو کھینچا _____

وہ کھیانی سی سمٹی سنائی راج کے ساتھ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

یہ نوکری شادی کے بعد نہیں چلے گی۔

راج نے موڑ کاٹتے ہوئے کہا اور قوت نے مسکرا کر راج کو دیکھا۔

وہ کتنا سچا _____ اور کتنا محبت کرنے والا انسان لگ رہا تھا۔ راج میں واقعی

نریشن جیسی خوبیاں تھیں۔

وہ دل میں سوچ کر رہ گئی۔

گاڑی ایک وسیع العرض ریٹوران کے سامنے رکی۔

یہ گھر تو نہیں۔

قوت نے کہا۔

لیکن گھر سے زیادہ پرسکون۔

راج کے ساتھ وہ گاڑی سے اتر آئی۔

خواہ صورت زینہ پار کر کے وہ ایک آراستہ پیراستہ کمرے میں داخل ہوئے۔

یہاں _____

قوت تنہائی کا احساس پاتے ہی ٹھٹھکی۔

ہاں، ہاں۔۔۔۔۔ رک کیوں گئیں۔

راخ اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں کمرے کے وسط میں لے آیا۔

بیٹھو۔۔۔۔۔

راخ نے قوت کو اپنے سامنے بیڈ پر بٹھا دیا اور خود کرسی پر بیٹھ گیا۔ قوت کا سہمی ہوئی ہنسی۔ اسے نہ جانے کیوں راخ کی آنکھوں میں عریانی رقص کرتی نظر آ رہی تھی۔ چند لمحے گزرے بل ہوئی۔

Yes۔۔۔۔۔

راخ نے کہا۔

اور براہِ معہ لوازمات چائے لے آیا۔۔۔۔۔ درمیانی میز پر چائے رکھتے ہی بہ چلا گیا۔

قوت۔۔۔۔۔

راخ نے پکارا۔

وہ ایک دم چونک گئی۔

چائے نہیں بناؤ گی۔

راخ نے بغور اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ قوت ڈری ڈری سی لگ رہی تھی

قوت بغیر جواب دیئے چائے بنانے لگی۔ ایک کپ اس نے راخ کے سامنے

رکھ دیا۔۔۔۔۔ اور دوسرا خود لے کر پینے لگی۔

کیا بات تم خاموش کیوں ہو۔

راخ نے کہا۔

نہیں کچھ نہیں۔۔۔۔۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں۔

پھر بھی۔۔۔۔۔

راخ نے آخری گھونٹ حلق سے اتارا۔

کوئی بات تو ضرور ہے۔

وہ اٹھ کر قوت کے قریب بیٹھ گیا۔

راخ آپ ہوش میں تو ہیں۔۔۔۔۔

قوت اس کے بازو ہٹاتے اٹھتے ہوئے بولی۔

تمہیں دیکھ کر کون اپنے ہوش قائم رکھ سکتا ہے۔

راخ نے قوت کو اپنے ساتھ لگا لیا۔۔۔۔۔ حسن اتنا قریب محسوس کرتے

راخ کے حواس پر بجلی سی گری۔۔۔۔۔ اس نے چاہا قوت کو سینے میں بھر لے۔ قوت

کے بدن کی خوشبو اسے مدہوش کئے جا رہی تھی۔ وہ قوت کو اپنے بازوؤں کے حصار

میں بری طرح دبائے کی کوشش کر رہا تھا۔ قوت کی فوراً چھٹی حس بیدار ہو گئی تھی۔

کیونکہ راخ کی حرکات میں شیطانیت کا عنصر غالب تھا۔ وہ شرم و حجاب کی پوٹ بنی

ایک جھکے سے اٹھی۔۔۔۔۔ انسان شیطان بن چکا تھا۔ شرم کیجئے۔۔۔۔۔ میں سوچ

بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ اتنی گھٹیا حرکتوں پر اتر سکتے ہیں۔

کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔۔

راخ نے بڑھ کر پکڑنا چاہا۔

ہٹ جا ہے میرے راستے سے۔۔۔۔۔

وہ بڑی تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔

دروازے کا پردہ شور سے لرزا اور پھر اپنی جگہ پر آگیا۔

راخ کیا ہو گیا تھا تمہیں۔۔۔۔۔ ایک شریف زادی کے ساتھ یہ سلوک۔

اس کے اندر کے آدمی نے کہا۔

نہیں نہیں۔۔۔۔۔ مجھ سے غلطی سرزد ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ میں اس کی عزت کا

محافظ ہوں۔ راخ نے چونک کر اپنے قریب دیکھا۔

وہ غلٹ میں اپنا پرس بھی چھوڑ گئی تھی۔

غیر ارادی طور پر اس نے پرس کو کھولا۔۔۔۔۔ جس میں چند روپے سیاہ اور

سرخ پین اور ننھا سا خوبصورت رومال اور اس کی تصویر تھی۔ جس کی پشت پر لکھا تھا

میری تصویر _____

راج نے اپنی تصویر بنور دیکھا _____

قوت کتنا چاہتی ہے مجھے _____ اور آج میں کیا کرنے والا تھا _____

وہ ندامت محسوس کرنے لگا _____ چند لمحے وہ خاموش آئینے کے سامنے کھڑا

رہا _____ پھر اس نے پرس کو کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا۔ رُے میں ہوٹل کا

بل ادا کرنے کے بعد لباس درست کر کے وہ باہر سڑک پر آگیا۔ نہ جانے کیوں محسوس

کر رہا تھا کہ سب لوگ اسے دیکھ رہے ہوں۔ وہ شرمندہ شرمندہ سا گاڑی میں بیٹھ

گیا۔

کئی دن گزر گئے۔

اس نے قوت سے ملنا مناسب نہ سمجھا۔ اتنی مدت میں اس کا غصہ اتر چکا ہو گا

_____ لیکن آج جب کہ پندرہ دن ہو چکے تھے۔ دل بیتاب نے بری طرح اکسایا

_____ آفس سے سیدھی گاڑی سکول کی جانب موڑی۔ حسب عادت نائب قاصد کو

پیغام بھیجا۔ ویسے بھی چھٹی ہونے والی تھی۔

باجی جی _____ باہر گاڑی آئی ہے۔

قوت چونک سی گئی۔ جو شخص دولت اور شیطانی ہوس کا غلام ہے وہ کیا محبت

بھائے گا۔

انہیں کہہ دو _____ میں خود آجاؤں گی _____ آپ کا شکریہ۔ اسی سوچ کے

ساتھ بولی۔

قوت نے کہا اور آفس میں گھس گئی۔

ملازم نے اسی طرح کہہ دیا۔

اچھا _____ شرمسار سیدھا قوت کے گھر پہنچا۔

آؤ آؤ بیٹا _____ بہت دن ہوئے تمہیں آئے ہوئے۔

زینت بیگم مسرت بھرے انداز میں بولی۔

وہ خاموش سا زینت بیگم کے قریب کرسی پر بیٹھ گیا۔

کیا بات ہے بیٹا _____ بہت دکھی لگ رہے ہو۔ واقعی وہ اس وقت رنجیدہ تھا۔

زینت بیگم نے دیکھا وہ بہت اداس لگ رہا تھا۔

کچھ نہیں _____ ممانی جان _____ کچھ بھی نہیں _____

وہ خاموش سا رہ گیا۔

عین اس وقت جبکہ وہ ڈرائنگ روم کی جانب آ رہا تھا _____ قوت گھر میں

داخل ہوئی وہ اسے نظر انداز کرتے اپنے کمرے کی جانب چل دی۔

تم بیٹھو بیٹا _____ میں کھانا لاتی ہوں _____ قوت بھی آگئی ہے۔ زینت بیگم

نے کہا۔

وہ چپ سا دھڑے ڈرائنگ روم میں بیٹھا رہا۔

چند لمحوں کے بعد چائے بھی زینت بیگم ہی اس کے لئے لے کر آئی تھیں۔

اسلام و علیکم آئی _____

کھٹ سے دروازہ کھلا اور ری داخل ہوا۔

آؤ بیٹا _____ ٹھیک ہو _____ امی ٹھیک ہیں۔

جی ہاں سب ٹھیک ٹھاک ہیں _____ آپ سائیں ٹھیک ہیں۔

ری ادھر ادھر دیکھ کر بولا۔

اللہ کا شکر ہے۔

فراز بھائی نہیں آئے۔

ری نے تمہید باندھی _____ وہ بات کو شروع کرنے سے پہلے مطلوبہ شخص کے

بارے میں پوچھتا۔

نہیں _____

اور وہ کیا نام ہے آپ کی بیٹی کا _____ کیا نام ہے _____ بھلا سا _____

رمی آنکھیں بند کئے سوچتا ہی رہ گیا۔
قوت کی بات کر رہے ہو۔
زینت بیگم نے اس کا حافظہ جھنجھوڑا۔
ہاں، ہاں۔۔۔۔۔ قوت۔۔۔۔۔ کیا حال ہے۔ ان کا۔۔
وہ ہنس دیا۔

اور کہاں ہے۔۔۔۔۔ میں مل سکتا ہوں ان سے۔
وہ عجیب قسم کا منہ بناتے ہوئے بولا۔
ہاں ضرور۔۔۔۔۔ اپنے کمرے میں ہو گی۔
اور وہ چائے لے کر ڈرائنگ روم میں راسخ کے پاس چل دیں۔
لو پیٹا چائے پیو۔

زینت بیگم نے درمیانی میز پر چائے کا کپ رکھا۔
رمی چلا گیا ہے۔
راسخ نے جان بوجھ کے پوچھا۔

نہیں۔۔۔۔۔ وہ اب شام کو ہی جائے گا۔۔۔۔۔ بڑا شریر ہے۔۔۔۔۔ قوت
کے پاس گیا ہے۔

گہیں ہانک رہا ہو گا۔
ہوں۔۔۔۔۔

راسخ جل کر کباب ہو گیا۔۔۔۔۔ قوت تو بہت زیادہ اس سے ناراض ہے۔ میرا
خیال ہے قوت نے کسی قسم کی کوئی بات ماں سے نہیں کہی۔
یہ سوچ کر راسخ چپ سا ہو گیا۔

قوت کا اتنی دور چلے جانا اس کے لئے ایسے تھا جیسے کوئی اس کی روح کو سینے
سے کھینچ لے اور اس کا بے جان لاشہ تڑپتا رہا ہو۔ وہ اس کو پسند کرتا تھا۔ نہ جانے
اس سے غلطیاں کیوں سرزد ہو جاتی ہیں۔ وہ بہت دیر تک بیٹھا رہا۔۔۔۔۔ قوت اس

کے سامنے نہ آئی۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا۔ حسن اس قدر قریب ہو تو
مشق کیوں نہ مچلے۔ یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے۔ وہ شرمندہ شرمندہ سا ڈرائنگ روم
میں بیٹھا اوپر والے کمرے سے قوت کی آواز سن رہا تھا۔ وہ رمی کے ساتھ بڑی
فوشدلی کے ساتھ محو گفتگو تھی۔
وہ جل کر کباب ہو گیا۔

ایک دم اٹھا۔۔۔۔۔ اور قوت کے کمرے کا زینہ پار کر گیا۔
آ سکتا ہوں۔

وہ پروا اٹھا کر بڑی خوش دلی سے بولا۔

آئیے آئیے راسخ بھائی۔۔۔۔۔ کئے کیسی طبیعت ہے آج کل۔۔۔۔۔

راسخ نے پلٹ کر قوت کو دیکھا جو قریب سے کوئی میگزین اٹھا کر خواہ مخواہ ورق
گردانی کر رہی تھی، آپ کو کس نے کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔
راسخ پیچ و تاب کھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔ اسے ویسے بھی رمی کا وجود زہر لگ رہا
تھا، کتنا کیا ہے۔۔۔۔۔ آپ کے چہرے سے عیاں ہے۔۔۔۔۔ بیمار سے لگ رہے ہیں

رمی ہنس دیا۔

چند لمبے گزر جانے کے بعد رمی کھڑا ہو گیا۔

اچھا قوت جی۔۔۔۔۔ مجھے اجازت دیجئے۔

وہ بڑا مودب قوت کے سامنے جھکا اور پھر پلٹا۔

بیٹھو نا رمی۔۔۔۔۔ ابھی کہاں شام ہوئی ہے۔

ارے نہیں قوت جی۔۔۔۔۔ آپ کیس اور ہم نہ بیٹھیں۔۔۔۔۔ یہ تو نہیں
ہو سکتا۔ تو پھر کون سی مجبوری ہے۔

قوت دراصل راسخ کے سامنے تنہا بیٹھنا نہیں چاہی تھی۔

مٹی کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہے۔۔۔۔۔ کل سے بخار ہے انہیں۔

وہ کرسی پر سے کرتا ہوا بولا۔

اچھا _____

قوت نے افسرہ سا چہرہ بنایا۔

اور ری زینہ اتر گیا۔

وہ خواہ مخواہ ورق گردانی کرتی رہی _____ اور وہ اس کی تمام حرکات
سکنت کو بغور دیکھتا رہا۔

ناراض ہوا بھی تک۔

راخ نے جرات مردانہ سے کام لیا۔

نہیں تو _____ میں بھلا آپ سے کیوں ناراض ہونے لگی _____ میرا
حیثیت؟ قوت نے سوالیہ نظریں راخ کے چہرے پر ڈالیں۔

معاف نہیں کرو گی _____ کہہ جو رہا ہوں کہ غلطی ہو گئی _____ آؤ
انسان ہوں _____ وہ شرمسار سا بول اٹھا۔

لیکن اعتبار تو اٹھ گیا نا _____

قوت نے کہا۔

کیوں؟ _____ اعتبار کو کیا ہوا؟

آپ کو اپنے جذبات پر کنٹرول ہی نہیں ہے _____ ہر بات کا ایک وقت مقرر
ہوتا ہے۔ قوت نے راخ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے _____ میں مانتا ہوں _____ میں اب وقت کا انتظار کروں گا۔
راخ نے جیسے دل سے فیصلہ کر لیا ہو۔

قوت مسکرا دی۔

میرا پرس غالباً میں وہیں چھوڑ آئی تھی۔

قوت نے حافظے پر زور دیا۔

تمہاری امانت میرے پاس موجود ہے _____ کسی دن لے جانا آکر _____

راخ نے سرخرو ہوتے بولا _____ جیسے منوں بوجھ اتر گیا ہو۔

ارے واہ _____ اب نہ میں آئی _____ آپ کل یہاں لے آئیے گا۔
وہ ہنس کر بولی۔

اس کا مطلب کہ تم نے دل سے بات کو نکالا نہیں۔

راخ نے بغور قوت کو دیکھا _____ حسن پاکیزہ یا معصوم حسن کہا جا سکتا تھا۔
وہ انتہائی دلکش اور اچھی لگ رہی تھی۔

شرم و حجاب کی پوٹ بنی وہ ایک طرف کو سٹ گئی _____ وہ راخ کی گرم
نگاہوں کی تپش سے پکھلی جا رہی تھی۔ سفید پیشانی چند ٹائپے میں عرق آلود ہو گئی۔
اسکی آنکھوں میں تھرتھاتا ہوا بخار راخ کی جان لینے کے لئے کافی تھا۔

شام کے سائے بڑھتے جا رہے تھے۔ وہ اجازت لے کر اپنے گھر کو چل دیا۔ وہ
قوت کے بغیر ایک لمحہ بھی اب بسر نہیں کر سکتا تھا۔ قوت کی کمی وہ شدت سے
حسوس کرنے لگا تھا۔ ایک مجبور ہو کر اس نے ماں سے بات کر ہی دی۔

ای جان _____

کہو بیٹا کیا بات ہے۔

ماں نے سبزی بناتے ہوئے کہا۔

آپ شادی کی تاریخ پکی کیوں نہیں کرتیں۔

بیٹا _____ جب تک یا قوت کا رشتہ نہیں ملتا _____ قوت کی شادی نہیں
وہ گی۔

کیا مطلب؟

وہ جھلا کر بولا۔

میں درست کہہ رہی ہوں بیٹے _____ وہ قوت اور یا قوت دونوں کی شادی
ایک ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

یہ فیصلہ تو نہیں ہوا تھا۔

راخ نے کہا۔

بے شک! اس وقت طے نہیں ہوا۔۔۔۔۔ لیکن اب ایسا ہے۔ آپ ان

بات تو کر کے دیکھیں۔

راخ سخت الجھن میں گرفتار ہو چکا تھا۔ قوت کی علیحدگی اس کے لئے

روح تھی۔ وہ بہت جلد اسے بیاہ کر لانا چاہتا تھا۔

ٹھیک ہے میں بات کر لوں گی۔

ماں نے کہا اور اپنے کمرے میں چل دی۔

امی جان جلدی تیار ہو جائیے۔۔۔۔۔ اور باجی کو بھی کہہ دیجئے۔

فراز نے آتے ہی زینت بیگم سے کہا۔

کہاں؟

زینت بیگم نے کہا۔

امی۔۔۔۔۔ امی۔۔۔۔۔ بڑی معصوم بھولی بھالی لڑکی پسند کر لی ہے میں نے

از خوشی کا زبردست اظہار کرتے بولا۔

کیا۔۔۔۔۔ لڑکی۔۔۔۔۔ پسند کر لی ہے۔۔۔۔۔

ہاں! ہاں تیار ہو جائیے۔۔۔۔۔ باجی باجی۔۔۔۔۔ جلدی چینیج کیجئے۔۔۔۔۔ وہ

ت کو اوپر منہ کر کے پکارتا بولا۔

اچھا۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔

چند لمحوں میں سفید ساڑھی میں قوت دراز بالوں کی چوٹی لٹکائے۔۔۔۔۔ اونچی

بی کا جوتا۔۔۔۔۔ وہ تو قیامت لگ رہی تھی۔ ایک ایسی قیامت جو ہر ایک کے دل

پر ہوا ہو سکتی تھی۔

اتنے خاٹے دولت مند لوگ تھے۔ ان لوگوں نے بہت آؤ بھگت سے فراز اور

ا کے گھر والوں کو خوش آمدید کہا۔۔۔۔۔ قوت سے سب نے ہی خوش اخلاقی کا

ہر کیا۔ قوت کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

ب بیٹھے بیٹھے ایک عورت بوا الفت زینت بیگم کے پاس آئی۔

بہن یہ لڑکی تمہاری ہے۔

بوا الفت نے قوت کی طرف اشارہ کیا۔ جو اس وقت فراز کی ہونے والی دہسن

موجھنگو تھی۔

جی میری بیٹی ہے۔

زینت بیگم نے کہا۔
کیس بات ہوئی ہے اس کی۔

بوا الفت دراصل اپنے بیٹے کے لئے اسے پسند کر بیٹھی تھی۔
ہاں بوا _____ قوت کی تو مگنی ہو چکی ہے۔ _____ اللہ کرے فراز کی
پکی ہو جائے تو دونوں بہن بھائی ایک ساتھ ہی شادی کے بندھن میں بندھ جائیں گے۔

ہوں۔ _____ جب بات پکی ہو گئی تو چند ماہ ٹھہر کر شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔

بوا الفت خاموش ہو گئی۔ جیسے ان کے دل کو بڑا صدمہ پہنچا ہو۔
زینت بیگم خاموش ہو گئیں۔ ان کا خیال تھا کہ شاید یاقوت کی بات
_____ چند لمحے سکوت رہا۔ _____ پھر اس خاموشی کو زینت بیگم نے خود ہی توڑا۔
لیکن بوا تم کیوں پوچھتی ہو۔
زینت بیگم آگے کی ٹوہ لینے لگیں۔

ارے بی بی میرا لڑکا گھبرو جو ان ہے۔ _____ مجھے اس کے لئے ویسی ہی
لڑکی کی ضرورت ہے۔ بوا الفت نے پھر سامنے بیٹھی قوت کو دیکھا۔
کیا کرتا ہے تمہارا بیٹا۔

زینت بیگم نے کہا۔

ہیڈ کلرک ہے واڈا میں _____ بڑی کمائی ہے۔

بوا الفت نے ہاتھ سے دولت مند ہونے کا اشارہ کیا۔

زینت بیگم کی امید ٹوٹ گئی۔ _____ وہ یاقوت کا بھی قوت کی طرح اچھا

رشتہ طے کرنا چاہتی تھیں وہ چپ سی ہو گئیں۔ کلرک کا رشتہ انہیں پسند نہ آیا۔

لئے بات کو وہیں چھوڑ دیا۔

شام کو سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

شازیہ اچھی لڑکی تھی _____ ویسے بھی اچھی پڑھی لکھی تھی اور۔

ی بات فراز کی پسند تھی۔ شازیہ کا باپ فراز کے پاس کام کرتا تھا بلکہ حصہ دار تھا۔
غیریم نیک اور صاف ستھرا آدمی تھا۔ کاروبار کے معاملہ میں اکثر شیخ رجم کے گھر
از کا آنا جانا تھا۔ _____ آہستہ آہستہ شازیہ کی بات چلی اور پکی ہو گئی۔ کیونکہ بیگم
جیم حد درجہ چالاک اور زمانہ ساز عورت تھیں۔ انہوں نے اس انداز سے فراز کو
خون پر ڈالا کہ اس کی رہائی نہ ہوئی۔ وہ آخر کار شازیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہو ہی
جائے۔

_____ جب چند دن ٹھہر گئے تو فراز کو نہ

_____ لڑکیاقت کو بھی لے آیا۔ یاقوت کے آنے سے اور بھی گھر کا ماحول گلزار ہو گیا۔ ہر

_____ نہ ہنسنے والی شوخ و شک یاقوت ہر ایک سے بہت جلد بے تکلف ہونے والی

_____ بات راز سے بھی جلد ہی بے تکلف ہو گئی۔ شکل و صورت میں وہ بے شک قوت

_____ ہم شکل تھی۔ لیکن عادات کے اعتبار سے بالکل مختلف۔ قوت سنجیدہ لڑکی

_____ اور معاملہ فہم تھی۔ لیکن یاقوت لا اوبالی طبیعت کی مالک شریر کھنڈرا لڑکی تھی۔

_____ یاقوت نے جب یہ دیکھا کہ راز جیسا دولت مند لڑکا بے حد سمارٹ و جیبہ تو

_____ نہ کی قسمت پر رشک کرنے لگی۔ آج اکیلے میں وہ کہہ ہی بیٹھی۔

_____ اف اللہ بابی۔ _____ کمال کے نصیب ہیں تمہارے۔

_____ یاقوت دھپ سے قوت کے قریب پلنگ پر بیٹھ گئی۔

_____ کیوں۔

_____ قوت کو حیرت ہوئی۔

_____ اتنا اچھا خوبصورت ولما ملا ہے۔ _____ ایمان سے مجھے تو رشک آنے لگا۔

_____ وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی۔

_____ فکر نہ کرو۔ _____ تمہیں بھی ایسا ہی لے دیں گے۔

_____ کہ اچانک کمرے کے دروازے سے راز نمودار ہو گیا۔

سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کے وجود کو نظروں میں تول رہا ہو یا وہ یاقوت سے بے تکلفی کی خواہش رکھتا تھا۔
اسلام و علیکم۔

اوپر آتے ہی رمی نے سلام کیا۔
آؤ بھی آؤ رمی تمہارا ہی انتظار تھا۔
راخ نے کہا۔

میرا انتظار _____ وہ کس لئے۔

رمی نے حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا۔

رمی کیرم کھیلیں گے _____ آؤ نا _____

یاقوت درمیانی میز پر کیرم سجا کر گولیاں درست کرنے لگی۔

آؤ بیٹھو باجی۔

یاقوت نے قوت کو کہا، جو کھیلنے کے لئے بالکل تیار نہ تھی۔

راخ یاقوت کے سامنے والی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ وہ قوت سے اصرار نہیں کر رہا تھا۔ قوت کا رواں رواں سلگ رہا تھا _____ وہ کئی دنوں سے دیکھ رہی تھی کہ راخ یاقوت کے آجانے سے بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ وہ یاقوت کے قریب ہونے کی کوشش کر رہا تھا اور یاقوت کا بھی انداز خود سپردگی اسے ایک آنکھ نہ بھایا۔ وہ بہت بے تکلف ہو گئی تھی۔

آؤ رمی تم میرے سامنے بیٹھو۔

قوت نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے رمی کو اپنے سامنے والی کرسی پر اشارہ کیا۔

او Very Good _____ یہ میرے نصیب _____

رمی ہنستا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

راخ نے قوت کی طرف دیکھا _____ لیکن اس کا دھیان کیرم بورڈ کی طرف نہا۔ جہاں یاقوت کو سمن کے گرد گولیاں سجا رہی تھی۔

ارے آپ نے سن لیا۔
یاقوت ایک مقدمہ بلند کرتے ہوئے۔ لیکن قوت صرف تبسم ہونٹوں کو سکڑا

گئی۔

جی ہاں _____ راخ ان دونوں کے قریب ہی آلتی پالتی مارتے ہوئے بولا۔

آپ کرسی پر بیٹھ جائیے نا۔

قوت نے کہا۔

نہیں نہیں بیٹھے رہنے دو باجی _____ اتنا بھی ابھی سے احترام نہ کرو۔

یاقوت نے راخ کا گھٹنہ دبایا۔

اور راخ جم کر بیٹھ گیا۔

میرا خیال ہے کیرم کی ایک بازی نہ ہو جائے۔

یاقوت نے کہا۔

ٹھیک ہے _____ واقعی بڑا لطف آئے گا۔

راخ چٹکی مارتے ہوئے بولا۔

لیکن چار لوگ ہونے چاہئیں _____ ہم تین ہیں۔

یاقوت نے کہا۔

بلکہ دو ہی سمجھو _____ میں تو جا رہی ہوں پیپر دیکھنے۔

ایک دم سے اٹھتے اٹھتے یاقوت نے روک لیا۔

بیٹھو نا باجی _____ یہ کیا بات ہوئی _____ پھر دیکھ لینا پیپر۔

یاقوت نے قوت کا آنچل کھینچا۔

آداب آنٹی۔

لودنڈر فل _____ چوتھا ممبر بھی آگیا۔

راخ نے بڑی خوش دلی کا مظاہرہ کیا۔

قوت نے راخ کی جانب دیکھا _____ وہ یاقوت کی طرف بڑی عجیب

نہیں تو _____ کہاں گئی ہوئی ہے _____ اتنی دیر _____
قوت کا ماتھا ٹھکا۔

کہہ رہی تھی پردین کے ہاں جا رہی ہوں _____ اس کے ساتھ آئی ہے
زینت کر کے _____ زینت بیگم بستر سے ہی بولیں۔
یہ کونسا وقت ہے سہیلی کے گھر رہنے کا _____ رات ہونے کو آئی ہے۔
شفقت میاں کو غصہ آگیا۔

لیکن زینت بیگم خاموش رہیں۔
عین اس وقت راحہ اور یاقوت کے طے چلے قوتوں کی آواز آئی _____
قوت نے بھی آنکھیں اٹھا کر دیکھا اور زینت بیگم نے بھی کان کھڑے کر لئے۔
اسلام و علیکم ماموں جان _____
راحہ نے اندر جاتے سلام کیا۔
چیتے رہو بیٹا _____ بیٹھو _____
شفقت میاں راحہ کو اپنے سامنے کرسی کی جانب اشارہ کر کے بولے۔
شکریہ۔

راحہ نے بڑے مؤدب لہجے میں کہا۔
اے بیٹا _____ یاقوت تمہیں کہاں سے ملی۔
زینت بیگم نے کہا۔
ملنا کہاں تھا _____ میں تو خود ان کے گھر گئی تھی _____ میں نے سوچا ذرا
دین پر گاڑی کا رعب پڑ جائے گا۔
قوت باورچی خانے میں ساری باتیں گوش گزار کر رہی تھی۔

راحہ بڑی فراخ دلی سے ہنسا۔
اب اسے ہنسی کس قدر آتی ہے۔ خوش رہتا ہے ہر وقت _____ جو وہ چاہتا
_____ قوت منہ میں بیدار کی۔

کھیل شروع ہوا _____ ری خاصا مشتاق لگ رہا تھا۔ کم تو قوت بھی نہ تھی۔
راحہ اور یاقوت نے بہت کوشش کی کہ بازی جیت لی جائے لیکن ایسا نہ ہوا
قوت اور ری نے کھیل جیت لیا۔
راحہ اور یاقوت کھیلانی سی ہنسی ہنستے ہوئے کھڑے ہوئے۔
آخری بازی نہیں لگے گی _____ ری نے کہا۔
نہیں یار _____ بہت دیر ہو گئی _____ امان انتظار کر رہی ہوں گی۔ را
خدا حافظ کہتا ہوا زینت اتر گیا۔

اچھا میں بھی چلا۔
ری نے کہا۔
ارے بیٹھو نا ری _____
قوت تو خاموش رہی _____ البتہ یاقوت نے روکنا چاہا۔
No Thankyou _____ اور ری نیچے اتر گیا۔

چند دن یوں ہی گزر گئے _____ موسم سرا کی بیخ بستہ شام تھی۔ آسمان
بدلیوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ سرد سینہ چیرتی ہوئی ہوا چل رہی تھی۔ سائیں سائیں کر
جب تیز و تند جھونکے چلتے تو گھر کے دروازوں کو بری طرح جھنجھوڑ کر گزرتے _____
ان کی آواز سے گھر کا ماحول درہم برہم ہو جاتا۔ آج زینت بیگم کی طبیعت خراب
_____ وہ بہت جلد بستر میں چلی گئی تھیں _____ شام کا سارا کام سکول۔
واپسی پر قوت نے سنبھال لیا تھا۔ یاقوت سہ پہر سے ہی گھر میں موجود نہیں تھی۔

قوت بیٹی _____
شفقت میاں نے کمرے سے ہی آواز دی۔
جی ابا _____
قوت ذرا بلند آواز میں بولی۔
یاقوت نہیں آئی۔

باجی کچھ کھانے کے لئے ہے۔
 وہ لباس تبدیل کر کے کچن میں داخل ہو گئی۔
 کیوں _____ پروین نے کھانے کا نہیں پوچھا۔
 قوت نے بظاہر ہلکا سا مذاق کیا _____ لیکن اندر سے جل کر کباب تھی۔
 پوچھا تھا _____ لیکن _____
 راج کو اندر آتے دیکھ کر یا قوت خاموش ہو گئی۔
 بات مکمل کرو۔
 قوت کا لہجہ ترش تھا۔
 دراصل باجی _____ ہم قلم دیکھ کر آرہے ہیں _____ بڑی اچھی فلم!
 راج بھائی نے مجبور کیا _____ ہم نے بھی ہاں کر لی۔
 حسب عادت وہ بات صاف کر گئی _____ پردہ وہ کم ہی رکھتی تھی۔
 اچھا _____ کیسی لگی آپ کو فلم۔
 قوت نے راج کو مخاطب کیا۔
 ہوں _____ کیا _____ مجھے کما ہے _____ ہاں اچھی تھی _____ وہ
 مری سے پلٹ گیا۔
 قوت نے دونوں کو دیکھا۔ وہ دونوں اچھے خاصے ایک دوسرے میں مکمل
 گئے تھے۔
 رکئے تو _____
 یا قوت نے پکارا۔
 راج نے دیکھا۔
 کھانا کھا کر جائیے گا۔
 یا قوت نے روکا۔
 نہیں _____ پھر کبھی سہی _____ راج نے ایک اپنی سی نظر قوت
 حس چہرے پر ڈالی اور باہر نکل گیا۔
 روک تو لیتی۔
 قوت نے کہا۔
 میں کیسے روکتی _____ حق تمہارا تھا باجی _____ پاؤں پڑتی تا جا کر _____
 یا قوت نے چمڑ خانی کی _____
 خیر یہ تو نہ مجھ سے ہو گا۔
 قوت میں نہ جانے اس قدر انا کیسے آگئی۔
 باجی ایسا مت سوچا کرو۔ _____ راج بہت اچھا انسان ہے۔
 یا قوت نے قوت کے گلے میں باہیں ڈال دیں۔
 ہوا کرے _____ مجھے اس سے کیا۔
 قوت لا تعلق سی بولی۔ وہ جانتی تھی یا قوت دل پھینک سی لڑکی ہے۔ وہ کسی
 کے ساتھ سنجیدہ نہیں ہوتی۔ _____ وہ بہت جلد سب سے بے تکلف ہو جاتی ہے۔
 اب سو بھی جاؤ بیٹی _____ سردی بڑھ رہی ہے۔
 شفقت میاں باورچی خانے میں دونوں بہنوں کو بیٹھے دیکھ کر بولے۔
 آپ دودھ تو پی لیجئے _____ چلے جاتے ہیں ابا۔
 قوت نے کہا۔
 اچھا کرے میں بھجوا دو۔
 وہ اپنے بستر کی طرف بڑھ گئے۔
 جاؤ ابا کو دودھ دے آؤ۔
 قوت نے پیالہ بھرا اور یا قوت کے ہاتھ میں تھما دیا۔
 کچن کو صاف کر کے وہ اپنے کمرے میں چل دی۔ یا قوت اپنے کمرے میں چلی
 گئی۔ یا قوت کے ذہن سے راج کا تصور نہیں مٹ رہا تھا۔ راج اس کی بہن کا منگیترا
 تھا۔ وہ اس کے ساتھ بے تکلف بھی تھی۔ راج خود اس میں دلچسپی لے رہا تھا _____

طبیعت صبح سے ہی کسلند تھی۔

وہ بادل ناخواستہ سکول چلی تو آئی تھی لیکن ایک پریڈ بھی اسے سکون تسکین نصیب نہ ہوئی۔ آج ری نے بھی عالی کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا تھا۔ بیچاری کئی دنوں سے بخار میں تپ رہی تھی۔ قوت گویائی سے مغذور عالی صرف اشارے سے بات کر سکتی تھی۔ وہ ہیڈ مسٹرئیس مسز فرخ سے اجازت لے کر گھر روانہ ہو گئی۔

دروازے پر دستک دی تو اندر سے بند تھا۔ (پتہ نہیں کون ہے اس وقت) قوت نے کال بل پر انگلی رکھ دی۔ اس نے یہ فقرے ڈرانگ روم میں سے سن لئے تھے۔

دوسرے ہی لمحے دروازہ کھلا۔

بابی آپ اس وقت۔

یا قوت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

ہوں۔۔۔۔۔

اور وہ سیدھی اپنے کمرے کا زینہ پار کر گئی۔ اس کے پیچھے ہی یا قوت آگئی۔

طبیعت تو ٹھیک تمہاری بابی۔۔۔۔۔

ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ تم بتاؤ۔۔۔۔۔ راج کب سے آئے ہوئے ہیں۔ قوت نے جان بوجھ کے کہہ دیا کہ یا قوت جان جائے کہ اس کی آمد کا اسے علم ہے۔ کون راج۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ ابھی چند منٹ ہی ہوئے ہیں۔ یا قوت۔۔۔۔۔ یا قوت۔۔۔۔۔ ارے بھئی جلدی آؤ نا۔۔۔۔۔ ایک بازی کیرم کی ہو جائے۔۔۔۔۔ صحن میں کھڑے ہو کر راج نے یا قوت کو پکارا۔

جاؤ۔۔۔۔۔ راج تمہیں بلا رہے ہیں۔

قوت نے کہا۔ یہ وہ راج ہے جو میری محبت کی قسم کھاتا تھا۔۔۔۔۔ کبھی نہ

بابی تو بہت اچھی لڑکی ہے۔ بلکہ مہر وفا کی دیوی ہے۔ لیکن یا قوت کے ساتھ راج التفات بڑھتا جاتا تھا۔ قلم میں راج نے باکس ریزرو کھوایا تھا۔ رومانی قلم اور تنہا دو دنوں بہت بے تکلف ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ یا قوت نے یکسر فراموش کر دیا کہ یہ مختصر میری بہن کا منگیترا ہے۔ پوری قلم دونوں نے ایک دوسرے کے سارے بیٹھ کر گزار دیے۔ جن جذبات کا اظہار وہ قوت سے نہیں کر سکتا تھا وہ یا قوت سے کھلم کھلا کر کرتا تھا۔۔۔۔۔ اپنے مضبوط بازوؤں کے حصار میں یا قوت کو لے کر اس کی نوجوان جلت کی بھرپور تسکین ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اور یا قوت کا اظہار خود سپردگی اس کے جذبات پر طوفان برپا کر رہا تھا۔ وہ چند لمحوں میں ایک دوسرے کے بے حد قریب آچکے تھے کہ سانسوں سے سانسیں ٹکرا رہی تھیں۔۔۔۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے دلوں کی دھڑکنیں سن سکتے تھے۔

اور۔۔۔۔۔ قوت راج کے بدلے تیز دیکھ رہی تھی۔ اس کی سرد مہری اس بات کی دلیل تھی کہ وہ یا قوت میں دلچسپی لے رہا ہے۔ لیکن وہ مہربان تھی وہ ابھی حریف شکایت زبان پر لانا نہ چاہتی تھی۔ وہ صرف خاموش تماشائی بنی سب کچھ دیکھتی چلی آ رہی تھی۔

چوں کی طرح اس کی آنکھوں سے گرتے رہے۔ محبتوں کا عذاب آج پوری طرح اس کے وجود میں اتر آیا تھا۔ اب ان ہی عذابوں کے چھپرے تلے اسے زندگی گزارنی تھی۔ اس نے دکھوں کے بھانجروں میں اپنی خواہشوں اور خوابوں کو جلانا تھا۔ کیا یہی محبت کرنے والوں کا نصیب ہے۔

وہ ست روی سے کچن میں چلی گئی۔ چائے بنا کر کپ کو اپنے ساتھ کمرے میں ہی لے آئی۔ وہ نہیں جانتی راح کب آیا اور کب گیا۔ وہ سوچوں کے گرداب میں بری طرح پھنس چکی تھی۔ عجیب عجیب قسم کے دوسوے ندیشے دامن گیر تھے۔ کیوں محبت کرنے والے اسے چھوڑ جاتے ہیں۔

وہ سوچوں کی اتھا گمراہوں میں ڈوبتی ابھرتی رہی۔ حالات کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ قوت نے اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا کہ یاقوت پوری طرح اس کے حق پر ڈاکہ ڈال چکی تھی۔ اس کی منگنی کو دو سال ہونے کو آئے تھے۔ لیکن ابھی تک رابعہ بیگم کی طرف سے شادی کی کوئی پیش قدمی نہ ہوئی تھی۔ زہنت بیگم جب بھی بات کرتیں۔۔۔۔۔ رابعہ بیگم کا یہی جواب ہوتا۔

آج کدوں کی بات۔۔۔۔۔ ایک تو اسے وقت ہی نہیں ملتا۔۔۔۔۔ رابعہ بیگم یہ کہہ کر ٹال جاتیں۔۔۔۔۔

اور شفقت میاں بری طرح زچ ہو جاتے۔۔۔۔۔
آخر کب کرو گی بات۔۔۔۔۔ دو سال ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ بوڑھی کرلوں میں لڑکی کو۔۔۔۔۔ وہ بے حد غصے سے بولتے۔

زہنت بیگم اندر ہی اندر یاقوت کی حرکات پر غور کر رہی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ یاقوت کی وجہ سے وہ شادی سے انحراف کر رہا ہے۔

بھائی صاحب ناراض مت ہوں۔۔۔۔۔ میں جانتے ہی اس کے کان پکڑتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ الجھتے ہوئے بولیں۔۔۔۔۔

ہاں، ہاں۔۔۔۔۔ پرسوں تک مجھے مکمل جواب دو۔۔۔۔۔

ٹوٹنے والی قسمیں کھائی تھیں۔ اس کی سوچ کہیں پہنچ گئی۔ یاقوت نہایت سے پکھل سی گئی اور قنوت کے کہنے پر یاقوت نیچے اتر آئی۔

آؤ یار ایک بازی ہو جائے۔۔۔۔۔ کہاں چلی گئی تھیں۔

راح نے یاقوت کو بازوؤں کے حصار میں لے کر زور سے دہرایا۔

اف اللہ مر جاؤں گی۔۔۔۔۔

وہ بڑی دلربائی سے خود راح کے سینے میں چھپتے ہوئے بولی اور عمل راح چاہتا تھا۔

راح۔۔۔۔۔

راح مدہوش سا بولا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے باجی کو شک ہو چکا ہے۔

یاقوت کو یہ بات کب سے کھٹک رہی تھی۔

ہو سکتا ہے۔

راح نے، یاقوت کی پیشانی پر ہنکے بالوں کو ہٹایا۔

یاقوت نے دیکھا۔۔۔۔۔ راح کو اس بات سے کوئی غرض نہ تھی۔۔۔۔۔ وہ

قنوت کے لئے بالکل لاپرواہ ہو چکا تھا۔ یاقوت اس کے اشاروں پر ناچتی تھی۔

ادھر سر میں شدید درد کی وجہ سے وہ کچن میں چائے کپ بنانے نیچے آئی۔

صحن کا درواہ کھلا تھا۔

وہ ٹھٹکی۔

راح کہہ رہا تھا۔

مجھے قنوت میں اب کوئی دلچسپی نہیں رہی۔۔۔۔۔ وہ میرے لئے ایک عام سی

لڑکی ہے۔ مجھے اس سے محبت تھی۔۔۔۔۔ لیکن وہ میرے معیار پر پوری نہیں اترتی۔

راح۔۔۔۔۔ یہ تم ہو۔۔۔۔۔ تم اتنے بدل بھی سکتے ہو۔

وہ سبک اٹھی۔ میرے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھانے والے۔ آنسو شری

شفقت میاں بولتے ہوئے چھت کا زینہ چڑھ گئے اور رابعہ بیگم گھر سے نکل
اپنے گھر روانہ ہو گئیں۔ برآمدے میں قدم رکھتے ہی اسے یاقوت کے ہنسنے کی آوا
آئی۔

یاقوت _____

آج سے پہلے تو انہیں صرف شک ہی تھا _____ لیکن اب پوری طرح یقین
ہو چلا تھا کہ یاقوت پوری طرح بہن کا حق چھین رہی ہے _____ اف میرے خ
_____ انہیں چکر سا آگیا _____ وہ ایسا نہیں چاہتی تھیں _____ قوت ان کا
پیاری بھتیجی تھی۔ نیک عادات و شرافت اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔
پھوپھو آگئیں۔

ایک دم چونکتے ہوئے یاقوت نے کہا۔

ہاں _____

اور فوراً "راخ" نے یاقوت کو اپنے پہلو سے الگ کر دیا۔

آداب پھوپھو جان۔

بری طرح ندامت بھرے انداز میں یاقوت نے رابعہ بیگم کو آداب کہا _____
جو ڈرائنگ روم میں ہی آگئی تھیں۔

جیسی رہو _____ گھر میں تمہارا انتظار ہو رہا ہے _____

رابعہ بیگم کو بہت برا محسوس ہوا _____ انہیں اس طرح تنہائی میں راخ =
بے تکلف ملنا جلنا بے حد نا پسند تھا۔

یاقوت رابعہ بیگم کا روکھا سوکھا سالجہ محسوس کر گئی تھی۔

آج ماں کے سامنے راخ شرمسار سا لگ رہا تھا _____ لیکن اپنے جذبات
سے مغلوب ہو چکا تھا۔

کھسیانے سے انداز میں یاقوت نے بیگم شانے پر ڈالا۔

اجازت۔

آنکھوں ہی آنکھوں میں راخ سے اجازت مانگی۔
اور دروازے سے باہر نکل آئی۔

یاقوت کے جاتے ہی جیسے رابعہ بیگم راخ پر برس ہی پڑیں۔
تمہاری اس کیفیت سے دو گھر تباہ ہو جائیں گے۔
رابعہ بیگم نے کہا۔

کیا مطلب؟

راخ جان بوجھ کر انجان بن گیا۔

یہی بیٹا _____ کہ تم اکیلے میں یاقوت سے رسم و راہ بڑھا رہے ہو _____ یہ
مت بری بات ہے _____

ای جان _____ وہ _____

میں جانتی ہوں _____ اب تم کہو گے کہ وہ خود آتی ہے _____ تو یہ
ماری بات میں ماننے کے لئے بالکل تیار نہیں _____ اگر اسے اپنی بہن کا احساس
میں تو تمہیں تو یہ خیال ہونا چاہئے کہ وہ تمہاری منگیت رہے _____ تمہاری ہونے
کی بیوی ہے۔

رابعہ بیگم بہت گرم ہو گئیں۔

راخ نے خاموش ماں کے غصے کو برداشت کیا _____ بولنے کے لئے اس کے
_____ ہے ہی کیا تھا۔ چند منٹ کمرے میں مکمل سکوت رہا _____ دونوں ماں بیٹا مہر
ب رہے _____ پھر چند سیکنڈ گزرے۔ رابعہ بیگم نے لب کشائی کی۔

ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی _____

رابعہ بیگم نے کہا۔

راخ نے چہرہ اٹھایا _____ کونسی بات _____ ای جان _____

یہی بیٹا _____ تم شادی کس کے ساتھ کرو گے _____ قوت کے ساتھ یا
زنت کے ساتھ۔

رابہہ بیگم سیدھی ہوتے ہوئے بولیں۔

شادی تو یاقوت کے ساتھ _____

وہ بے دھڑک کہہ گیا۔

اور رابہہ بیگم کی آنکھوں میں تارے ٹاپنے لگے۔ _____

راخ _____ یہ تم کیا کہہ رہے ہو _____ وہ قدرے چیخ اٹھیں۔

میں ٹھیک کہہ رہا ہوں اسی _____ قوت میرے معیار پر نہیں اتر سکتی۔

_____ راخ نے کہا۔

ہاں ہاں _____ یاقوت تیرے معیار پر اتر سکتی ہے۔ ایسے لپھن قوت _____

نہیں _____ جو تمہیں پسند آتی _____ میں یہ کام بھی نہیں ہونے دوں گا۔

_____ وہ میری بہو بنے گی _____ صرف وہ ہی _____ رابہہ بیگم پاؤں پٹم

کمرے سے باہر نکل گئیں۔

اور وہ نکلنے پر سر رکھے سوچتا رہا۔ یہ معنہ حل ہوتا نظر نہیں آتا تھا۔ _____

اور وہ یاقوت کو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ اس کے جذبات و احساسات کی قدر ہی نہیں

_____ وہ تو اس کی ہر بات پر لبیک کہتا اپنا فرض اولین سمجھتی تھی _____ تما

شب یہی کچھ سوچتا رہا _____ حالات سے سمجھوتہ کرنا اس کے بس کی بات نہ تھی

یاقوت کا جادو سرچڑھ کر بول رہا تھا _____ اور رابہہ بیگم کے لئے یہ بات بڑی د

بھری تھی کہ وہ قوت جیسی خوبصورت نگہز بسو سے محروم ہو رہی تھیں۔

بست دن گزر گئے۔

کئی چاند ابھرے اور روٹھنیاں نکھیر کر غروب ہو گئے۔ کئی آفتاب زمانے

اجالے دے کر وقت مخصوص کے ساتھ افق کی گود میں سو گئے۔ چاندنی بھی چھ

غریب کی بے کار گئی اور دولت مند کی راتیں جنگا گئیں۔ کچھ تبدیلیاں بھی آئیں

یاقوت کو قریبی سول ہسپتال میں بطور نرس ملازمت مل گئی تھی۔ وہ حسہ عادت بہ

خوش تھی۔ قوت کے ساتھ بھی اس کا رویہ بالکل پہلے جیسا تھا _____ دیکھنے و

مذاہ نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ لڑکی اس قدر عالم بھی ہو سکتی ہے جو اپنی بہن کا حق چھین

_____ لیکن راخ کا عشق اس طرح اس پر سوار تھا کہ اسے اور گرو میں کوئی چیز ایسی

ظہر نہ آتی جو اس کی طالب توجہ ہو۔

شفقت میاں کو اب یہ دکھ دامن گیر تھا کہ شادی کی تاریخ مانگنے پر بھی رابہہ

نے کوئی جواب نہیں دیا _____ چند دنوں کی اور تاخیر کے بعد انہوں نے زینت بیگم

_____ سے کہا۔

_____ رابہہ تو نہیں آئی۔

وہ سیدھے ہو کر لحاف شانوں پر ڈالتے ہوئے بولے۔

اس دن کے بعد تو نہیں آئی _____ کیوں کوئی بات ہے _____

زینت بیگم ذرا ٹھٹھک گئیں۔

_____ تمہیں نہیں معلوم _____ اب قوت کو کتنی دیر بٹھائے رکھوں گا _____

_____ سال تو اس کی ملازمت کو ہو گئے ہیں۔

شفقت میاں بڑے د گہر لگ رہے تھے۔

_____ ہاں یہ تو ہے _____ اب قوت کو اپنے گھر کی ہو جانا چاہئے۔

لیکن زینت بیگم کے ذہن میں کچھ اور ہی تھا _____ وہ بیٹی کے لپھن دیکھ چکی

_____ وہ راخ کا جھکاؤ بھی دیکھ چکی تھیں۔ ان کی چوری چھپے ملاقاتیں _____ محبت کی

_____ لہ بڑھتے بڑھتے بہت دور تک پہنچ گئی۔ وہ دونوں اتنی دور پہنچ چکے تھے جہاں سے

_____ کا واپس لوٹنا بہت مشکل تھا _____ ایک موقع تلاش کرتے انہوں نے آج

_____ سے بات کر ہی دی۔

_____ سو گئی بیٹی۔

_____ وہ یاقوت کے کمرے کا دروازہ کھول کر بولیں۔

_____ نہیں اسی _____ آجائے۔

_____ یاقوت لحاف سیدھا کرتے خود بستر پر بیٹھ گئی _____ اور داسے ہاتھ سے بالوں

کو درست کیا۔
بیٹھے۔

ماں کو قریب آتے دیکھ کر کہا۔

تم سے کچھ باتیں کرنا ہیں۔

زینت بیگم نے دو معنی انداز میں کہا _____ اور پھر اس کے قریب بیٹھ گئی
مجھ سے _____ خیریت تو ہے _____ ایسی کوئی بات ہے جو اس تاریکی
سانے میں کرنے والی ہے۔

یا قوت کا ماتھا ٹنکا _____ لیکن پھر بھی مطمئن رہی۔

میرے اور تمہارے باپ کے نزدیک یہ بات بہت بڑی ہے _____
جانے اس کو کیسا سمجھو۔

زینت بیگم نے بغور یا قوت کو دیکھا _____ اس کا چہرہ ہر قسم کے خیال
جذبات سے عاری تھا۔

ہم چاہتے ہیں کہ قوت کی اب شادی کر دیں۔

زینت بیگم بات کی تمہید باندھتے بولیں۔

تو کر دیں _____ بڑی اچھی بات ہے امی _____

یا قوت ایک پہلو کو بدل کر پلنگ پر نیم دراز ہو گئی۔

لیکن یہ شاید ہو نہیں سکتی۔

زینت بیگم نے سامنے بیٹھی یا قوت کو بغور دیکھا۔

کیوں؟

یا قوت نے ماں سے کہا۔

اس کی خاص وجہ ہے۔

زینت بیگم نے کہا۔

وجہ _____ کوئی وجہ _____ راسخ بہتر انسان ہے۔

یا قوت سب کچھ جانتے ہوئے بھی نادان بنی رہی۔ جیسے ماں کچھ نہ جانتی ہو۔
وہ بہتر انسان تھا _____ لیکن اب وہ بہتر نہیں رہا _____ وہ خود غرض خود

ہست ہے۔

زینت بیگم نے کہا _____ لیکن دل چاہا یا قوت کا منہ نوچ لیں۔ وہ شروع سے

حقیقت پسند رہی تھیں _____ وہ ہرگز یہ نہیں چاہتی تھیں کہ یا قوت اپنی بہن کا
قوت تلف کرے۔ اب وہ بہتر انسان کیوں نہیں رہا۔

یا قوت نے کہا۔ لہجے میں بے حد ٹھہراؤ تھا۔

مجھے کہنا تو نہیں چاہئے _____ لیکن بیٹی تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔

زینت بیگم اصلیت کی طرف آگئیں۔

ای جان _____ میں نے کیا کیا ہے _____

یا قوت نے بے گناہ بننے کی کوشش کی۔

وہ قوت کو چھوڑ کر تم میں دلچسپی کیوں لے رہا ہے _____ میں چاہتی ہوں

اسے قوت کی طرف راغب کرو _____ تاکہ وہ شادی تو کر لے _____ زینت

م لجاجت بھرے انداز میں بولیں۔

میں اسے چھوڑ بھی دوں گی تو وہ باجی سے شادی نہیں کرے گا _____ یا قوت

آنکھوں کا پانی دھل گیا تھا۔

کیوں شادی نہیں کرے گا _____ کیا وہ خوبصورت _____

ہے خوبصورت _____ سب کچھ ہے _____ مگر _____ وہ منہ کی بات چھین کر

ہ۔

مگر کیا _____ یہی کہ تم چاہتی ہو اس سے شادی کرنا _____ یاد رکھو اگر

ماکینے نے قوت سے شادی نہ کی تو وہ تم سے بھی نہیں کرے گا۔

باجی کی خود سری نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔

یا قوت نے قوت کی برائی ظاہر کر دی۔

یہ تو اپنے مقدر کی بات ہے ای۔ میں اس شخص کو پسند ہی نہیں کرتی۔
عالی بلا رہی ہے۔۔۔۔۔ دروازہ کھول کر قوت داخل ہوئی۔۔۔۔۔ چہرے پر
غصیلا پن تھا۔

اس نے ماں بیٹی کی ساری گفتگو سن لی تھی۔۔۔۔۔

قوت بیٹی۔۔۔۔۔ عالی سوئی نہیں۔۔۔۔۔

زینت بیگم ایک دم سے حیران رہ گئیں۔

نہیں۔۔۔۔۔

قوت نے زینت بیگم کا شانہ تمام لیا۔۔۔۔۔ اور یاقوت نے نظریں جھکا
نہ جانے ندامت سے یا نفرت سے۔

دوسرے دن یاقوت ہسپتال سے سیدھی راسخ کے آفس پہنچی۔۔۔۔۔

ارے واہ۔۔۔۔۔ بڑا اچھا دن کا آغاز ہوا۔۔۔۔۔ کہیں نکال تو نہیں دیا

والوں نے۔۔۔۔۔

صبح صبح راسخ یاقوت کو دیکھ کر بڑی بذلہ سنجی سے ہنس دیا۔

نہیں خیر ایسی بھی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ لیکن اس وقت 9 بج رہے

یاقوت نے تراشیدہ بالوں کی لٹیں سنواریں۔

واقعی۔۔۔۔۔

راسخ نے سامنے آویزاں کلاک پر نظریں جمادیں۔

اچھا۔۔۔۔۔ بتاؤ۔۔۔۔۔ چائے یا کافی۔۔۔۔۔

وہ آگے کی طرف جھک کر بولا۔

چائے ٹھیک رہے گی۔

وہ ٹیک لگا کر فیض کے کالر سے کھینچنے لگی۔ پرس اس نے قریب ہی رکھا

خیر تو ہے۔۔۔۔۔ موڈ آف لگ رہا ہے۔

راسخ نے یاقوت کے چہرے پر بیزاری دیکھ کر کہا۔

اودہ میں بھول ہی گیا۔

اس کے ساتھ ہی راسخ نے فون اٹھایا۔

چائے بھجوا دو۔

اور ریسور رکھ دیا۔

چند سیکنڈ بھی نہ گزرے تھے کہ ملازم ٹرے میں چائے لے آیا۔

میرا خیال ہے کہیں چلنا چاہئے۔

راسخ نے کہا۔

وہ مسکرا دی۔۔۔۔۔ ماں کی باتوں سے اس کا دل بولنے کو بھی نہ چاہ رہا تھا۔

چائے بنا کر دونوں نے ایک ایک کپ لیا۔

چلو۔۔۔۔۔ شیراز چلتے ہیں۔

راسخ نے کہا۔

ٹھیک ہے۔

وہ جلدی سے اٹھی۔

گاڑی میں بیٹھے ہی دونوں کیفے شیراز پہنچ گئے۔

ویٹر۔۔۔۔۔

راسخ نے ویٹر کو آواز دی۔

آواز کے ساتھ ہی ویٹر نے مینو چارٹ ٹیبل پر رکھ دیا۔

میری اور تمہاری شادی نہیں ہو سکتی۔

وہ بڑے مایوس لہجے میں بولی۔

کیوں۔۔۔۔۔ اس میں میری مرضی کا دخل ہے۔

آپ کی مرضی کی کسے پرواہ ہے۔۔۔۔۔ باقی سے آپ کو شادی کرنا پڑے گی۔

وہ صہملا کر بول اٹھی۔

یہ کیا بات ہوئی۔۔۔۔۔ قوت کو اور بہت رشتے مل سکتے ہیں۔۔۔۔۔

راخ نے سیدھے ہو کر کہا۔۔۔۔۔ کیونکہ میرا چائے معہ لوازمات لے آیا تھا۔
یہاں رشتوں کی بات نہیں۔۔۔۔۔ آپ باجی کے منگیتریں۔۔۔۔۔
یا قوت نے کہا۔

میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔ لیکن اب ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں اس سے شام
نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ راخ نے سخت لہجے میں کہا۔
یہ آپ کا اٹل فیصلہ ہے۔۔۔۔۔ وہ راخ پر اپنی مرضی بھی ٹھونستا نہیں چاہا۔
تھی۔

یا قوت نے کہا۔

بالکل۔۔۔۔۔ میرا حتمی فیصلہ ہے۔

راخ نے کپ واپس پلیٹ میں رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔
اور یا قوت خاموش ہو گئی۔

چھوڑو ان باتوں کو۔۔۔۔۔ آؤ تمہیں پکچر پر لے چلوں۔۔۔۔۔ راخ بڑا
اپنائیت سے بولا۔

دیر ہو جائے گی۔

یا قوت نے کہا۔

کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ اٹھو۔۔۔۔۔ شاہاش۔۔۔۔۔

دونوں گاڑی میں بیٹھ کر سینا ہاؤس چلے گئے۔

قلم کا تو اک بہانہ تھا۔۔۔۔۔ بھلا باکس میں تنہا دونوں ہوں اور قلم کا۔
ہوش رہتا ہے۔

قلم شروع ہو چکی تھی۔ ہال میں مکمل اندھیرا تھا۔

یا قوت۔۔۔۔۔

راخ نے یا قوت کے کان میں سرگوشی کی۔

جی۔۔۔۔۔

وہ آہستہ سے بولی۔

کیا بات ہے!۔۔۔۔۔ ناراض ہو مجھ سے۔

راخ نے یا قوت کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔

راخ کو اس قدر قریب محسوس کرتے ہی وہ موم کی طرح پگھل گئی اپنے آپ کو
راخ کے توانا شانے پر گرا کر اسے کس قدر تسکین ہو رہی تھی۔

تم بتاؤ یا قوت کہ مجھ سے شادی کو گی کہ نہیں۔

وہ دوسری طرف سے جیسے حملہ آور بن گیا۔

جی۔۔۔۔۔ کیا کہا؟

وہ ایک دم چونکی۔

مجھ سے شادی کرنا پسند کرو گی کہ نہیں۔۔۔۔۔ ہاں یا نا میں جواب دو۔

راخ نے آزمائشی لہجہ اختیار کر لیا تھا۔

لیکن وہ خاموش رہی۔۔۔۔۔ اور اپنے چہرے کو راخ کے سینے میں چھپا لیا۔

خاموشی نیم رضا۔

راخ نے مسکرا کر اسے اپنے سینے کے ساتھ بھیج لیا۔ نرم و نازک مرمریں بدن
نے اس پر سرشاری کا عالم پیدا کر دیا۔۔۔۔۔ وہ مدہوش سا ہو گیا۔

راخ۔۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔۔

وہ جیسے گہری نیند سے بیدار ہوا ہو۔

آپ دونوں کے افتراق سے دنیا مجھے کیا کہے گی۔

وہ بڑے طویل لہجے میں بولی۔

ارے جانے دو دنیا کو۔۔۔۔۔ کون پوچھتا ہے دنیا کو۔۔۔۔۔ میں تم سے اور تم
مجھ سے۔۔۔۔۔

ایک ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھاتے دونوں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

شام کے سائے ڈھلتے ہی شفقت میاں نے کلاک پر نظرس گاڑ دیں۔

زینت _____

وہ صحن میں بیٹھی زینت بیگم کو پکارے جو عالی کو لئے بیٹھی تھیں۔ وہ آج قید بنی ہوئی تھی۔

جی _____

زینت بیگم نے عالی کو ایک طرف کیا اور خود اندر داخل ہوئیں۔

ڈیوٹی کا وقت تو ختم ہو گیا _____ یہ یا قوت نہیں آئی ابھی تک۔

وہ تشویش ناک لمبے میں بولے۔ انیس کچھ شک ہو چکا تھا۔

ہو تو گیا _____ آجائے گی۔ آتے آتے بھی تو دیر ہو جاتی ہے۔

زینت بیگم نے جھوٹ کا سہارا لیا۔ وہ جانتی تھیں کہ یا قوت کیوں اکثر دیر۔

گھر آتی ہے _____ وہ ماں ہونے کے ناطے کئی بار منع بھی کر چکی تھیں _____

لیکن اس کے کان پر جوں تک نہیں ریگلتی۔

اور قوت _____

قوت تو ابھی گئی ہے اپنے کمرے میں شفقت میاں مطمئن سے ہو گئے

لیکن یا قوت کے لئے وہ مطمئن نہیں تھے۔ میں مسجد جا رہا ہوں۔

شفقت میاں نے سر پر ٹوپی رکھی۔

نماز پڑھنے جا رہے ہیں آپ۔

زینت بیگم نے کہا۔

ہاں _____

وہ گھر سے نکل گئے _____

اور زینت بیگم نے دوبارہ گھڑی کی طرف دیکھا۔ پلٹ کر وہ صحن میں آگئیں۔

شام کے سات بج رہے تھے سردیوں کی مختصر قی ہوئی شام تھی۔ زینت بیگم نے بڑی

اضطربیت کے عالم میں گردن موڑ کر کلاک کو دیکھا۔ اسنے میں دروازہ کھلنے کی آواز

آئی _____ وہ اونچی ایڑی کا جوتا پہنے تھی _____ وہ بے پاؤں اپنے کمرے کا زینہ

چڑھنے لگی۔ ابھی ایک پاؤں اوپر اور ایک نیچے ہی تھا۔

آگئیں _____ تم _____

زینت بیگم نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

وہ ہلٹی _____

جی _____ فرمائیے _____

یا قوت نے یوں کہا _____ جیسے ماں کچھ اور ہی کہنا چاہتی ہو۔

اس وقت ختم ہوتی ہے تمہاری ڈیوٹی _____ فوج نوکری کرتی تم _____ کیوں

شریف باپ کی ناک کٹوانے پر تلی ہوئی ہو۔

زینت بیگم کے منہ میں جو آیا کہہ گئیں۔

ای جان _____ کیا کیا ہے میں نے۔

وہ چلا کر بولی۔

اوپر سے قوت نے کان کھڑے کئے _____

اچھا _____ ابھی تمہیں پتہ ہی نہیں کہ تم نے کیا کیا ہے _____

تمہاری وجہ سے اس نے قوت سے شادی سے انکار کیا ہے۔

زینت بیگم سچ کہہ گئیں۔

میں نے اسے نہیں کہا کہ قوت سے شادی نہ کرو _____ سارے فیصلے اس

کے اپنے ہیں _____ وہ خود مختار ہے۔

وہ دیدہ دلیری سے کہہ گئی۔

ای جان _____ بس کیجئے۔

قوت سے اور برواشت نہ ہو سکا _____ زینہ اتار کر اس نے ماں کو شانوں

سے تھام لیا۔ شاید اس میں بھی قوت اپنی توہین محسوس کر رہی تھی۔

ای امی اس میں افروختہ ہونے کی کوئی بات نہیں _____ منگنی لٹی ہے _____
کوئی نکاح تو نہیں ہوا تھا _____ اسے حق ہے جسے چاہے اور جسے ناچاہے _____
آنسو پلکوں کی دہلیز توڑ کر رخساروں پر بہہ نکلے۔
اور یا قوت منوں وزنی قدم اٹھاتی زینہ چڑھ گئی۔
زینت بیگم بری طرح رو دیں۔

ای جان _____ آپ کیوں اس بات کو محسوس کر رہی ہیں _____ وہاں
یا قوت کو پسند کرتا ہے تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ _____ آپ کرویں شادی یا تو
کی _____ زہر کا پیالہ جیسے اس نے حلق میں اندیل لیا ہو _____ مقدر کی بات۔
ای _____ یہ تم کیا کہہ رہی ہو _____ میری زندگی میں یہ نہیں ہو گا۔
زینت بیگم نے قوت کو گلے لگا لیا۔

اس نے خواب دیکھے تھے۔ اس نے راسخ کو چاہا تھا۔ وہ اس کے احساسات اور
جذبوں پر قابض تھا۔ اس کی محبت قوت کی روح کی عین گہرائیوں میں اتر چکی تھی
یہ ابھی انوکھی بات تھی کہ دوریاں قربت میں بدل سکتی ہیں۔ لیکن قرب کی دوری
دور نہیں کر سکتیں۔

حالات بہت بدل گئے تھے۔ شازیہ دلہن بن کر گھر آگئی تھی _____ چند
گھونگھٹ اور جب نقاب الٹا تو شرم و حجاب کی پیکر شازیہ اپنی اصلیت پر آگ
_____ وہ اپنے ساتھ بہت قیمتی اور بے شمار جینز لائی تھی _____ اور ویسے بھی وہ
ساگن جو پیامن بھائی _____ شازیہ فراز کی چیتی اور لاڈوں سے بیباکی دلہن تھ
_____ اور ادھر زینت بیگم کا گھریلو ماحول بالکل سادہ اور مشرقی تھا۔

آج شادی کو چھ ماہ ہو گئے تھے _____ سوائے زینت بیگم کے گھر پر کوئی ب
نہیں تھا _____ قوت سکول تھی اور یا قوت ہسپتال _____ شفقت میاں اپنے کمرے
میں لینے کب سے بخار میں پھنک رہے تھے _____ زینت بیگم کو جوڑوں کا درد رہتا

لگا تھا _____ تھوڑا بہت وہ کام تو کر لیتی تھیں _____ لیکن بندش کا کام ان سے
نہیں ہوتا تھا۔

نن سے کلاک نے دن کے بارہ بجائے۔

اے ہے _____ دوپہر کا کھانا کیسے کچے گا۔

زینت بیگم ایک دم ہڑبڑا سی گئیں۔

اچھا جاتی ہوں بہو کے پاس _____

وہ بڑبڑاتی ہوئیں شازیہ کے کمرے کی طرف چل دیں۔

شازیہ بیٹی _____ او شازیہ بیٹی _____

وہ محبت سے پکارتی ہوئیں کمرے میں داخل ہوئیں۔

کیا ہے اماں _____

شازیہ نے بڑی ناگواری سے زبردست جمائی لی _____ شاید اس کی نیند

خراب ہو چکی تھی۔

ہیں _____ تم سو رہی ہو۔

زینت بیگم نے کولہ پر ہاتھ رکھ کر حیرت زدہ سا ہو کر کہا۔

لیکن شازیہ لا پرواہی سے کروٹ بدل چکی تھی _____ اسے زینت بیگم کی

پریشانی کی مطلق پرواہ نہیں تھی۔

شازیہ بیٹی _____ کھانا نہیں پکاؤ گی _____ ایک بجنے کو آیا ہے۔

تو میں کیا کروں _____ مجھ سے نہیں ہوتا یہ کام _____ کسی خانساں کا

بندوبست کر لیں۔

وہ جھنجھلا کر اٹھ بیٹھی۔

ہم نے والدین کے گھر میں کبھی کام نہیں کیا تھا _____ یہ سالن والن کیسے

پکاتے ہیں۔

ہوٹل سے منگوا لیں _____ میں پے کر دوں گی۔

وہ تولیہ شانے پر ڈالے ہاتھ روم کی طرف چل دی۔
بیٹی مجھ سے کام نہیں ہوتا _____ سب کھانے والے ہیں۔

وہ بڑی لجاہت سے بولیں۔

نہ پہلے کھانا میں پکاتی ہوں۔

وہ کستی ہوئی ہاتھ روم میں گھس گئی۔

یا قوت کی ماں _____ آجاؤ۔

سانے کمرے سے شفقت میاں بولے۔

وہ آہستہ آہستہ ان کے پاس آگئیں۔

کوئی ضرورت نہیں کھانا پکانے کی _____ آرام سے بیٹھی رہو _____

شفقت میاں خود بہت غصے میں تھے۔

شوہر کے غصے کو وہ جانتی تھیں _____

لڑکیاں اور لڑکا _____ کیسے روٹی کھائیں گے _____ چلو۔ ہم گئے بھاڑیڈر

_____ زینت بیگم نے شوہر کی طرف بغور دیکھا۔

کوئی بات نہیں _____ رہنے دو بھوکا سب کو _____ بیٹھ جاؤ _____

شفقت میاں نے زینت بیگم کو اپنے قریب بٹھالیا۔

وہ خاموش بیٹھ گئیں _____ لیکن اندر سے وہ بری طرح ٹوٹی ہوئی محسوس

ہونے لگیں _____ انہیں ناکردہ گناہوں کی سزا مل رہی تھی۔ بیٹی من مانی کر رہی

تھی اور بیٹے نے من مانی کرنے کے بعد ایک ایڈوانس اونچے دولت مند گھرانے کی

عورت سے شادی کرنے کے بعد اس کے سکون کو تباہ کر دیا تھا۔

وقت ظہر مؤذن اذان دے چکا تھا۔ گاڑی رکی _____ جب سے شادی ہوئی

تھی وہ گھر میں جلدی آنے لگا تھا۔ بیوی کی کسی بات کو ٹالنا اس کے بس کی بات نہ

تھی۔ وہ فراز نہ رہا تھا _____ اس کا مفع حیات صرف بیوی تھی _____ شادی کمرے

میں داخل ہوتے اس نے بڑے بڑے لفافے اس کے سامنے ڈھیر کر دیئے۔ شازیہ
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی بناؤ سنگھار کر رہی تھی۔

Yes Darling (ہیس ڈارلنگ)

کیا بات ہے _____ سو کر اٹھی ہو۔

وہ ٹائی کی گرہ نرم کرتے بولا۔

ہاں _____ لیکن تمہاری ماں نے سونے کب دیا۔ شازیہ کا لہجہ غصیلا تھا۔

شازیہ تراشیدہ بالوں کو جھٹک کر اس کے شانے سے چٹ گئی۔ ای نے _____ جھگڑا

ہو گیا _____ ای تو ایسی نہیں _____ وہ تذبذب کے عالم میں ششدر رہ گیا۔

ارے نہیں _____ تم پریشان کا ہے کو ہوتے ہو _____ ادھر سے پیغام آیا

کھانا پکاؤ _____ ادھر سے کھانا کھاؤ اور پکاؤ _____ جلدی آؤ _____ وہ بڑی ادا

سے کہنے لگی۔

اچھا _____ اس کے معنی کہ آج کھانا نہیں پکایا گیا۔

فراز نے ایک تہققہ لگاتے بیوی کو ساتھ لگا لیا۔

نہیں _____ وہ اوائے دلربائی سے بولی۔

شازیہ نے فراز کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ دیں _____ کتنا جان لیوا تھا یہ

تصادم۔

وہ جھوم اٹھا _____

چلو تیار ہو جاؤ _____ کہیں باہر چلتے ہیں _____

وہ بیوی کے خرقے اسی طرح پورے کرنا فرض اولین سمجھتا تھا۔

اوہ Yes _____ شازیہ کی خوش 'نتنا کو پہنچ گئی۔

کھانا باہر ہی کھائیں گے۔

شازیہ نے کہا۔

ہاں _____ اور کیا _____ اسی لئے تو جا رہے ہیں۔

اب تم کسی ارمان کو پورا نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔ پوتے پوتیاں اب کسی اور
نہ کھلیں گے۔ شفقت میاں نے طنزاً کہا۔

ابا۔۔۔۔۔ چائے لے آؤں۔

قوت نے حسب عادت اندر آکر پوچھا۔

لے آؤ بیٹی۔۔۔۔۔ سر میں شدید درد ہے۔

شفقت میاں ایک دم بولے۔۔۔۔۔ جیسے چائے نہ ہو آب حیات ہو۔

آپ کھانا تو کھا لیجئے۔۔۔۔۔ صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا آپ نے۔

زینت بیگم نے کہا۔

ہاں ابا روٹی لے آؤں۔

قوت نے کہا۔

اب کھا لیجئے نا۔۔۔۔۔ پہلے کوئی صحت ٹھیک ہے آپ کی۔

زینت بیگم کو شوہر کی صحت کے بارے میں زبردست تشویش تھی۔

نہیں نہیں مجھے کچھ نہیں کھانا۔۔۔۔۔ ویسے بھی اس اولاد نے جینا حرام کر دیا

بھوک کیا خاک لگے گی۔

شفقت میاں کو فراز کے جانے کا دکھ جلائے جا رہا تھا۔

ابا۔۔۔۔۔ مت افسردہ ہوں۔۔۔۔۔ میں جو ہوں آپ کے پاس۔

قوت بڑی محبت سے باپ کے پاس بیٹھ کر بولی۔

تو کس کس کی کمی پوری کرے گی۔۔۔۔۔ میری بچی۔۔۔۔۔ کیا سارے خالی

نے تم نے بھرے ہیں۔

شفقت میاں نے قوت کو اپنے ساتھ لگا لیا۔

فراز جو کب سے خاموش بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ قوت سے مخاطب ہوا۔

دیکھو نا باجی۔۔۔۔۔ شازیہ یہاں نہیں رہنا چاہتی۔۔۔۔۔ اگر میں اپنا علیحدہ

خود لڑکھائوں گا تو اس میں پریشانی کی کوئی بات ہے۔۔۔۔۔ میں کونسا ملک چھوڑ کے

وہ بھی ہاتھ روم سے تازہ دم ہو کر آگیا تھا۔

پھر دونوں گاڑی میں سوار کیے ڈی روز میں چلے گئے۔ باہر کھانا کھانا ان کا
معمول بن چکا تھا۔ کئی ہفتے یوں برا گزر گئے تھے۔ آج شفقت میاں نے بیٹے کو دو حریفی
بات کہنا مناسب سمجھا۔

یہ تم لوگوں نے گھر سے باہر نکل کر باہر کا کھانا شروع کر دیا ہے۔

یہ اپنی اپنی پسند ہے ابا جی۔۔۔۔۔

وہ بڑی سختی سے بولا۔

نہ تو گھر کا کھانا تمہیں اور تمہاری بیوی کو پسند نہیں۔

شفقت میاں آج مقابلے پر تلے ہوئے تھے۔

پسند ہے۔۔۔۔۔ لیکن وہ مختلف کھانے ایک وقت میں کھانے کی عادی ہے۔

فراز بڑی ڈھٹائی سے کہنے لگا۔

اچھا۔۔۔۔۔

شفقت میاں نے طنزاً سر کو ہلایا۔

ویسے بھی میں علیحدہ گھر بنا رہا ہوں۔۔۔۔۔ یہاں وہ نہیں رہ سکتی۔

فراز نے بغور باپ کو دیکھا۔

علیحدہ گھر۔۔۔۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔۔۔

جیسے شفقت میاں کو سانپ نے کاٹ لیا ہو۔

جی ہاں ابا جی۔۔۔۔۔ ہمارا کوئی شیش بھی ہے۔۔۔۔۔ اس گھر میں ہم لوگ

اب نہیں رہ سکتے۔

اچھا۔۔۔۔۔

وہ اتنا سا کہہ کر خاموش ہو گیا۔

یہ تو بہت بری بات ہے۔۔۔۔۔ ہمارے ارمان تو سب ادھور رہ گئے۔

زینت بیگم باہر سے آتے ہوئے بولیں۔

ناموشی نے جگہ لے لی تھی۔۔۔۔۔ ہر کوئی اپنا کام کر کے اپنے کمرے میں گھس جاتا۔ کسی کو کسی سے کوئی سروکار نہ تھا۔ صرف قوت ایسی لڑکی تھی جو ہر ایک کا درد بنانا فرض اولین سمجھتی تھی۔ اسے اپنی تباہی و بربادی کا نہیں دوسروں کے سکون و آرام کا زیادہ خیال رہتا تھا۔ باپ کی حالت اس سے نہیں دیکھی جاتی تھی۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ شفقت میاں دن بدن زیادہ کمزور ہوتے جا رہے تھے۔ یا قوت اور راسخ بے تکلفی کا تو انہیں آج ہی علم ہوا تھا۔ لیکن وہ کسی دن باپ کا ذہن بھی صاف کر دے گی وہ کہہ دے گی کہ اس میں یا قوت کا نہیں میرا ہی ارادہ ہے کہ میں شادی راسخ سے نہ کروں۔۔۔۔۔ وہ سوچوں کے عمیق سمندر میں اترتی جا رہی تھی۔ وہ حالات کا ساتھ دینا چاہتی تھی لیکن حالات اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

لیکن ادھر رابعہ بیگم شدید الجھن میں گرفتار تھیں۔۔۔۔۔ وہ کسی قیمت پر بھی قوت کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھیں۔ اکثر بیشتر اس موضوع پر بات ہوتی رہتی تھی۔۔۔۔۔ لیکن آج جب انہوں نے کھانے والی میز پر راسخ کو خوش دیکھا تو بات کر رہی۔

بیٹا۔۔۔۔۔

جی امی۔۔۔۔۔

راسخ شامی کباب منہ میں رکھتے بولا۔

تم سے بہت ضروری بات کرنا ہے۔

رابعہ بیگم نے اس کے چہرے کو بغور دیکھ کر کہا۔

کہنے امی۔۔۔۔۔ لیکن مجھے علم ہے کہ آپ کیا کہیں گی۔

راسخ نے سانسے گیٹ کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ تمبر ہاتھ میں بیٹ لے ادھر رہا تھا۔

بھوک۔۔۔۔۔ بہت بھوک۔۔۔۔۔

جا رہا ہوں، نہیں نہیں میرے بھائی تمہیں پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ پھر تم کونسا ملک چھوڑ کر جا رہے ہو۔

قوت نے بظاہر اس کی حمایت کی لیکن اس کے اندر چھپی ہوئی طنز فراز بھی محسوس کر لی تھی۔

بے شک وہ خاموش رہا۔

اچھا یہ بتانا تو تیرا کاروبار پھیلا نہیں۔۔۔۔۔ اور تو نے لاکھوں کی کوٹھی پر خریدنے کا پروگرام بنا لیا۔

ایک دم سب چونکے۔

یا قوت بیک لنکائے ہسپتال سے لوٹ آئی تھی اور ساتھ راسخ بھی تھا۔

یہ ساری دولت سسرال کی ہے۔۔۔۔۔ ورنہ بھائی کے پاس تو ڈربہ بنائے۔

پیسے بھی نہ ہوتے۔ یا قوت نے آتے ہی بیک قریبی پلنگ پر رکھا۔

بکواس مت کرو۔۔۔۔۔ فراز نے کہا۔ اسے یا قوت کی بداعلت بری لگی۔

زینت بیگم نے کہا راسخ سے کما سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اور دوسرے لمحے قوت کمرے سے نکل گئی۔

راسخ اس کے نقش قدم کو دیکھتا رہ گیا۔ اس کی چال جو نفرت جھٹک انھی تھ

راسخ کو بہت برا محسوس ہوا۔ انہیں خاموش رہا اس نے توجہ کیا کم کی تھی کہ قوت۔

نفرتوں کا طوفان کھڑا کر لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس جگہ بیٹھنا پسند ہی نہیں کرتی تھی۔

جس جگہ راسخ موجود ہوتا، شفقت میاں کو آج پہلی مرتبہ راسخ کا یا قوت۔

ساتھ آنا پسند نہ آیا۔ یہ زینت بیگم نے بھی محسوس کیا۔ لیکن وہ موقعہ کی مناسبت۔

چپ رہیں دیے تو قوت نے یا قوت سے بھی واجبی سی گفتگو کر لی تھی۔ فراز اٹھ

چلا گیا کیونکہ راسخ کے آجانے سے باتوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا تھا۔

مختصر چائے کا دور چلا۔۔۔۔۔ اور راسخ اٹھ کر چلا گیا۔

اب پہلے جیسا گل و گلزار جیسا ماحول تو نہ تھا۔ گھر میں قوتوں کی بجا۔

تمیز کھانا تادل کرنے کے بعد جا چکا تھا۔۔۔۔۔ اب رابعہ بیگم کے لئے واحد
راستہ صرف یہی تھا کہ وہ یا قوت سے خود بات کریں۔۔۔۔۔ لیکن یا قوت سے بات
کرنے کا فائدہ۔۔۔۔۔ قوت نے تو نفرت کی دیوار اتنی بلند کر لی تھی کہ جہاں سے
راخ کا سایہ بھی نہیں تھرک سکتا تھا۔۔۔۔۔ اسے راخ سے شدید نفرت سی ہو گئی تھی
۔۔۔۔۔ ایسے ہر حالتی بھنورے کو ختم کرنے کا اگر اس کے پاس اختیار ہوتا تو وہ کب
کی اسے ختم کر چکی ہوتی۔۔۔۔۔ رابعہ بیگم نے یہ سوچا کہ یا قوت کو کہنے کی بجائے
قوت سے بات کی جائے

اور

پھر وہ ایک دن وقت نکال کر بھائی کے گھر پہنچ گئیں۔

رابعہ تم۔۔۔۔۔ اس وقت۔۔۔۔۔

شام کے سائے ڈھلتے دیکھ کر زینت بیگم رابعہ بیگم کو دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

بس یہی وقت موزوں دیکھا تو آگئی۔

رابعہ بیگم نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔

بٹھو نا۔۔۔۔۔

زینت بیگم نے کہا۔

نہیں۔۔۔۔۔ قوت ہو گی گھر پر۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم نے کہا۔

ہاں۔۔۔۔۔ اوپر ہے۔۔۔۔۔ ملنا ہے اس سے۔

زینت بیگم بھی یہی چاہتی تھیں کہ وہ کسی طرح مان جائے۔

ہاں کچھ باتیں کرنا ہیں۔

رابعہ بیگم میز صوفی پر قدم رکھتے ہوئے بولیں۔

ہاں، ہاں کو بات۔۔۔۔۔ میں چائے بنا تی ہوں۔

زینت بیگم نے چولہا جلایا۔

وہ کرسی گھسیٹ کر میز کے گرد بیٹھ گیا۔

اوہو۔۔۔۔۔ ہاتھ تو دھو لو بیٹا۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم نے اسے انھنے کے لئے کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔

تمیز فوراً اٹھا۔۔۔۔۔ قریبی مین سے جلدی جلدی شراب شراب منہ ہاں

دھو کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

ویسے امی۔۔۔۔۔ قوت باجی لا جواب ہے لا جواب۔۔۔۔۔

بیٹھے ہی تمیز نے ماں بیٹے کی گفتگو سن کر کہا۔

ٹھیک ہے امی جان۔۔۔۔۔ اب کیا کروں۔۔۔۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔

راخ نے سٹلاتے ہوئے ماتھا پکڑ لیا۔

بیٹا یا قوت سے تعلق ختم کر لو۔۔۔۔۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔

رابعہ بیگم نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

میں پھر بھی قوت کو حاصل نہیں کر سکوں گا۔

راخ نے کہا۔

کیوں؟ کیا ہے اس کو۔۔۔۔۔ تمہیں تو اس سے محبت تھی۔

فوراً رابعہ بیگم نے نظریں راخ کے چہرے پر گاڑ دیں۔۔۔۔۔ تمیز نے

لقمہ ہاتھ میں پکڑے رکھا۔

وہ اب میری طرف نہیں لوٹے گی امی۔۔۔۔۔ میں چند دنوں میں

مستقل مزاجی دیکھ چکا ہوں۔۔۔۔۔ وہ چٹان کی طرح ہے امی۔۔۔۔۔ وہ ٹوٹنا جائے

جھکنا نہیں۔

راخ نے سچ بولنے کے لئے بڑی فراخ دلی کا ثبوت دیا۔

ہوں۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم خاموش ہو گئیں۔

بٹی۔۔۔۔۔

رابعہ بیگم نے دروازہ کھول کر کہا۔

قنوت ایک دم چونک سی گئی۔۔۔۔۔ اس وقت وہ بڑے اٹھماک سے پرچے پر
کر رہی تھی۔ ارے آئیں نا پھوپھو جان۔۔۔۔۔ آپ رک کیوں گئیں۔۔۔۔۔ تم
تڑپ کر اٹھی اور رابعہ بیگم کو بازو سے پکڑ کر اپنے پاس لے آئی۔۔۔۔۔ جمار
پرچے سیٹ کر رہی تھی۔

کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔ ایک عرصے سے آپ کو دیکھا ہی نہیں تھا۔

قنوت بڑی محبت سے بولی۔

شکر ہے خدا کا۔۔۔۔۔ تم بتاؤ۔۔۔۔۔ تم کیسی ہو۔۔۔۔۔ یہ پڑھا پڑھا کر
کمزور نہ کر لینا۔

رابعہ بیگم نے محبت سے قنوت کو ساتھ لگا لیا۔

ارے نہیں پھوپھو جان۔۔۔۔۔ یہ سر ہے کسی رمیں زاوے کا پینک اکڑ
نہیں جو کمزور پڑ جائے گا۔

رابعہ بیگم اس کی ذومعنی بات نہ سمجھتے ہوئے ہنس دیں۔

ایسا لگتا ہے کہ تم خوش نہیں ہو۔

رابعہ بیگم نے بغور قنوت کے چہرے کی کسی سخت شکن کو ابھرتے دیکھ کر کہا

میں۔۔۔۔۔ میں تو بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔ بھلا اسے بھی کسی شے کی طلب

جاتی ہے، جس کے پاس اچھے انسان کی بخشی ہوئی قبولت کی سند ہو۔ جس کے قبضے

ایک دل ہے۔ جس کی روح کا ناتا کسی روح سے بندھا ہو۔ کسی کے نام سا

یادوں کے حسین میلے، وفا کی انوکھی داستاں، سب میرے ہیں۔ جس شخص کے پاس

کچھ ہو۔۔۔۔۔ وہ خوش نہ ہو گا تو اور کیا ہو گا۔

رابعہ بیگم دکھ سے بھری طنزیہ گفتگو سن کر اور دکھی ہو گئیں۔

بٹی میں تمہاری شادی کی بات کرنے آئی تھی۔

رابعہ بیگم نے اس کے کانڈ ایک طرف رکھ دیئے۔

شادی۔۔۔۔۔ میں نے اس تصور سے جان چھڑالی ہے۔

قنوت نے تن کر کہا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ عورت کو بڑھاپے میں، مروکے سہارے کی ضرورت

ہوتی ہے۔ جو کچھ میں نے بتایا ہے۔۔۔۔۔ وہ سب کچھ میرے سہارے ہیں اور ان

سب ساروں کے سنگ زندگی بڑی اچھی گزر سکتی ہے۔

تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔ لیکن یہ پہاڑ سی زندگی۔

وہ قنوت کی پیشانی پر پیار بھرا بوسہ دے کر بولیں۔

قنوت چٹان کی طرح اٹل تھی۔

چند منٹ باتیں کرنے کے بعد وہ واپس آگئیں اور خاموش اپنے ارد گرد کے

الات کا تانا بانا بننے لگی۔ وہ اس جال میں پھنس چکی تھی۔ ٹکٹا اس کے بس میں نہیں

تا۔

زیب نہیں دیتیں۔

وہ بے حد پریشان نظر آ رہی تھیں۔

اچھا یہ بتائیے۔۔۔۔۔ قوت نے کیا کہا۔

راخ کو معلوم تھا کہ ماں قوت کے پاس گئی ہے۔

وہ چٹان کی طرح اٹل ہے۔۔۔۔۔ کسی صورت نہیں مانتی۔

کیا مطلب؟

راخ جیسے شرم سے زمین میں گڑھ گیا۔

مطلب یہی کہ وہ اب تم سے شادی کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہے۔

ماں نے بیٹے کو بغور دیکھ کر کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔ یہ بات ہے۔۔۔۔۔ کسی اور سے کر لے گی۔

وہ دھٹائی سے بولا۔

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ وہ اب شادی کے نام سے ہی نفرت کرنے لگی

ہے۔

راجہ بیگم حقیقت میں قوت کی طرف وار تھیں۔

راخ خاموش تھا۔۔۔۔۔ اس کی وجہ سے ماں بہت اداس ہو گئی تھی۔ لیکن

ب وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔۔۔۔۔ وہ یا قوت کے ساتھ بہت آگے پہنچ گیا تھا۔

ب پیچھے ہٹنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

ماحول چند لمحے پر سکوت رہا۔۔۔۔۔ پھر راجہ بیگم نے یوں اس سکوت کو توڑا۔

ویسے بیٹا جو تمہاری حرکت ہے وہ ہے بڑی معیوب سی۔۔۔۔۔ کوئی آدمی یہ پسند

نہیں کرتا جو تم نے کیا ہے۔۔۔۔۔ ادھر یا قوت کو ایسا رد عمل نہیں اختیار کرنا چاہئے

تھا۔ جس سے اس کی بہن کی ساکھ متاثر ہوتی۔

یا قوت کے بارے میں پریشان ہونا راجہ بیگم کا اصول بن چکا تھا۔ انہوں نے

شفقت میاں کے گھر بھی جانا چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ وہ جب بھی وہاں جاتیں شفقت میاں

بعض لوگوں کی تقدیریں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ ان کے نصیب میں

قسمت کے پیمان لکھے ہوتے ہیں۔ وہ زندگی کے سفر پر محبت کا زاد راہ لے کر

ہیں تو کبھی کرب کے کانٹے راستہ روک لیتے ہیں، کبھی دکھ کے دریا دل کی دہانے

دیتے ہیں اور کبھی یہ ظالم خود غرض دنیا اپنے درپچوں سے درد کی بوچھاڑ کر دیتی ہے

وہ درد سہنا جانتی تھی۔۔۔۔۔ اگر زندگی کے آنگن میں اسے سکھ نہیں

اس نے دکھ کے کانٹے چن لئے۔ اگر اس سے محبت نہ بانٹی گئی تو نفرت بھی

کرے گی۔ بخش دے گی۔۔۔۔۔ اس کے اندر سے ایک آہ سی نکلی۔۔۔۔۔

کمرے میں پہنچا کر خود دل ٹکار لئے اپنے کمرے میں آگئی۔

دھم سے ہنگ پر گری اور تڑپ تڑپ کر رو دی۔

ای جان۔۔۔۔۔

ڈرائنگ روم میں قدم رکھتے راج نے ماں کو پکارا۔

کیا بات ہے۔

وہ چائے کا کپ لئے ڈرائنگ روم میں ہی آگئیں۔

تشریف رکھئے۔۔۔۔۔ آپ سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔

راخ سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

باتیں۔۔۔۔۔ اب ایسی کوئی باتیں رہ گئیں ہیں۔

راجہ بیگم بڑی مایوسانہ انداز میں بولیں۔

بہت سی باتیں ہیں ای جان۔۔۔۔۔ صرف مسئلہ قوت تو نہیں۔

وہ لا تعلق سا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ جیسے کبھی قوت سے واسطہ ہی نہ رہا ہو۔

دوریاں شاید کبھی قربتوں میں تبدیل ہو سکیں۔

قوت بہت بڑا مسئلہ ہے بیٹا۔۔۔۔۔ تم اس معاملے کی باریکی کو نہیں

ایک بہن کو چھوڑ کر دوسری سے راہ رسم بڑھا لینا کتنی بے غیرتی ہے۔ ہم لوگوں

صحن میں زینت بیگم بیٹھی تھیں۔

آداب ممانی جان۔

وہ آج مودب لہجے میں بولا۔

آؤ آؤ بیٹا _____ آجاؤ _____ ڈرائنگ روم میں۔

وہ کام چھوڑ کر ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئیں۔

بیٹھو _____ بادل خواستہ انہوں نے بڑی خوش مزاجی کا مظاہرہ کیا۔

آج کیسے بھول پڑے۔

زینت بیگم نے کہا۔

جی ہاں آئی گیا _____ کام تھا آپ سے۔

وہ بے دھڑک ہو گیا۔

کام _____ کونسا کام۔

زینت بیگم تذبذب کے عالم میں بولیں۔

ای جان کو کہا تھا _____ لیکن انہوں نے انکار کر دیا _____ میں نے سوچا

خودی قدم بوسی کے لئے حاضر ہو جاؤں۔

وہ بہت ہی مودب ہو گیا۔

ایسی کونسی بات ہے۔

زینت بیگم کا ماتھا ٹھکا _____ جیسے چھٹی حس بیدار ہو گئی ہو۔

دیے کرنا تو میں ماموں کے ساتھ چاہتا تھا _____ لیکن خیال ہے کہ آپ سے

نیا بات کر لوں _____ بہتر رہے گا۔

وہ جیسے ہر مرحلے کے لئے تیار تھا۔

ممانی جان میں یا قوت کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

وہ کہتے کہتے زینت بیگم کے چہرے کو بغور دیکھتا رہا۔

مجھے معلوم ہے _____ تم یا قوت کے بارے میں کیا بات کرنا چاہتے ہو اور یہ

بعد ان دیکھتیں۔ ایک مدت کے بعد انہیں بھائی ملا تھا۔ لیکن خود سراوا

بھی نکلتا نظر آ رہا تھا۔ انہیں وہ وقت یاد تھا جب ان کے بھائی نے کہا:

مارا بیٹا کہیں اپنی پھوپھی کا بدلہ نہ لے۔ تو وہ بڑے وثوق سے بولیں تھیں کہ

صاحب یہ کیسے ہو سکتا ہے اور اب کیا ہو گیا _____ بدلہ لیا جاتا تو بات اور

اب مسئلہ ہی بڑا چپیدہ ہو گیا تھا۔ راسخ اور یا قوت بہت سنجیدہ تھے _____

کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن چکی تھی۔ آج اس نے کہہ دیا۔

ای اب وقت بہت ضائع ہو چکا ہے _____ آپ ماموں سے یا قوت کی

کریں _____ وہ ایک دم کہہ تو گیا۔

راسخ _____ تمہیں بات کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے _____ میں کوز

لے کر بھائی کے پاس جاؤں گی۔

وہ نہایت شش و پنج کے عالم میں تھیں۔

ایسی کونسی بات ہے ای جان _____ صرف سمجھنے کی بات ہے _____

محسوس کریں تو بڑی نہ کریں تو معمولی۔

وہ شانوں کو جھٹک کر لا پراہی سے بولا۔

میرے لئے تو یہ بات بہت بڑی ہے۔

راجہ بیگم نے کہا۔

ٹھیک ہے۔

راسخ بھی خاموش ہو گیا۔

دوسرے دن وہ آفس سے سیدھا شفقت میاں کے گھر پہنچا۔ اس وقت شا

کا عمل ہو گا۔ دروازہ بند تھا۔ کال بل پر انگلی رکھی اور چند لمحوں کے بعد دروازہ

قوت نے چونک کر دیکھا اور فوراً "پلٹ گئی۔

کھیانے سے انداز میں راسخ نے ہونٹوں کو گول کر کے سیٹی بجائی اور

داخل ہو گیا۔

زینت بیگم نے آسنو صاف کئے۔ لیکن اپنے شوہر سے چھپ کر۔۔۔
چھپ تو گئے کہ آنے والے کسی بھی برے لمحے کو نہ روک سکے۔ وہ گھر میں
والے ہنگاموں کو جان چکے تھے۔ ان کو تو یا قوت کا سامنا کرتے شرم آتی تھی۔ یہ

_____ ہر شخص من مانی کرنے لگا ہے۔ وہ آخر میں تلخ ہو گئے۔

جی ہاں _____ یہی کچھ میں سوچتی رہتی ہوں _____ کوئی کسی کی بات تو نہیں مانتا _____ بیٹا تو وہ بیوی لے کر علیحدہ ہو گیا _____ اور بیٹیاں _____ زینت بیگم کی آنکھوں میں آنسو آگئے _____ بات مکمل کرنا دو بھر ہو گیا۔ تم کیا سمجھتی ہو _____ مجھے کسی بات کا علم نہیں _____ سب کچھ میرے سامنے ہو رہا ہے میں سب دیکھ اور محسوس کر رہا ہوں _____ کون کیسے تباہ ہو گا _____ وہ میں نہیں جانتا۔ شفقت میاں انتہائی رنجیدہ نظر آ رہے تھے۔ دل کی دیرانی چہرے پر عیاں تھی۔

آپ کس کو مجرم ٹھہراتے ہیں۔

زینت بیگم نے چونک کر کہا۔

میں کسی کو مجرم نہیں ٹھہراتا _____ لیکن یہ سب کچھ قوت کے ساتھ کیوں ہے۔ میں چاہتا تھا اگر اس کی ماں نہیں تھی _____

نہیں نہیں _____ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں _____ میں اس کی ماں ہوں _____ میں نے اسے کبھی سوتیلے پن کا احساس نہیں دلایا۔

زینت بیگم جیسے بری طرح تڑپ اٹھیں _____ اور آنچل میں منہ دیئے رد دیں۔ وہ اوپر بیٹھی ماں باپ کی گفتگو سن رہی تھی _____ وہ جانتی تھی کہ اس گھر کو پریشانیوں سے ہمکنار کرنے والی وہی تھی _____ لیکن کیا کیا جائے _____ راجہ اس کی رگ رگ میں سا چکا تھا _____ وہ بہت کوشاں تھی کہ کسی طرح قوت کا رشتہ کسی اچھی جگہ ہو جائے۔ لیکن قوت کے مناسب کوئی لڑکا نہیں مل رہا تھا۔ وہ حسن و سیرت میں کسی سے کم نہ تھی۔ وہ قوت کی کسی جگہ شادی کر کے والدین کے بوجھ کو کم کرنا چاہتی تھی۔ قوت کی تباہی کی ذمہ داری اسی کے سر آ رہی تھی _____ فراز تو اپنی بیوی کے ساتھ خوش تھا۔ وہ ہفتے عشرے میں ایک مرتبہ آتا اور چند لمحے گزارنے کے بعد چلا جاتا۔ اسی سلسلے میں راجہ اور یاقوت نے ایک ملاقات میں ایک دوسرے سے کہا۔

یاقوت _____

راجہ نے گولڈن باغ کے ایک خوبصورت کونے میں بچھی ہوئی سنگ مرمر کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ہوں _____ یاقوت قریب کی کرسی پر بیٹھ گئی۔

میں چاہتا ہوں کہ کوئی بہتر رشتہ تلاش کر کے قوت کی شادی کر دی جائے۔

راجہ کے پاس بدنامی سے بچنے کا صرف یہی ذریعہ تھا۔

یہ بات تو درست ہے _____ لیکن اب باجی شادی کی طرف آتی ہی نہیں _____ بلکہ وہ نام ہی نہیں لینے دیتی۔

یاقوت نے بڑی الجھن میں الجھتے ہوئے کہا۔

وہ تو ٹھیک ہے _____ لیکن ماموں کے اصرار پر انکار نہیں کر سکتی۔

راجہ نے اپنا عندیہ پیش کیا۔

یہ تو ٹھیک ہے _____ بات دل کو لگتی ہے۔

یاقوت نے بالوں کو درست کیا۔

چند لمحے دونوں خاموش رہے _____ پھر یاقوت نے سکوت کو توڑا۔

کیا سوچنے لگے۔

میں سوچ رہا ہوں کہ انصار علی اچھا آدمی ہے _____ اس سے بات اگر کی جائے تو _____

کیا وہ Unmarried ہے۔ (غیر شادی شدہ)

یاقوت ایک دم سے چونک گئی۔

ہاں _____ لگتا تو ایسا ہی ہے _____ پوچھ لیں گے۔

راجہ نے شانے جھٹکے _____

دیکھ لو _____ کوشش کر کے دیکھ لو۔

یاقوت تو سامنے آتے ہیرا کو دیکھتی رہی جو چائے کی طشتی اٹھائے ان کی جانب

ہی آ رہا تھا۔

لیجئے سرکار۔

بیرا چائے رکھنے کے بعد پلٹ گیا۔

سورج مغرب کی آتشیں گود میں چھپنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ٹھنڈی دلفریز چل رہی تھی۔ باغ کا کونہ کونہ مسک اٹھا تھا۔ گل لالہ اور بنفشہ کے پھول شام کی خوبصورتی میں اضافہ کر دیا تھا۔ خراباں خراباں ٹھہر ٹھہر کر چلنے والی ہوا لبھا دینے والا نظارہ پیش کر رہی تھی۔

یا قوت

راخ نے راہ چلتے چلتے یا قوت کو قریب کر لیا۔

کیا بات ہے۔

اب شادی کر لو تو بہتر ہے۔

راخ مرا جا رہا تھا۔

شادی کیسے ہو۔۔۔۔۔ جب تک باجی کا مسئلہ حل نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ شایا

ہو سکتی۔ یا قوت نے بڑی ناامیدی سے کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔ دیکھیں گے۔

دونوں چلتے ہوئے گولڈن باغ سے باہر آ گئے۔

باہر گاڑی کھڑی تھی۔۔۔۔۔ راخ نے یا قوت کو بٹھایا۔۔۔۔۔ اور شام

ہی اسے اس کے گھر چھوڑا۔۔۔۔۔ دروازے سے باہر شفقت علی کھڑے تھے۔

کو دیکھ کر وہ ٹھٹھری گئی۔ لیکن اب چھپنے کا فائدہ؟ وہ قریب سے ہوتی ہوئی اندر

دی۔

اور راخ پھنس گیا۔

اندر نہیں آؤ گے۔

شفقت میاں نے کہا۔

جی نہیں شکریہ۔۔۔۔۔ کام بہت ہے ماموں جان۔۔۔۔۔

راخ نے جان چھڑانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

ایسا نہیں بیٹا۔۔۔۔۔ اب آئے ہو تو بیٹھو چائے پی کر جاؤ۔

وہ زبردستی اسے ڈرائنگ روم میں لے گئے۔

یا قوت بہت تھکی ہوگی۔۔۔۔۔ قوت بیٹی۔۔۔۔۔

جی بابا۔۔۔۔۔

اپنے کمرے سے یا قوت نے آواز دی۔

جلدی آؤ۔۔۔۔۔ مہمان کے لئے چائے بناؤ۔

شفقت میاں کی طنز پر راخ سیخ پا ہو گیا۔۔۔۔۔ لیکن بولا نہیں۔

آپ مجھے اجازت ہی دیجئے۔

وہ ایک دم اپنی سیٹ سے کھڑا ہو گیا۔

ارے نہیں بیٹھو۔۔۔۔۔ بیٹا۔

شفقت میاں نے پلٹ کر کہا۔

جی نہیں۔۔۔۔۔ وہ ایک لمحے کو رکا اور دروازہ سے نکل گیا۔

خبیث۔۔۔۔۔ ہنہ۔۔۔۔۔

نفرت سے شفقت میاں نے شانے جھٹکے اور ڈرائنگ روم سے باہر نکل آئے۔

وہ بہن سے دو ٹوک بات کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے صلح کی تھی اس نے۔ میرے گھر کو

بدامنی کی آگ میں جھونک دیا۔ اس سے تو بہتر تھا ساری عمر کو غائب اور لا علم ہی

رہتے تو بہتر تھا۔ خاک ایسی ملاقات کا مزا جس میں جذبات لوہو ہو گئے ہوں۔ اک

لٹ جائے اور اک بس جائے۔۔۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔۔۔ میں ایسا ہرگز نہیں کرنے

دول گا۔ میں اپنی قوت کے ارمانوں کا کبھی خون نہیں ہونے دوں گا۔

اور

ادھر بات ہی اور تھی

رابعہ بیگم عجیب قسم کے مجھے میں پھنس گئی تھیں۔ راسخ نے شرم و حجاب پر وہ الٹ کر اصلی صورت برسرعام لاکھڑی کی تھی۔ وہ ایک ہی بات پر اڑا ہوا تھا۔ اصل کا اصلی چہرہ سامنے آگیا تھا۔

آپ کے پاس آنے میں مجھے کسی فرصت کی ضرورت نہیں۔۔۔ میرے بھائی، مگر ہے۔ جب جی چاہے گا آجاؤں گی۔

اب تو یاقوت سے شادی ہو کر رہے گی۔۔۔ بس یہ میرا اٹل فیصلہ ہے۔
قالین پر بھاری بوٹ میں بند پاؤں مار کر بولا۔

اب بیگم کھیانی سی مسکراہٹ کے ساتھ شفقت میاں کے قریب ہی بیٹھ گئیں۔ چند دن کی تاخیر کے بعد زینت بیگم چائے لے آئیں۔

اس کی کیا ضرورت تھی۔

رابعہ بیگم نے تکلف کیا۔

آخر کس لئے۔۔۔ کون سے سرخاب کے پر لگ گئے ہیں یاقوت۔
قوت ہزار درجہ خوبصورت بھی اور شرم والی بھی۔۔۔

بس رہنے دیجئے۔۔۔ جابلوں والی شرم۔۔۔

وہ بڑی کراہت سے ہونٹ سیٹھ کر بولا۔

اچھا۔۔۔ عورت کی شرم اس کا زیور ہے۔

رابعہ بیگم نے دلیلیں دے کر اسے قائل کرنے کی کوشش کی۔۔۔

بے سود۔۔۔ آپ نے ماموں کا رویہ دیکھا۔۔۔ جیسے میں ملازم ہوں ان لوگوں کا۔ مجھ سے اس طرح بات کرتے ہیں۔۔۔ جیسے میری کوئی حیثیت ہی نہیں۔۔۔

میں نوکر ہوں ان کا۔۔۔

وہ غصے میں پاگل ہو رہا تھا۔

ارے بیٹا۔۔۔ جس مقام پر وہ کھڑے ہیں۔۔۔ ذرا ایک لمحے

لئے خود کو محسوس کرو۔

چھوڑیں اسی جان۔۔۔ آپ جائیں تو سہی۔۔۔

وہ ماں کی بات کو ٹال گیا۔

چنانچہ دوسرے دن رابعہ بیگم شفقت میاں سے ملنے ان کے پاس پہنچ گئیں۔

آؤ آؤ۔۔۔ میری بہن کیسے آئی ہو۔ تمہیں فرصت تو ملی۔

شفقت میاں کے لہجے کی چہن وہ سمجھ چکی تھی۔۔۔ جس کرب سے وہ گزر رہے تھے۔ واقعی ایک تکلیف دہ بات تھی۔

شفقت میاں نے بولا۔

دور زینت بیگم منہ میں بد دعائیں۔۔۔ (سارا قصور آپ کی بیٹی کا ہے) وہ دل

ہاں! ہاں! اس کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ تم جب چاہو میرے کو حکم دو۔۔۔

نہ تیار۔۔۔ شفقت میاں بھرپور طنز سے بولے۔

وہ چونک گئیں۔۔۔ شفقت میاں کے طیش کا مطلب جان چکی تھیں

آج مسئلے کا حل تلاش کرنے آئیں تھیں۔

میں آپ کی خفگی کا مطلب سمجھتی ہوں۔

پھر بھی تم نے آکر نہیں پوچھا کہ میں کس حال میں ہوں۔

شفقت میاں چائے کی چسکی لیتے ہوئے بولے۔

کہا کرتی۔۔۔ شرمندگی کے مارے آنکھ نہیں اٹھا سکتی۔

رابعہ بیگم زمین میں گڑھی جا رہی تھیں۔

تم تو شرم میں رہ گئی۔۔۔ اور ہم۔۔۔

شفقت میاں آگے بات نہ کر سکے۔۔۔ جیسے قوت گویائی ساتھ چھوڑ گئی ہو۔

بھائی میں اسی مسئلے پر بات کرنے آئی ہوں کہ اب کیا کیا جائے۔

وہ بولیں۔

تم بتاؤ۔۔۔ اب کیا کریں۔۔۔ میری معصوم بچی کے جذبات کو تو نہیں

شفقت میاں بولے۔

دور زینت بیگم منہ میں بد دعائیں۔۔۔ (سارا قصور آپ کی بیٹی کا ہے) وہ دل

ناہت مشکل ہے۔ زینت بیگم یاقوت کی بجائے اپنے آپ کو مجرم تصور کر رہی تھیں میں کہہ گئیں۔

جی شفقت بھائی قنوت کے جذبات کو بری طرح ٹھیس پہنچائی ہے۔ وہ یہ بات ہے بھی درست کہ اگر یاقوت نے ان کی کوکھ سے جنم نہ لیا ہوتا تو ایسا نہ ہو جتنی اب مسئلہ صرف یہ تھا کہ قنوت کو بھی انہوں نے بیٹی جیسا پیار دیا تھا کے گھر میں سب سے اچھی تھی۔

ان کا بہت دل چاہا کہ ایک ایک بات منظر عام پر لے آئیں جو ان کی کرتی پھرتی ہے۔ جب اسے بہن کا دکھ نہیں تو میرا بیٹا کیوں پریشان ہو اس وقت وہ خاموش رہیں۔ وہ زیادہ بحث مباحثے میں بھائی کو اور پریشان کرنا نہیں۔

بھائی جان _____ ایک استباہ ہے میری _____ اگر آپ مان لیں تو گزر گزاتے ہوئے بولیں۔

کیا _____ شفقت میاں چونک گئے _____ زینت بیگم نے بھی کان کھڑے کیے

آپ اپنی ضد سے باز آجائیں _____ راسخ اور یاقوت کی شادی ہونے دیجئے۔ بڑے دل گردے کے ساتھ کہہ گئیں۔

ہیں _____ یہ تم کہہ رہی ہو _____ ایک کے ارمانوں کا خون کر دوسری کا گھر آباد کر دوں _____ یہ کس طرح ہو سکتا ہے _____

وہ عالم کرب میں جیسے سک اٹھے۔ قنوت کی بریادی انہیں لے ڈبلی ہی وہ بے ماں کے پروان چڑھی تھی۔ بچپن لڑکپن محرومیوں کا شکار رہا اور

میں اگر تھوڑی سی خوشیاں اسے میسر آنے لگیں تو راسخ اور یاقوت نے مل لیں۔ چند لمحے سوچوں کے عمیق غار میں اترتے چلے گئے۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں بھائی _____ اسی میں دونوں خاندانوں کا آگے میں کیا کہوں _____ میرا تو مقصد آپ کو مشورہ دینا تھا _____

کیا معلوم کہ میں نے راسخ اور یاقوت کو کس طرح سمجھایا _____ بلکہ: سرزنش بھی کیا۔ وہ دونوں اتنے آگے بڑھ چکے ہیں کہ اب ان کا اصل مقاد

ناہت مشکل ہے۔ زینت بیگم یاقوت کی بجائے اپنے آپ کو مجرم تصور کر رہی تھیں

وہ یہ بات ہے بھی درست کہ اگر یاقوت نے ان کی کوکھ سے جنم نہ لیا ہوتا تو ایسا نہ ہو جتنی اب مسئلہ صرف یہ تھا کہ قنوت کو بھی انہوں نے بیٹی جیسا پیار دیا تھا

_____ اور وہ اس کی حق تلفی بھی نہیں کرنا چاہتی تھیں _____ وہ شوہر کے سامنے اپنے آپ کو پیشہ گناہ کار کی حیثیت سے لے کر آئیں۔ گو شفقت میاں نے کبھی ایسی بات کی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ قنوت کی پرورش میں زینت نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت میں کیا _____ پھر وہ اسے مجرم ٹھہرا کر اس کو افسردہ کرنا نہ چاہتے تھے _____ وہ تو

دو ہی شرمندہ شرمندہ سی رہتی تھی۔ قنوت سے یوں بات کرتی جیسے مدتوں پہلے اس کی نرم ہو _____ اس کی تباہی و بربادی کی ذمہ دار ہو _____

ڈرائنگ روم کا ماحول خاصا سوگوار تھا _____ ٹن سے کلاک نے سہ پہر کے

نیا بجادیئے تھے _____ اس کے ساتھ ہی کال بل پر کسی نے ہاتھ رکھ دیا۔ میرا خیال ہے قنوت بیٹی آگئی ہے۔

زینت بیگم کہتے ہوئے اٹھیں۔ اسلام و علیکم امی _____

قنوت محبت سے ماں کے رخسار پر مہی لے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ چل ہٹ شریر۔

وہ محبت سے اسے دیکھتی ہوئی دروازہ بند کر کے پلٹ آئیں۔ کھانا گرم کر دوں بیٹی _____

نہیں امی _____ آج کچھ نہیں کھانا۔ وہ بالکلونی پر کھڑے ہو کر ماں سے بولی۔

کیوں؟ زینت حیرانی سے بولیں۔ آپ کو نہیں معلوم _____ آج پارٹی تھی نا _____ نویں جماعت نے دسویں کو

اپنی بہن کو راح کی ڈول میں بٹھاؤں گی۔۔۔۔۔ یا قوت بخوشی راح کی دلہن بنے مجھے
کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔۔۔ آپ نے اس بات کو اتنا طول کیوں دیا ہے۔ یہ کوئی
انہونی بات تو نہیں۔۔۔۔۔ تو پھر میرا راح کے ساتھ کونسا نکاح ہوا تھا۔۔۔۔۔ میرا
اس کے ساتھ کوئی انوٹ رشتہ نہیں ہے۔ نہ تھا۔ ایک منگنی تھی۔۔۔۔۔ نوٹ گئی
۔۔۔۔۔ منگنیاں تو نوٹتی ہی رہتی ہیں۔ جانیے آپ تیاری کیجئے۔

بٹی۔۔۔۔۔ یہ تم۔۔۔۔۔
زینت بیگم تو ہکا بکا اس کا منہ دیکھتی رہ گئیں، اور رابعہ بیگم گویا ہوئیں۔ ہاں
پھوپھو جان تیاری کیجئے۔۔۔۔۔ کوئی دن اچھا دیکھ کر تاریخ مقرر کر لیجئے۔ وہ دل کھول کر
وسیع نظری کا ثبوت دے رہی تھی۔

میری بچی۔۔۔۔۔ اللہ تمہیں خوش رکھے۔۔۔۔۔
رابعہ بیگم اور زینت بیگم نے ایک ساتھ قنوت کو گلے لگا لیا۔۔۔۔۔
تمہیں اس رشتے پر کوئی غم تو نہیں۔
رابعہ بیگم نے اس کے معصوم حسین چہرے کو دیکھ کر کہا۔
غم کس بات کا پھوپھو جان۔۔۔۔۔ یا قوت میری بہن ہے۔۔۔۔۔ مجھے اس کی
خوشی ہر حال میں عزیز ہے۔

وہ کس قدر وسیع القلبی کا ثبوت دے رہی تھی۔
اچھا۔۔۔۔۔

وہ قنوت کو پوری طاقت سے سینے کے ساتھ بھینچتے ہوئے بولیں۔
ہاں، ہاں۔۔۔۔۔ امی آپ کیوں حیران ہیں۔۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔
قنوت نے سر ہلا کر زینت بیگم کو جیسے راح سے لافعلی کا یقین دلایا۔

کون جانے یہ تعلق ٹوٹا تھا کہ نہیں۔۔۔۔۔ محبت کا روحانی رشتہ اس کی نس نس
میں ٹپکا تھا۔۔۔۔۔ راح کی محبت اس کے جسم میں گردش کرتے خون کی طرح تھی
لیکن وہ اس گھر کو بچانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ پریشانیوں سے دکھوں سے حسرتوں اور

دی تھی۔۔۔۔۔ قنوت نے ماں کو یاد دلایا۔
اچھا اچھا۔۔۔۔۔ الوداعی پارٹی۔
ہوں۔۔۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی واپس کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔ اور زینت
ڈرائنگ روم میں چلی گئیں۔
قنوت آئی ہے۔
رابعہ بیگم نے کہا۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ قنوت بٹی ہے۔۔۔۔۔ پارٹی تھی نا آج سکول میں۔۔۔۔۔
ری ہے کچھ نہیں کھانا۔۔۔۔۔ زینت ہنس دیں اور اس کے ساتھ شفقت میاں
رابعہ بیگم بھی ہنس دیں۔۔۔۔۔ اس نے بڑا کچھ کھا لیا ہو گا۔۔۔۔۔ کوئل سادہ
۔۔۔۔۔ میری بٹی کا۔۔۔۔۔ شفقت میاں نے کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ آپ اس بارے میں سوچئے۔۔۔۔۔
خاندانوں کی عزت بچ جائے گی۔ رابعہ بیگم نے چادر اوڑھ لی۔
ارے ارے۔۔۔۔۔ پھوپھو جان کہاں جا رہی ہیں آپ۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ زینت اترتے ہوئے قنوت نے کہا۔

ہاں بٹی۔۔۔۔۔ اب جاؤں کب کی تو آئی ہوئی ہوں۔
زینت بیگم کے ساتھ باہر نکلتے ہوئے رابعہ بیگم نے قنوت کو ساتھ لگا لیا۔
اس کے دراز بال کولہوں تک لٹکے ہوئے انہیں بہت ہی اچھے لگے۔
آپ کا مسئلہ حل ہو گیا۔

وہ زینت بیگم کے منہ کو دیکھ کر بولی۔
مسئلہ۔۔۔۔۔ کونسا مسئلہ بٹی۔۔۔۔۔ زینت بیگم نے کہا۔
ہاں امی جان۔۔۔۔۔ میں اس گھر کے کچھ گھٹے گھٹے ماحول کو بخوبی دیکھ
ہوں۔۔۔۔۔ اور میں یہ جانتی ہوں کہ پھوپھو جان ہفتے عشرے کس گھٹتی کو سلجھانے
ہیں۔ یہ گھٹتی سلجھی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ اس میں اب کوئی الجھن نہیں ہے۔۔۔۔۔

پاس بھری زندگی سے ___ وہ چہرے پر دکھ کی پرچھائیں پھیلا کر والدین کو ہمیشہ لے لئے اور اس کو نہ چاہتی ___ اس کا باپ تو پہلے ہی اس کی مسکراہٹ دیکھنے کے لئے تڑپتا رہتا تھا۔ اب اس نے ہمیشہ کے لئے اس چہرے کو خیر باد کر دیا تھا۔ ___ وہ زندہ رہے گی ___ ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ ___ وہ طلوع سے غروب کے درمیان کا فاصلہ طے کرے گی۔ یہ سفر بڑا صبر آزما تھا۔ طلاطم خیر طوفانوں کو روکنا تو ___ بہاروں کو نوچ کر خزاں میں بسانا تھا ___ تیز آندھیوں میں لرزے پتے؟ ساتھ تھا۔

حالات سے سمجھوتہ تو اس نے کر لیا تھا۔ لیکن اس کے اندر کی دیرانی کم نہ ہو سکی۔ درد فراق نے اس کے اندر کی عمارت کو نوچنا شروع کر دیا۔ لیکن اس نے آہ نہ کی ___ اس وار کو بھی وہ بڑی آسانی سے سہ گئی ___ چند دنوں کے بعد یاقوت اور راج کی شادی ہو گئی ___ بڑی بہن بن کر اس نے یاقوت کو ڈولی میں بٹھایا ___ راج کے گلے میں دو ہزار کا ہار ڈال کر اس نے اپنے صبر کا امتحان پاس کر لیا تھا ___ رخصتی کے وقت بہن کو گلے لگا کر جب وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تو یوں احساس ہوا جیسے ساری کائنات ان آنسوؤں کے سیلاب میں بہہ کر پیوند خاک ہو جائے گی۔ وہ اپنے وجود کو جیسے فضا میں تحلیل کرنا چاہتی تھی ___ اور جب اس نے یاقوت کو راج کے پہلو میں کھڑا کیا تو اس نے کہا ___ تمہیں یاقوت مبارک ہو راج

راج نے جھکے ہوئے سر کو ایک لمحہ کے لئے اوپر اٹھایا۔ چار نظروں کا تصادم کتنا قیامت خیز تھا۔ یہ مبارک نہ تھی۔ ہزاروں من وزنی آہنی گولا تھا۔ جو اس نے راج کے احساس پر پھینکا تھا۔ اس نے دیکھا وہ بڑی تروتازہ اور نکھری نکھری سی لگ رہی تھی ___ کیا اسے دکھ نہیں ہوا۔ وہ دل میں بڑبڑا کر رہ گیا۔ ایک کھسیانی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی ___ اس نے پلٹ کر قنوت پھر دیکھنا چاہا ___ لیکن وہ کسی عورت کے بلانے پر جا چکی تھی، یاقوت کے چلے جانے سے ماحول اور اس سا ہو گیا تھا۔

زینت بیگم اور شفقت میاں چپ چپ سے رہنے لگے تھے ___ یا عالی کے ساتھ تھوڑی بہت گفتگو کر لیتے۔ وہ بھی باقاعدہ سکول جانے لگی تھی۔ آج بھی سویرے سویرے ناشتے سے فارغ ہو کر وہ سکول روانہ ہو گئی۔ ابھی پہلا پریڈ شروع بھی نہیں ہوا تھا کہ میڈم کا بلاوا آگیا۔

آ رہی ہوں۔

قوت نے پرس اٹھایا اور نائب قاصد کے ساتھ ہی چل دی۔

اجازت ہے میڈم۔

قوت نے آفس کے دبیز پردے کو سرکاتے ہوئے کہا۔

ہاں، ہاں آؤ قوت _____ تم سے چند باتیں کرنا تھیں۔

میڈم بہت خوش دلی سے بولی۔

قوت سامنے کرسی پر دراز ہو گئی۔

ذاتی سا سوال ہے _____ پلیز مائنڈ نہ کرنا۔ _____

میڈم نے آداب گفتگو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہا۔

آپ بے تکلف پوچھیں _____ میری ذاتیات پر آپ کو اختیار ہے۔

وہ فراخ دلی سے مسکرائی۔

شکریہ۔ میڈم نے کہا۔

اچھا سب سے پہلے تو تحسین مبارک ہو _____ تحسین بی ایڈ گریڈ مل گیا ہے۔

اوہ میڈم _____ بہت اچھا _____ لیکن کس سکول میں _____

مست سے وہ جھوم اٹھی _____

اسی میں _____ مسز نصرت کی جگہ پر _____ وہ بغیر تنخواہ لمبی چھٹی پر چلی

ہیں۔ یہ تو بہت اچھا ہوا میڈم _____ اس کے لئے میں آپ کی شکر گزار ہوں۔

وہ احسان مند نظروں سے دیکھنے لگی۔

تمہارا حق بنتا تھا _____ کسی شکریہ کی ضرورت نہیں۔

میڈم نے وسیع القلبی کا ثبوت دیا۔

چند منٹ دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہیں _____ ایک دم میڈم نے بات

رخ بدلا۔

قوت سنا ہے تم نے اپنے منگیتر سے اپنی چھوٹی بہن کی شادی کر دی۔

میڈم کا انداز سوالیہ اور حیرت ناک تھا۔

جی ہاں میڈم _____ اسی میں میرے خاندان کی عاقبت تھی۔

قوت نے مختصر سا جواب دیا۔

لیکن تم دونوں تو ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔

جی ہاں _____ کرتے تھے _____ لیکن وقت کے بعد اس کی پسند کا معیار

بدل گیا۔

اس کے انداز میں حد درجہ مایوسی پائی گئی تھی۔ لیکن وہ مضبوط اعصاب کی

مالک تھی۔ کیا وقت؟

میڈم کی حیرت عروج تک پہنچ گئی۔

یہی _____ کہ جو وہ چاہتا تھا _____ مجھ میں نہیں حاصل ہو سکا _____ اور بس

_____ وہ بات کو مختصر کر کے صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

_____ ہوں _____

میڈم نے آئندہ اور کوئی بات کرنا مناسب نہ سمجھا _____ کیونکہ جب بہن کا

معاملہ آجاتا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اندر کوئی بات ہوگی۔ جو وہ منظر عام پر

لانا پسند نہیں کرتی تھی۔ اسی بحث میں 12 بج چکے تھے۔

اجازت ہے۔

قوت نے کہا۔

بالکل _____ میڈم نے مسکرا کر کہا۔

وہ کمرے سے نکل گئی۔

بہت عظیم ہو تم _____ Very Good

میڈم خود سے تحسین آمیز جملے بول کر خاموش ہو گئی۔

سکول بند ہونے کے بعد وہ گھر پہنچی۔ آج رات اور یا قوت آئے ہوئے تھے

_____ زینت بیگم نے معد لوانیات کے چائے پیش کر دی تھی۔ ہنسی مذاق ہو رہا تھا

_____ لیکن شفقت میاں خاموش کرسی پر بیٹھے حقے کا کش پہ کش لے رہے تھے
_____ ویسے بھی کئی دنوں سے طبیعت خراب تھی اور اپنے کمرے میں ہی صاحب
فراش تھے۔

راہ داری کو عبور کر کے وہ اپنے کمرے میں ہی چلی گئی۔
باہی نہیں آئی۔

یا قوت بولی _____ وہ دراصل اپنی ماں کے گوش گزار کرنا چاہتی تھی۔
سکول سے آئی ہے _____ تھکی ہوئی جو ہے۔
زینت بیگم نے بات کو ختم کرنا چاہا۔

بہت دیر دونوں بیٹھے رہے _____ قنوت نے راسخ کا سامنا کرنا مناسب نہ
سمجھا۔ شام ہوتے ہی دونوں اپنے گھر روانہ ہو گئے۔

تین ماہ گزر گئے _____ یا قوت نے ہسپتال پھر جوائن کر لیا تھا۔ وہ ہی صبح جانا
اور شام کو واپس گھر آنا _____ پھر وہ امید سے بھی تھی۔

سردیوں کی سیخ بستہ رات تھی _____ سائیں سائیں کرتی تاریک رات _____
دل نگل جانے والا سناٹا _____ چاروں جانب ہو کا عالم _____ آج کو ٹھی کے باہر والی
بستی بھی غائب تھی _____ گاڑی سے اترتے راسخ نے سٹیٹ لائٹ میں رسٹ وایج
دیکھی _____ شب کے نو بج چکے تھے۔ اپنی دانست میں تو وہ کراچی سے بہت جلد لوٹ
آیا تھا۔

چوکیدار نے گیٹ کھولا _____ سلام صاحب۔

وہ بہت بڑے رئیسوں کی طرح سر ہلا کر کوری ڈور سے ہوتا ہوا ہال میں پہنچ
گیا _____ جہاں صرف رابعہ بیگم نماز کے بعد وظائف میں مشغول تھیں۔

آپ اکیلی _____ یا قوت نہیں آئی ہسپتال سے۔

وہ چاروں جانب دیکھ کر بولا۔

نہیں بیٹا _____ ابھی تک تو نہیں آئی۔

وہ پھر پڑھنے میں مصروف ہو گئیں۔
وہ پلٹ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔
نہیں ہیں _____ کب لوٹیں گی۔

وہ شدید طیش میں آگیا _____ خون اٹل کر کانوں کے رستے جیسے رستے لگا ہو۔
معلوم نہیں _____ ووثق سے کہہ نہیں سکتا۔

چوکیدار نے فون رکھ دیا۔

کیوں بیٹا _____ آری ہے یا قوت _____

نہیں امی _____ وہ ڈاکٹر احمد کے ساتھ کسی دعوت میں گئی ہے۔

اچھا _____

رابعہ بیگم بیٹے کا موڈ دیکھ کر اور کچھ کہنے کی بجائے خاموش ہو گئیں۔

وہ عالم اضطراب میں مبتلا رہا۔

تم آرام سے کھانا کھا لو _____ ملازم میز پر لگا گیا ہے _____ وہ آجائے گی

_____ رابعہ بیگم تو ہمیشہ سے یا قوت کو ناپسند کرتی تھیں _____ لیکن بیٹے نے ان کی

ایک نہ چلنے دی۔ _____ جاگ رہے ہیں ابھی تک

اندروں داخل ہوتے یا قوت نے حیرانی سے کہا۔

ہاں _____ تمہارا مطلب کہ تمہیں بھول کر سو جاؤں _____ تاکہ تم جب

جی چاہے آؤ _____ اور جب جی چاہے چلی جاؤ۔

وہ ہاتھوں کو نچا کر زبردست غصے میں بولا۔

راسخ _____ تمہیں کیا ہو گیا ہے _____ ارے بابا _____ میری جاب ہی ایسی

ہے۔ وہ بڑے ٹھنڈے لہجے میں جوڑے کی ویتس نکال کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے
بولی۔

تمہاری جاب سے مجھے اختلاف نہیں ہے۔

وہ شانہ جھٹک کر بولا۔

تو کس بات سے اختلاف ہے۔

وہ پھر گویا ہوئی۔

تمہارا ڈاکٹر احمد کے ساتھ اس طرح دعوتوں میں جانا۔

وہ سچی بات کہہ گیا۔

اوہو _____ مرد ہوتا _____ اسی لئے شکی مزاج ہو _____

وہ صوفے پر بڑے سکون سے بیٹھتے ہوئے بولی۔

کو تو ملازمت چھوڑ دوں _____

یا قوت نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا۔

نہیں _____ ایسی بھی کوئی بات نہیں _____ بہر حال تم ذرا جلد گھر آیا کرو۔

وہ پلٹ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ دولت اس کی کمزوری تھی _____ چار

پانچ ہزار اس کی تنخواہ تھی تین ہزار کے لگ بھگ وہ لے رہی تھی۔ مل جل کے بہت

اچھا گزارہ ہو رہا _____ ایک دو ملازم بھی رکھ لئے تھے _____ یا قوت ایک

میڈیکل سٹور بھی چلا رہی تھی۔ وہ ملازمت کیسے چھڑوا سکتا تھا۔

لیکن ان سب باتوں کے باوجود یا قوت کا حلقہ احباب کم نہ ہوا۔ وہ کسی ڈاکٹر کو

راخ کی ہدایت کے مطابق نہ چھوڑ سکی۔ ڈاکٹر احمد یا قوت کے زیادہ قریب تھا غیر شادی

شدہ تھا لیکن یا قوت کو زیادہ پسند کرتا تھا _____ اس کے غلوں میں اتنی کشش تھی

کہ وہ کبھی بھی انکار نہ کر سکتی تھی _____ اس نے کئی بار سوچا کہ ڈاکٹر احمد سے

باجی کی شادی کر دی جائے _____ لیکن قوت نے تو جیسے شادی نہ کرنے کی قسم کھالی

تھی۔ اس سلسلے میں اس نے زینت بیگم سے بات کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔

ای بہت اچھا آدمی ہے _____ بڑا معصوم _____ آپ باجی کی کہیں تو شادی

کریں گے نا۔ وہ لہجے سے بولی۔

شادی تو ہوگی _____ کوئی معقول رشتہ ملے بھی۔

آپ ابو کو ساتھ لے کر ڈاکٹر احمد سے ملے _____ یقین جانئے آپ کو معلوم

ہو جائے گا کہ وہ کتنا سویت انسان ہے۔

گھر بار دیکھا اس کا _____

زینت بیگم نے کہا۔

نہیں گھر تو نہیں دیکھا اس کا _____

یا قوت نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

اچھا _____ میں چلتی ہوں _____ آپ ضرور باجی سے بات کریں۔

وہ اٹھتے ہوئے بولی۔

تمہیں میری شادی کی اتنی تشویش کیوں ہے؟

عین زینہ اترتے قوت نے کہا۔

وہ ایک دم سے ٹھک گئی _____ یا قوت کی دانست میں کہ قوت ابھی سکول میں

ہے۔

باجی تم _____ سکول سے آگئیں۔

وہ حیرانی سے بولی۔

جی ہاں _____ آگئی ہوں اور تمہاری گفتگو بھی سن لی ہے۔

قوت کو اس وقت بہت غصہ آ رہا تھا۔

میں نے کوئی بری بات نہیں کی۔

یا قوت نے آرام سے کہا۔

تم ہر بات کے موضوع کو اپنے تک محدود رکھا کرو۔

انتہائی رکیک لہجہ یا قوت سے برداشت نہ ہو سکا۔

لیکن کیوں _____ تم میری بہن نہیں۔

یا قوت تملتا اٹھی۔

ہوں _____ دنیا داری کے حوالے سے _____

قوت نے زبردست زہر بھرا نشتر یا قوت کے سینے میں گھونپ دیا۔

صفت میاں معذوری ظاہر کرتے ہوئے بولے۔

میں سمجھاتی ہوں۔

راہبہ بیگم نے کہا۔

تم کہہ کے دیکھ لو۔

زینت بیگم نے کہا۔

اتنی دیر میں قوت بھی سکول سے لوٹ آئی تھی۔

راہبہ بیگم نے غور سے دیکھا _____ کچھ کمزور لگتے لگتی تھی۔

آداب پھوپھو جان _____

وہ ان کے پاس ہی بیٹھتے ہوئے بولی۔

کیسی ہو میری بچی _____

ٹھیک ہوں _____ آپ سنائیں۔

خدا کا شکر ہے۔

راہبہ بیگم نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

تم سے کچھ کتنا تھا بیٹی۔

کئے _____ میں جانتی ہوں _____ کیا کتنا ہے آپ نے _____ آج کل

ب گھروالوں پر ایک ہی بھوت سوار ہے _____

قوت ہنس کر بولی۔

ٹھیک تو ہے میری بچی _____ یہ چاند سا کھڑا گھونگھٹ میں کتنا بھلا لگے۔

راہبہ بیگم نے قوت کو ساتھ لپٹا لیا اور اس کی سفید روشن پیشانی کو چوم کر _____

مجھے نہیں کرنا شادی پھوپھو جان _____

وہ بڑی ہزاراری سے بولی۔

دیکھو میری بچی! _____ انسان صرف اپنے لئے ہی نہیں جیتا۔ ارد گرد کے

ای _____

یا قوت ہاتھوں پر سر رکھے سک اٹھی۔

بیٹی _____ تم تو بڑے حوصلے والی تھی۔

زینت بیگم نے محبت سے قوت کی پشت پر ہاتھ رکھا۔

بہن کو اس طرح دیکھ کر قوت موم کی طرح پکھل گئی۔

ارے _____ معاف کر دو _____ میری منھی منی بہن _____ دراصل کچھ

کبھی پیانہ چھلک اٹھتا ہے۔

قوت نے فوراً "اے اپنے ساتھ لگا لیا۔

باجی _____ تم نے مجھے معاف نہیں کیا۔

وہ سسکیوں کے درمیان بولی۔

یہ تمہارا گناہ نہیں تھا _____ مقدر کی بات ہے بھئی _____ یہ ضروری

نہیں کہ ہر چاہنے والا کچے بیر کی طرح ہماری جھولی میں گر جائے۔

دونوں طرف مکمل خاموشی رہی _____

لیکن سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا _____ یا قوت دنیا کی باتوں سے تنگ بھی آئی

تھی _____ اس کے لئے اس نے راہبہ بیگم کو تیار کیا۔

پھوپھو آپ باجی کو سمجھائیں _____ کہ وہ کہیں تو شادی کے لئے مان جا۔

_____ آخر امی ابا کب تک زندہ رہیں گے _____ ابو کا تو حال ہی بہت برا

_____ آئے دن کوئی نہ کوئی بیماری لاحق رہتی ہے۔

اچھا بیٹی _____ بھائی سے بات کروں گی۔

راہبہ بیگم نے کہا۔

اور ایک دن وہ چلی ہی گئیں۔

میں تو اس دن کے لئے ترس گیا ہوں _____ لیکن وہ نہیں مانتی _____

کیا نہیں۔

میرا خیال ہے اماں اپنی ہونے والی بہو کے گھر سے آ رہی ہیں۔

ہاں بیٹے۔۔۔ اللہ جلد اس گھر میں چاند اتارے۔۔۔

وہ آسمان کی طرف دیکھ کر بولیں۔

چاند؟

وہ حیران رہ گیا۔

ہاں بیٹے۔۔۔ قنوت تو چاند ہے چاند۔۔۔ سرخ و سفید چہرہ۔۔۔

لبے بال۔۔۔ دھلا بدن اور نرم و نازک نقش و نگار۔۔۔

وہ بہو کی تعریف کرتے پھولی نہ سارہی تھیں۔

لیکن وہ اداس ہو گیا۔۔۔ ماں سے آنکھ نہ ملا سکتا تھا۔ نہ جانے وہ مار

ارمان پورے کر بھی سکے گا کہ نہیں۔ اگر وہ ماں کو سب کچھ بتا دے تو ماں سننے نہ

ہو جائے۔

یا الٹی میں کیا کروں۔۔۔

وہ سر کو صوفے کی پشت پر ٹکا کر آنکھیں موند کر دل سے ہی بول پڑا۔

کیا ہوا بیٹے۔۔۔ ماں نے تڑپ کر کہا۔

کچھ نہیں امی۔۔۔ سر میں بڑا درد ہے۔

وہ ماں کو تسلی دینے کے موڈ میں تھا۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ ماں پر اس کی

آشکار نہ ہو۔

تو کیوں نہیں ڈاکٹر کو دکھاتا۔۔۔ اکثر تیرے سر میں درد رہتا ہے۔

ماں نے کہا۔ مسز ہارون ایک خوش شکل ضعیف خاتون تھیں۔ اس کے

ہاں بالکل سفید، چہرہ کشادہ اور آنکھیں نیلی تھیں۔

معمولی درد ہے۔۔۔ آرام آجائے گا۔

وہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور ماں گھر کے دوسرے کاموں میں لگ گئی۔

احمد کی خواہش کے مطابق شادی بڑے سکون سے ہوئی چاہے۔ احمد انتہائی

نرم و مہربان کا لخت جگر تھا۔ مسز ہارون ایک بیٹے کو ڈاکٹر دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن

انہوں نے ان کو مہلت نہ دی اور ایک رات حرکت قلب بند ہو جانے سے اس دور

نہ سے دور جاودانی کی جانب روانہ ہو گئے۔ لیکن انہوں نے کڑوڑوں کی جائداد بیٹے

پر نام چھوڑی تھی۔ مسز ہارون کو انتقال کے پندرہ سال کا طویل عرصہ گزر گیا تھا۔

زہارون بڑی مضبوط عورت تھیں۔ جب تک حامد اور احمد اپنے قدموں پر کھڑے

ن ہوئے وہ پوری طرح جائداد کے کام سنبھالتی رہیں۔۔۔ خشی فضل دین ایماندار

رہا انسان تھا۔ وہ مسز ہارون کے ساتھ بہت بہتر طریقے سے تعاون کرتا رہا۔ حامد

کا تعلیم کے لئے باہر چلا گیا جبکہ احمد ڈاکٹر بن گیا۔۔۔ تو مسز ہارون نے خشی کو

کام بھی سونپ دیئے۔۔۔ یا ہفتے عشرے احمد زمینوں پر چلا جاتا۔ لیکن وہ شدید سر

د کے باعث زیادہ کوشش برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ وہ کئی مرتبہ جھنجھلا کر ماں کو

دیتا۔

امی، بھائی کو بلا لو۔۔۔ مجھ سے جائداد کے کام نہیں ہوتے۔

وہ جیسے تھک سا گیا ہو۔

کوئی بات نہیں بیٹے۔۔۔ یہ تعلیم مکمل کر لے بیٹا۔۔۔ میرے ہوتے

تو تمہیں کیوں پریشانی ہے۔ میں کام دیکھ لیا کروں گی۔

احمد چپ سا رہا۔

چلو اب موڈ درست کرو۔۔۔ کل تمہارے سسرال بھی جانا ہے۔

ٹھیک ہے۔۔۔ آپ جائیں۔ لیکن سوائے لڑکی کے ہم چیز میں کوئی

نہیں لیں گے۔ احمد کا متفقہ فیصلہ تھا۔

ٹھیک ہے بیٹے۔۔۔ ہمیں چیز کی ضرورت بھی کیا ہے۔۔۔ یہ ساری جائداد

بیج نہ تھی۔

تمہارے دونوں بھائیوں کے لئے تو ہے۔

چند لمحے سکوت رہا۔۔۔ کہ اچانک زینت بیگم ہنس دیں۔

آئیے آئیے۔۔۔ اندر آجائیے نا۔۔۔

زینت بیگم مسز ہارون کو ڈرائنگ روم کی طرف لے جاتے ہوئے بولیں۔

شکریہ۔۔۔ باہر ملازم لوگ ہیں۔

وہ پلٹ کر بولیں۔

آپ ان کو بھی بلا لیں۔۔۔ میں دوسری طرف کا دروازہ کھول دیتی ہوں۔ وہ

بڑی برق رفتاری سے ساتھ والا دروازہ کھولنے چل دیں۔

آپ نے کس لئے ملنا ہے۔۔۔ زینت بیگم آتے آتے بولیں۔

آپ نے شاید مجھے پہچانا نہیں۔۔۔ یاقوت نے ذکر نہیں کیا۔۔۔ وہ چہرے کو

سوالیہ انداز میں جھکا کر بولیں۔

اچھا اچھا۔۔۔ آپ احمد کی والدہ ہیں۔

زینت بیگم نے قیاس آرائی کی۔

جی ہاں۔۔۔

قرآن جاؤں۔۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔۔

زینت بیگم نے انتہائی خوش خلقی سے مسز ہارون کو گلے لگا لیا۔

کچ پوچھیں تو بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔

مسز ہارون علیحدہ ہوتے بولیں۔

زینت بیگم بھی مسکرا دیں۔

ملازمین نے نوکرے صحن میں رکھ دیئے۔

یہ کیا کیا آپ نے۔

زینت بیگم مروت سے بولیں۔

کوئی بات نہیں۔۔۔ بچوں کے لئے ہے۔۔۔

وہ خاموش رہا۔۔۔ ماں کو کتنی آرزو تھی۔۔۔ اس کی شادی کی

لیکن وہ درست نہیں ہے۔۔۔ اس کے سر میں درد اتنی شدت سے کیوں ہو۔

۔۔۔ وہ ڈاکٹر ہے۔۔۔ اور اپنی تشخیص خود کیوں نہیں کر سکتا اور شادی پر

ہے۔۔۔ کیا وہ لڑکی مجھ سے خوش رہ سکے گی۔۔۔ وہ انہی سوچوں میں اڑ

۔۔۔ اور رات کھانے پر ملازمہ نے اطلاع دی۔

چھوٹے صاحب کھانا تیار ہے۔

آ رہا ہوں۔۔۔

وہ ڈرائنگ ہال میں چلا گیا۔

دوسرے دن کئی عدد فروٹ اور مٹھایوں کے ٹوکروں کے ساتھ دو ملازمین

ہمراہ گاڑی شفقت میاں کے گھر کے سامنے رکی۔

وستک ہوئی۔

زینت بیگم نے دروازہ کھولا۔

آئیے۔۔۔ کس سے ملنا ہے آپ کو۔۔۔

وہ ازراہ اخلاق بولیں۔ لیکن لہجہ انتہائی تعجب خیز تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے

ہارون نے صرف اپنے گھر میں یاقوت سے بات کی تھی۔۔۔ اس طرف آ۔

ضرورت ہی محسوس نہیں کی تھی۔ ابھی تک بات یاقوت کی زبانی چل رہی تھی۔

مجھے قوت کی والدہ سے ملنا ہے۔

وہ بڑی خوش خلقی سے آگے بڑھ گئیں۔۔۔ ملازمین ابھی دروازے

ہی ٹھہرے رہے۔

قوت کی والدہ تو میں ہی ہوں۔۔۔

زینت بیگم ہکا بکا رہ گئیں۔

مسز ہارون کا رعب و جلال۔۔۔ اور با وقار شخصیت۔۔۔ کسی نہ

وہ سادگی سے بولیں۔

کوئی پوزیشن؟

وہ شاید مطلب نہ سمجھ پائی تھیں۔

یہی کہ ابھی چند ماہ ہوئے ہیں ہم نے یاقوت کی شادی کی ہے _____ وہ
بجھاتے ہوئے کہنے لگے۔

آپ قوت کے بارے میں پریشان نہ ہوں _____ ہمیں چیز کی قطع "ضرورت
نہیں۔ ان کے الفاظ میں پختگی پائی گئی تھی۔

جی _____ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ چیز کے بغیر تو کوئی لڑکی اپنانے کے لئے
پارہی نہیں ہوتا۔

شفقت میاں حیرت زدہ سے بولے۔

اور زینت بیگم بھی ورطہ حیرت میں ڈوب گئیں۔

ہاں، ہاں _____ بھائی صاحب ہم لوگ چیز کے خواہش مند نہیں _____ دیکھئے
ناموس نے جگر کا ٹکڑا دے دیا _____ اور کی کیا رہ گئی۔

وہ مسکرائے _____ عجیب ہی خیالات ہیں آپ کے۔

ورنہ آج کل تو لوگ پہلے چیز کی بات کرتے ہیں۔

زینت بیگم بھی ہنس دیں۔

آپ پہلے احمد سے تو بات کر لیں۔

زینت بیگم نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں _____ اللہ کا دیا _____ احمد کے پاس بہت کچھ ہے
_____ اسے چیز کی ضرورت نہیں ہے _____ ہمیں تو صرف قوت چاہئے۔

کتنی سچائی اور حقیقت تھی مسز ہارون کے الفاظ میں۔

اچھا _____ جیسے آپ کہیں _____ زینت بیگم تذبذب کے عالم میں بولیں۔

بہن جی _____ بعد میں کوئی جھگڑا کھڑا نہ ہو _____ میری بیٹی بڑی حساس ہے
_____ وہ کسی قسم کی بات ایسی ویسی پسند نہیں کرتی۔

آپ بیٹھے بہن _____ میں چائے لے آؤں _____

اجی چھوڑیئے آپ چائے کو _____ پہلے بات مکمل کر لیں _____ آپ با

کے والد صاحب کو بھی بلا لیں تو بہتر ہو گا۔

مسز ہارون با اصول عورت تھیں۔

بہتر _____

زینت بیگم باہر نکل گئیں۔

تھوڑی دیر کے بعد نحیف شخصیت لاٹھی ٹیکتے ہوئے کمرے میں زینت بیگم

ساتھ داخل ہوئی۔

آداب بھائی صاحب _____

مسز ہارون نے کہا۔

آداب _____ بیٹھے _____ تشریف رکھئے آپ _____

وہ مودب کہتے ہوئے صوفے پر دراز ہو گئے _____ ان کے قریب ہی ا

بیگم بیٹھ گئیں اور مسز ہارون سامنے صوفے پر بیٹھی تھیں۔

جی بہن جی _____ فرمائیے _____

شفقت میاں بولے۔

بھائی صاحب آپ کو یاقوت نے سب کچھ ہمارے بارے میں بتا دیا ہو گا۔

مسز ہارون نے دوپٹہ درست کرتے کہا۔

جی ہاں _____ یاقوت نے بات تو کی تھی۔

وہ ذرا نرم لہجے میں گویا ہوئے۔

پھر آپ نے سوچا۔

مسز ہارون پہلو بدل کر بولیں۔

جی ہاں بہت سوچا _____ دراصل ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں۔

تھی۔ پچیس سالہ حسین قوت رنگ و روپ اور خد و خال سے اس دنیا کی مخلوق
بہت لگتی تھی۔ وہ آسانی پر گڈ سوٹ میں بالکل فردوسی نظر آ رہی تھی۔ رنگ برنگے
ریشم کی طرح سنہری دراز گیسو اب بے ترتیبی سے شانوں سے لے کر کولہوں تک
پہنے ہوئے تھے۔ اس تھکاوٹ اور کام کی زیادتی سے چہرہ ست اور رخسار شعلہ بنے
ہوئے تھے۔ مہربانوں نے کئی بار ہوش میں آنے کی کوشش کی لیکن وارفتگی کم نہ

یہ قوت ہے آپ کی _____ وہ اس ملکوتی حسن کو دیکھ کر اپنی غلط فہمی دور
چاہتی تھیں۔
زینت بیگم نے جیسے انہیں چونکا دیا ہو۔

ہاں _____ اچھا اچھا _____ میری بچی _____ وہ ایک دم سے انہیں اور
نہ کو چٹا لیا۔

جیسے مہربانوں کی چوری پکڑی گئی ہو۔
شفقت میاں ان کی گھبراہٹ پر مسکراہٹ پر مسکرا دیئے۔
ایک طویل بوسہ پیشانی پر لینے کے بعد انہوں نے جانے کی اجازت چاہی۔
اور بیٹھیں نا بہن جی۔

زینت بیگم نے کہا _____ شفقت میاں بھی کھڑے ہو گئے۔
اچھا جی _____ خدا آپ سب کو خوش رکھے _____ آپ تاریخ جلد منتخب

بیٹی _____ اللہ تجھے ہمیشہ سکھی رکھے۔
وہ دروازے کی طرف آگئیں _____ اور گاڑی میں بیٹھ کر اپنے گھر روانہ ہو

شام کے لمبے سائے پھیل رہے تھے _____ گیراج کا دروازہ کھلا تھا _____
_____ کو دیکھ کر انہوں نے اندازہ لگایا کہ احمد گھر پر موجود ہے _____ وہ سیدھی

شفقت میاں قوت کی طبیعت کے حوالے سے بولے۔

نہیں نہیں _____ بھائی صاحب آپ بے فکر رہیں _____ انشاء اللہ قوت
پسند بات کوئی بھی نہ ہو گی۔

وہ بڑے وثوق سے بولیں _____ دیے بھی انہیں اپنے بچوں کی طبیعت
تھا کہ کس قسم کے ہیں۔

ٹھیک ہے _____ ہمیں کوئی اعتراض نہیں _____ جیسا آپ چاہیں۔
شفقت میاں قوت کے مقدر پر بہت خوش ہوئے _____ کیا ہوا اگر راز
ٹھکرا دیا تو _____ اس سے بھی لاکھوں درجے اچھا گھر مل گیا ان کی بیٹی کو۔
زینت بیگم بھی بہت خوش ہوئیں۔

دن کے سہ پہر ہونے کو آئے تھے _____ قوت ابھی نہیں آئی تھی _____
مہربانوں نے بہت دیر انتظار کیا _____ لیکن قوت نہیں آئی _____ تو وہ اٹھ کر
ہوئیں۔

اچھا جی _____ میں چلتی ہوں۔ قوت سے ملنے کو دل تو بہت کرتا تھا _____
بڑی مایوسی سے بولیں۔

معلوم نہیں _____ آج تو قوت نے بہت دیر کر دی۔
زینت بیگم نے باہر والے دروازے کی طرف دیکھا۔ عین اس وقت بیل ہوئی
آگنی میرا خیال ہے۔

زینت بیگم نے چونک کر بڑی تیز رفتاری سے دروازہ کھول دیا۔
ادھر ہی آجاؤ بیٹی _____

وہ بیگ کاندھے پر جھولاتے ہوئے ڈرائنگ روم میں ہی آ گئی۔
آواب _____

مہربانوں _____ دیکھتی رہ گئیں _____ وہ حسن میں واقعی یکساں تھی _____
یا قوت کیا تھی اس کے مقابلے میں _____ کچھ بھی نہیں _____ وہ لازوال حسن آ

ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔ ڈرائنگ روم میں شائد احمد کے دوست تھے۔ چائے کا دور چل رہا تھا۔ وہ اپنے کمرے کی جانب ہی بڑھ گئیں۔ لباس پہن کرنے کے بعد وہ کچن میں چل دیں۔۔۔ شرفو۔۔۔ کھانا پکانے میں مصروف تھا شرفو۔۔۔

جی بیگم صاحبہ۔۔۔
وہ ڈوٹی کو باہر نکالتے ہوئے بولا۔

کوئی مسمان ہیں۔

جی بیگم صاحبہ۔

کون لوگ ہیں۔

وہ حیران ہو گئیں۔

اجی وہ۔۔۔ راسخ میاں نہیں۔۔۔ ان کا اور ان کے ساتھ چند لوگ کھانا ہے۔ شرفو ذہن پر زور ڈالتے ہوئے بولا۔

ارے اچھا اچھا۔۔۔

لیکن مجھے کیوں خبر نہیں۔

وہ اس اچانک دعوت پر حیران رہ گئیں۔

یہ تو نہیں معلوم بیگم صاحبہ۔۔۔

شرفو لا علی کا اظہار کرتے بولا۔

اچھا ذرا احمد کو بھیجو۔

وہ احمد کے کمرے کی طرف ہی چل دیا۔

چند لمحوں بھی نہ گزرے تھے کہ احمد اندر داخل ہوا۔۔۔

امی آگئیں آپ۔۔۔ میرا تو خیال تھا کہ ہونے والی ہو کے ساتھ ہی

گی آپ۔ وہ مسکراتا ہوا ماں کے گلے میں باہیں حائل کرتا ہوا بولا۔

ارے نہیں بیٹا ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔ خدا تمہاری عمر دراز کر

میری ہو تو لاکھوں میں ایک ہو گی۔

وہ خوش ہوتے ہوئے بولیں۔

اچھا جی۔۔۔ یہ بات ہے۔۔۔ ہم تو گئے۔

احمد خود ہنس دیا۔

اچھا یہ دعوت کس سلسلے میں۔

وہ ایک دم یاد آتے بولیں۔

سلسلہ و سلمہ کچھ نہیں۔۔۔ آپ راسخ کی عادت کو تو جانتی ہیں نا۔۔۔

باتوں کا شوہر۔۔۔

ہاں ہاں۔۔۔

وہ چونک کر بولیں۔

باتوں باتوں میں دعوت کا ذکر چل نکلا۔۔۔ میں نے ہاں کر دی۔۔۔ وہ

راضی ہو گیا۔

بہت پیٹو ہے وہ۔۔۔ وہ بولیں۔

دونوں ماں بیٹا ہنس دیئے۔

اور ہاں۔۔۔ میرے چاند۔۔۔ ہو دیکھ آئی ہوں۔۔۔ یقین جانو۔ چاند کا

نکلا ہے۔ وہ قوت سے کانی متاثر ہوئی تھیں۔

واہ جی واہ امی جان۔۔۔ آپ تو تعریف کرتے نہیں تھکتی۔

وہ کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔

ایسا ہی ہے۔۔۔ تم خود دیکھو تو حیران ہو جاؤ۔۔۔ اس کے سنہری دراز

بال قابل دید ہیں۔ وہ جیسے کھو سی گئیں۔

آ رہا ہوں۔۔۔

احمد سامنے ملازم کے اشارے پر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

ادھر ادھر سے فارغ ہو کر مسز مارون تو اپنے کمرے میں پہن گئیں۔۔۔

فارغ ہوتے تیار ہو کر ہسپتال کے لئے تیار ہو گیا۔ خوبصورت ڈنر سوٹ میں
ملبوس اس کے ہرنگ نکٹائی۔ سرخ و سفید چہرہ نہایت ہی سیڈول ڈیل ڈول قدر
قامت اور خند و خال جیسے۔ کوئی تاج محل۔ مردانہ وجاہت کی احمد میں ساری
خوبیاں موجود تھیں۔

خدا حافظ ای جان

وہ کہتا ہوا باہر پورچ میں آگیا۔

خدا حیرا نکبان

ماں نے کہا۔

سٹیرنگ کی سیٹ پر بیٹھتے ہی وہ ہسپتال چل دیا۔

آج قدرے ترو تازہ محسوس ہو رہا تھا۔ ارد گرد کا ماحول بھی فرحت بخش

لگ رہا تھا۔ سارا دن ہسپتال میں گزارہ۔ یا قوت جلد گھر لوٹ گئی تھی۔

اس کے ہاں دوسرے بچے کی ولادت تھی۔ تعطیل زوجگی پر وہ غمگین جاسنے والی

تھی۔ آج اس نے ایک دو آپریشن بھی کئے تھے۔ شام تک مصروف رہا۔

ایک دم گھڑی کو دیکھ کر چونکا۔ شب کے سات بج چکے تھے۔ وہ فوراً اٹھا

گاڑی ہال روڈ پر چھوڑ دی۔ وہ تیز رفتاری کو پسند کرتا تھا۔ لیکن

ایک دم اس کے ہاتھ بریک پر چلے گئے۔

دو لڑکیاں اس کی گاڑی کے نیچے آتی آتی ہیں۔

دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

خود کشی کرنے کے لئے میری گاڑی رہ گئی ہے۔ محرمات۔

وہ بڑے جوش سے مگر طنزاً "لجے میں بولا۔

ہم سڑک پار کرنا چاہتی تھیں۔ اور آپ کی گاڑی سامنے آگئی۔ لڑکی

بائی دی دے۔ کہاں جاتا ہے آپ نے۔

احمد نے اس دیرانے میں دو نوجوان لڑکیوں کو تنہا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا۔

شاری سے واپس آرہے ہیں۔ ظاہر ہے اپنے گھر ہی جائیں گے۔

وہ پھر تیزی سے گویا ہوئی۔ دوسری پھر خاموش تھی۔

احمد کو اب دوسری لڑکی کی خاموشی چبھنے لگی تھی۔

یہ گوگلی ہے کیا۔

وہ افسوس ناک لہجے میں بولا۔

جی ہاں۔ بد قسمتی سے۔

اف اللہ۔

اس کے ساتھ ہی خاموش لڑکی نے تیز طرار کے چنگی کاٹ لی۔ تیز طرار لڑکی

طرح اچھی۔

اوہو Very Sad

احمد کو بہت افسوس ہوا۔

اتھا آپ میری گاڑی میں بیٹھ جائیں۔ میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں۔

دردانہ انداز میں بولا۔

جی۔

تیز طرار لڑکی ایک دم سے پریشان ہو گئی۔

ہاں ہاں۔ میں شریف آدمی ہوں۔ اگر کہیں تو اپنا کارڈ دے دوں۔

وہ جیسے ٹوٹنے لگا۔

نہیں، نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔

وہ تیز طرار لڑکی بولی۔

تو آئیے میں آپ کو ڈراپ کر دوں۔

بادلِ نخواستہ دونوں بچیلی طرف سیٹ پر بیٹھ سیں۔
احمد نے بغور دیکھا۔۔۔۔۔ واسطی قنوت حسن میں لاجواب تھی۔۔۔۔۔ ماں

مجھے پہلے جھوڑیے گا۔۔۔۔۔ بس ادھر۔۔۔۔۔ پہلے موڑ پر۔۔۔۔۔ وہ ایک طویل

سڑک پر تیز رفتاری سے گاڑی بھاگتے ہوئے احمد سے بولی۔

جی بہتر۔۔۔۔۔

اور ایک زوردار جھٹکے سے گاڑی پہلے موڑ پر گلی کے کنارے پر رکی۔

اچھا۔۔۔۔۔ قنوت۔۔۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔۔۔

قنوت۔۔۔۔۔ احمد کے کان کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔ مگر وہ انجان بیٹھا رہا۔

خدا حافظ۔۔۔۔۔

قنوت نے آہستگی سے کہا۔

اور وہ اپنے گلی کی طرف چل دی۔۔۔۔۔

اس لڑکی کے جانے کے بعد جس کا نام ٹوبہ تھا۔۔۔۔۔ قنوت کچھ خوفزدہ ہو گئی

۔۔۔۔۔ تاریکی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اور اس تھائی میں ایک نوجوان کا ساتھ۔۔۔۔۔

وہ بہت گھبرا رہی تھی۔

آپ گاڑی شارٹ کیجئے نا۔۔۔۔۔

وہ بڑے دھیمے لہجے میں بولی۔

ارے آپ بول سکتی ہیں۔۔۔۔۔

احمد نے پلٹ کر بغور قنوت کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ لیکن چہرہ نظر

نہیں آیا۔

مجبوراً "اسے ٹرن دبا کر لائٹ کرنا پڑی۔۔۔۔۔

کہاں جائیں گی آپ۔۔۔۔۔

قنوت نے خوفزدہ لرزاں لرزاں آنکھیں جھپکائیں۔

میں اپنے گھر جاؤں گی۔۔۔۔۔ اور کہاں۔

وہ جھلا اٹھی۔۔۔۔۔

لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی اور لڑکی ہو۔

اسی سوچ کے ساتھ احمد نے پلٹ کر قنوت کی طرف دیکھا اور بچیلی طرف جھکا۔

آپ آگے آجائیں۔

جی نہیں۔۔۔۔۔ شکریہ۔۔۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔

وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔۔۔ لیکن گاڑی کا بیٹلنس درست نہیں۔

وہ مزاحیہ انداز میں بولا۔

لیکن وہ سچ پا ہو گئی۔

آپ گاڑی چلا رہے ہیں یا تاکہ۔۔۔۔۔ میں نہیں آؤں گی۔۔۔۔۔

وہ بھند ہو گئی۔

اچھا۔۔۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔۔۔۔۔

مجبوراً "احمد کو گاڑی چلانا پڑی۔

تقریباً "دس منٹ کے بعد ایک وسیع و عریض سڑک پر رکتے ہوئے قنوت نے

کہا۔

بس رک جائیے۔۔۔۔۔

وہ چونک سی گئی۔۔۔۔۔

اور گاڑی ایک خوبصورت چھوٹے سے مکان کے برآمدے کے قریب رکی۔۔۔۔۔

شفقت میاں مکان نمبر 422۔۔۔۔۔

وہ بورڈ پر پڑھ کر مطمئن ہو گیا۔

وہ آہستہ سے اتری۔۔۔۔۔ اور گھر کی جانب چل دی۔ جیسے بہت بڑی مصیبت

سہی ہو۔

نہ شکریہ نہ سلام _____

وہ ہاتھ ہلا کر خود سے بڑ بڑایا۔

اور گاڑی موڑ لی _____

بیٹی اتنی دیر لگا دی۔

زینت بیگم نے کندی کھول کر کہا۔

بس امی دیر ہو ہی گئی _____ برات تو اب بھی نہیں گئی تھی _____ میں اور

ثویہ تو آئیں۔

وہ ماں سے بولی۔

اچھا کیا _____ رات بھی بہت ہو گئی ہے۔

زینت بیگم واپس پلٹ گئیں _____ اور وہ اپنے کمرے کا زینہ چڑھ گئی۔

بہت دن ہو گئے تھے _____ وہ موہنی صورت اس کے حواس پر چھائی ہوئی

تھی۔ وہ ماں سے قنوت کا حدود اربعہ معلوم کر چکا تھا _____ اور اسے یہ بھی معلوم تھا

کہ وہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں بطور بی ایڈ معلمہ کام کر رہی ہے۔ لیکن اس نے

اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنے کی قسم کھائی تھی _____ وہ قنوت کی محبت میں بری طرح

م گرفتار ہو چکا تھا _____ حالانکہ صرف ملاقات چند ٹائپے ہوئی تھی _____ اور یہ چند

لمحے اس کی زندگی کا ایک حصہ بن چکے تھے۔ غیر ارادی طور پر وہ گاڑی میں بیٹھا اور

سکول کی جانب گاڑی چھوڑ دی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔

انجانے میں اس نے گاڑی سکول کے گیٹ سے ذرا آگے روک لی اور چھٹی ہونے کا

انتظار کرنے لگا۔

دوپہر کے دو بجے اور بل کی آواز آئی۔ وہ خطر نظر ارد گرد گھمانے کے انداز

میں گاڑی کے اندر ہی بیٹھ گیا _____ بچے نکل گئے تھے _____ چند ایک معطلت بھی

اس کے قریب سے گزر گئی تھیں کہ اچانک سفید چادر میں لپٹی وہ پاس سے گزری۔

قنوت _____

احمد نے بے ساختہ پکارا۔

وہ چونک گئی۔

آپ _____ یہاں _____ لیکن کیوں۔

وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی گھبرا اٹھی۔

آئیے بیٹھے نا _____ میں کب سے انتظار کر رہا تھا۔

وہ بڑے عاجزانہ لہجے میں دروازہ کھول کر بولا۔

میں نے آپ کو وقت دیا تھا _____ کہ آپ میرا انتظار کریں۔

وہ بڑے سخت لہجے میں بولی۔

کیا کرتی ہیں آپ _____ لوگ کیا کہیں گے _____ بیٹھے تو سہی _____ مجبوری

ہی۔ احمد نے بڑے بے تکلف انداز میں قنوت کے ہاتھ سے پرس اور منی منی

ڈائری پکڑ کر اپنے پاس رکھ لی۔

جھنجھلا اٹھی _____ لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ خاموش احمد

ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ جائے۔

پچھلی طرف سے بازو بڑھا کر احمد نے دروازہ بند کر دیا۔

دھڑکتے دل کے ساتھ وہ سکون کے ساتھ بیٹھ گئی _____ گاڑی تیز رفتاری سے

ٹ ہوئی اور شرکی چوڑی چمکی کھلی کشادہ سڑک پر دوڑنے لگی _____ وہ سہی سہی

ن بیٹھی تھی۔

قنوت _____

وہ ایک خوبصورت ہوٹل کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے بولا۔

آپ میری خاموشی سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں _____ لیکن میں جان سے

زنت سمجھتی ہوں۔

”شدید غصیلے انداز میں بولی۔

باہر تو آؤ _____ تمہاری عزت مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

احمد نے ہاتھ بڑھایا۔

ہئے _____

قوت احمد کے ہاتھ کو جھٹک دیا اور گاڑی سے باہر نکل آئی۔

کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرنا _____ میرے دوست کا ہوٹل ہے _____ لوگ

غلط نہ سمجھ لیں۔

اچھا _____

نگاہوں میں اقرار کی پرچھائیں دیکھ کر احمد ہنس دیا۔

دونوں ایک کیمین میں چلے گئے _____ درمیان میں میرا تھا اور دونوں آد

سامنے بیٹھ گئے۔

قوت _____ میں شریف آدمی ہوں _____ تمہیں یقین کیوں نہیں آتا۔

وہ آگے کو جھک کر بولا۔

میں نے آپ کو شرافت کی سند دینی ہے کیا _____

وہ روشنی روشنی سی بیٹھی رہی۔

احمد ساری جان سے فدا ہو گیا _____ وہ اس معصوم حسن پر بری طرح فدا

چکا تھا۔ چند لمحے گزرنے کے بعد دیر چائے معہ لوازمات کے لئے آیا۔

آپ چائے بنائیں گی۔

وہ رُے کو قوت کی جانب کھسکاتے ہوئے بولا۔

خاموش انداز میں قوت نے رُے اپنی طرف کھسکالی۔

سب سے پہلے ایک کپ بنا کر اس نے احمد کے سامنے رکھ دیا _____ اس

بعد دوسرا کپ خود لے لیا۔

شکریہ _____ احمد نے ہونٹوں سے کپ لگانے سے پہلے کہا۔

کوئی بات کرو نا _____

وہ کپ کو واپس میز پر رکھتے ہوئے بولا۔

میں کیا بات کروں آپ سے _____ خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ گئے ہیں _____ میں

نہیں سادھی لڑکی ہوں _____ ان باتوں سے مجھے کوئی سروکار نہیں _____ وہ

ابنہ مگر بڑے جوشیئے انداز میں بولی۔

ارے واہ اچھی تقریر کرتی ہیں آپ۔

احمد نے ہنس کر کہا۔

اور قوت نے چاہا کہ اپنا سر پیٹ لے _____ اچھا بھلا پڑھا لکھا آدمی ہے _____

نہ جانے _____ وہ خود سے بڑ بڑائی _____

جی کیا کہا آپ نے۔

احمد نے دلکش مسکراہٹ بکھیر دی۔

کچھ نہیں _____

وہ کھٹ سے کپ پلیٹ میں رکھتے ہوئے بولی۔

چند سیکنڈ ماحول پر سکون رہا _____ آخر احمد نے ہی لب کشائی کی۔

کتنی محتواہ ملتی ہے۔

نصف لیتا چاہتے ہیں۔

وہ جھلا گئی۔

ابنہ _____ بالکل میں تمہاری نوکری کے ہی خلاف ہوں۔

وہ بڑی محبت سے نیم باز نظر قوت کے روشن چہرے پر ڈالتے ہوئے بولا۔

گھبرا کر قوت نے نظریں نیچی کر لیں _____ وہ اس تصادم سے تھرا سی گئی تھی۔

بن محسوس ہوا جیسے اس کے حواس پر برق سی گری ہو _____ وہ لرز سی گئی _____

چلے گھر۔

وہ منت بھرے انداز میں بولی۔

ایک شرط پر۔

وہ بھند ہو گیا۔

جی ___ شرط ___ قنوت حیران رہ گئی۔

جی ہاں ___ جب تک آپ میری بات نہیں مانیں گی ___ میں آپ کو ب

چھٹی دلوں کا ___ وہ بے تکلف ہو گیا۔

جلدی بولیں ___ کوئی شرط ہے۔

وہ بڑی کوفت محسوس کر رہی تھی۔

بس یہی کہ دوبارہ کب ملو گی ___

وہ بے تکلف ہو گیا۔

کوئی علم نہیں۔

وہ چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئی۔

تو ٹھیک ہے ___ یہاں سے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وہ کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

قنوت بڑی مصیبت میں پھنس گئی ___ اس نے سوچا چلو وعدہ کرنے ل

خرج ہے۔

اچھا ملوں گی ___

کب؟

وہ چونکا۔

جب آپ کہیں۔

قنوت نے کہا۔

ٹھیک ہے ___ جہزات کو میں خود ہمیں لینے آؤں گا ___ سکول کے

احمد بولا۔

آپ میرا پیچھا چھوڑ دیں ___ میری تو شادی ہونے والی ہے۔

قنوت کو یاد آگیا۔

کوئی بات نہیں ___ شادی تو میری بھی ہونے والی ہے۔

احمد ہنس دیا۔

آپ کو شرم نہیں آتی ___ غیر لڑکیوں سے ملاقات کا نام لیتے ہوئے ___

قسم اللہ کی اگر علم ہو جائے تاکہ کس بد بخت کے پلے بندھ رہے ہیں آپ کی تو ساری

قلبی کھول دوں ___ وہ دانت پیس کر بولی۔

ارے نہیں نہیں ___ وہ خوش بخت ہے ___ اسے کچھ نہ کہنا ___

احمد نے قنوت کے یا قوتی ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

چلے۔

چلے سرکار۔

دونوں ہوٹل کے گیٹ سے باہر نکلے۔

چار بج رہے تھے۔

احمد نے قنوت کو اس کے گھر کی سڑک پر چھوڑا اور خدا حافظ کہتا ہوا پلٹ گیا۔

دروازہ کھلا تھا۔

مکھن میں صرف شفقت میاں بیٹھے تھے۔

آداب ابو۔

آگئی ___ دیر لگا دی بیٹا۔

وہ بولے۔

ہاں ابو ___ کام تھا ___ وہ زینہ چڑھتے چڑھتے چلی۔

اچھا۔

شفقت میاں کہنے لگے۔

ابھی کہاں ہیں۔

وہ عالی کو ہانک کر کہتا تھا۔

اچھا _____ ٹھیک ہے پھر _____ تم گھر پر رہنا _____
زینت بیگم نے پر سکون انداز میں کہا۔

کیا مطلب ای □

آج مسز ہارون نے ہم لوگوں کو دعوت دی ہے۔

کھانا _____

دعوت بیٹی _____ دعوت کی ہے انہوں نے _____

زینت بیگم نے اس کی بات کو آسان کر دیا۔

اچھا _____

وہ مسکرا دی۔

چنانچہ سب لوگ تیار ہو کر کاشانہ ہارون پہنچ گئے۔ _____ فراز اس کی بیوی
اور یاقوت اس کا شوہر راح اور بھی کئی لوگ اس تقریب میں مدعو کئے گئے تھے
_____ راح جو ہمیشہ سے دولت پرست انسان تھا _____ اتنی بڑی کوٹھی _____ اعلیٰ
پائے کا کھانا دیکھا تو اس کی آنکھیں پھٹ گئیں _____ اور اسے قوت کی قسمت پر
دنگ آنے لگا _____ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اتنے امیر کبیر گھرانے میں قوت کی
نسبت ملے پائے گی _____ اندر ہی اندر سے وہ قوت کے اعلیٰ مقدر پر جلتے لگا۔ وہ دل
سے نہیں چاہتا تھا کہ قوت کو اس سے بہتر شوہر ملے۔ کیونکہ اس سے اس کی توہین
فی _____ اپنی انا کی تسکین کے لئے وہ یہی پسند کرتا تھا کہ قوت کی شادی اس سے
_____ درجہ حیثیت کے آدمی سے ہو لیکن مقدر کسی کا محتاج نہیں _____ نہ خدا پوچھ
_____ لے لیب بتاتا ہے۔

شام چار پانچ بجے تک دعوت و طعام کا سلسلہ چلتا رہا۔

ایک دم مسز ہارون کو کچھ یاد آیا۔

دلبری _____

انہوں نے ملازمہ کو پکارا۔

ہوں _____ عالی کو کسی سپیشلسٹ کو دکھانا ہو گا۔

وہ اپنے کمرے میں چل دی۔

اور شفقت میاں بیٹی کے نقش قدم کو دیکھتے رہے _____ اور خدا کے جز
سجدہ ریز بھی تھے کہ راح سے کہیں اچھا لڑکا انہیں داماد کے روپ میں مل گیا
_____ انہیں امید تھی کہ قوت جیسی ہمدرد اور اچھی خویوں کی مالک بیٹی کو احمد
ہی بے لوث شوہر چاہئے۔ دونوں باپ بیٹی کے خیالات ایک ہی نوعیت کے تھے۔

نہ جانے احمد قوت کے ذہن سے کیوں نہیں نکل رہا تھا _____ اتنا تو اس
راح کو بھی نہیں یاد رکھا تھا _____ جتنا وہ اسے قدم قدم پر یاد آتا ہے۔ ایک با
محبت و چاہت میں ڈوبی ہوئی تھی _____ اگر میں کہتی ہوں کہ میری شادی ہوئے
ہے تو اس پر بھی اس نے سنجیدگی سے نوٹس نہیں لیا _____ میرا خیال ہے بگڑا ہوا
نوجوان ہے۔ قوت نے کسی اہم سوچ کے ساتھ کموٹ بدل لی _____ بھوک تو کمر
دور تھی _____ لیکن احمد ہر روپ میں اس کے سامنے جلوہ گر تھا۔ ساری رات
گئی _____ وہ کسی طور بھی انجام تک نہ پہنچی _____ لیکن اتنا ضرور تھا کہ وہ احمد
بارے میں سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی _____ اس کی ہر ادا میں شرافت اور سا
جھلکتی تھی _____ یوں لگتا جیسے وہ چکر باز نہیں ہے _____ کیوں اس کی ہر
بات حقیقت پر مبنی تھی _____ لیکن وہ اس سے اب ملاقات نہیں کرے گی۔
جمرات کو سکول ہی نہیں جاؤں گی۔ وہ نہایت پریشانی میں اس سوچ کے لئے تیار
اور جمرات کو اس نے مکمل چھٹی کر لی۔

بیٹی آج سکول جانے کا ارادہ نہیں۔

زینت بیگم نے اسے چولہے کے پاس بیٹھے بڑے آرام سے چائے پیتے دیکھ

کہا۔

نہیں امی _____ طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

وہ دراز بالوں کو ایک طرف سیٹھتے ہوئے بولی۔

جی بیگم صاحبہ _____
 دلبری ہاتھ صاف کرتی آگئی۔
 سب لوگوں نے کھانا کھا لیا _____ ڈرائنگ روم میں ادھر ادھر کے
 والوں نے _____
 جی ہاں بیگم صاحبہ _____
 دیکھنا کوئی شکایت نہ ہو۔
 وہ مسکرا کر سامنے بیٹھی یا قوت کو دیکھ کر بولیں۔
 جی نہیں بیگم شکایت کیسی _____
 دلبری نے زینت بیگم کی طرف دیکھا۔
 بہن شرمندہ تو نہ کریں _____
 زینت بیگم بھی پر تکلف جملے بولنے لگیں۔
 خدا نہ کرے _____ میں آپ کو شرمندہ کروں _____ دراصل بات
 اکیلی جان ہوں _____ سمجھ نہیں آتا _____ کیا کروں۔
 مسز ہارون لجاتے ہوئے بولیں۔
 دلبری جانے کے لئے پلٹی۔
 ٹھہرو جا کہاں رہی ہو۔
 دلبری پلٹی _____ جی _____
 ایسا کہو _____ خانساں کو ساتھ لے جاؤ _____ قوت کا کھانا دے آؤ _____
 جی اچھا _____ دلبری پلٹی _____ کچن کی طرف چل دی۔
 بیٹی تم کھانا نکالو _____ میں احمد میاں سے کہہ کے گاڑی نکالتی ہوں۔
 ڈرائیور ہمیں چھوڑ آئے گا۔
 اچھا _____ دلبری الماری میں کھانے والی بڑی ہات کیس اور ٹیفن نکالنے
 بوڑھا خانساں ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔
 صاحب جی _____ ذرا باہر آئیے۔
 وہ احمد کے کان میں کہتا ہوا جھکا _____ کیونکہ احمد دوست احباب میں بات
 کر رہا تھا۔ بوڑھے خانساں کے کہنے پر وہ باہر آگیا۔
 صاحب جی ڈرائیور کہاں ہے _____ قوت بی بی کا کھانا دینے جانا ہے۔
 ہوں _____ وہ سوچ میں کھو گیا۔
 بابا _____ تم اور دلبری اپنے اپنے کواٹروں میں جاؤ _____ قوت بی بی کو کھانا
 دے آتا ہوں۔
 جی _____ دلبری اور خانساں ایک ساتھ بولے _____
 ہاں _____ بابا سمجھا کہنا _____
 احمد نے بوڑھے خانساں کا شانہ دبایا _____ بوڑھا ساری بات سمجھ گیا۔
 ٹھیک ہے _____
 وہ دلبری سے بولا _____ آؤ _____ اپنے اپنے گھر چلیں _____ بیگم صاحبہ کو
 نہ ہو _____ دلبری کی طرف بوڑھے نے معنی خیز نظروں سے دیکھا۔
 دلبری _____
 احمد نے جیب سے ایک ہزار کا نوٹ نکالا۔
 جی صاحب جی _____
 یہ لو _____ پانچ پانچ سو لے لینا _____ اچھا _____
 اچھا جی _____ خدا آپ کی عمر دراز کرے _____ اندھے کو کیا چاہئے دو
 تیس۔ پانچ پانچ سو کے نوٹ لے کر دونوں اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے _____
 اندھے کھانا لے کر سیدھا قوت کے ہاں پہنچا۔
 آج ملاقات کا بہت اچھا موقع تھا _____ سب لوگ تو یہاں آئے ہوئے تھے۔
 قوت کے اور کوئی نہیں تھا۔ مرت واسطہ کے جھولے میں جھولتا گاڑی میں
 بی بی تیز رفتاری سے قوت کے پاس پہنچ گیا۔

گاڑی کو کھٹاک سے دروازے کے ساتھ رکھا اور ساتھ ہی کال بل پر انگلیاں بٹھانے لگی۔

وی۔ بلکہ شدید انداز میں انگلی رکھتے رکھتے کئی منٹ گزار دیئے۔

اف توبہ۔۔۔

بڑے جوش کے ساتھ قوت نے دروازہ کھولا۔۔۔ اور ہکا بکا رہ گئی۔

یہ لیجئے اپنا کھانا۔۔۔

وہ بڑا سا ٹیفن قوت کے دونوں ہاتھوں میں رکھ کر خود اندر چلا گیا۔

وہ حیرانی اور سراسیمگی کے عالم میں پلٹ آئی۔۔۔ ٹیفن اس نے

چارپائی پر رکھ دیا اور خود حیران کن انداز میں احمد سے بولی۔

آپ کہاں سے ٹھک پڑے۔۔۔ اس کی چھٹی حس بیدار ہو چکی تھی۔

اللہ کی مرضی۔۔۔ خدا نے بھیجا سو آگیا۔۔۔

احمد نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔

میں کسی محفوظ کمرے میں جانا چاہتا ہوں۔۔۔ مختصر۔۔۔

احمد بڑے ہی دلکش انداز میں قوت کی طرف جھٹک کر بولا۔

ڈرائنگ روم میں آجائیں۔۔۔

وہ ڈرائنگ روم کی طرف جاتے جاتے بولی۔۔۔ اس کے ساتھ احمد

سے انسانوں سے زیادہ روپیہ پیسے اور دنیاوی آسائشوں کی زیادہ ضرورت تھی۔

قوت حسن و خوبصورتی کے ساتھ وفا کی بھی دیوی تھی۔۔۔ صرف اسے ایسا

نسان نہیں ملا تھا۔۔۔ جو اس کی قدر و قیمت جان سکے۔۔۔ نہ جانے احمد میں

کیا کوئی خاص بات ہے جو اس کی چاہت قلب و جگر میں اترتی جا رہی ہے۔

چائے نہیں پلاؤ گی۔

وہ بڑی اپنائیت سے صوفے پر بیٹھتے بولا۔

کہوں نہیں۔۔۔ میں ابھی لائی۔

وہ ایک دم پلٹی۔۔۔

احمد نے نہایت بے تکلفی اور اپنائیت سے قوت کے مرمریں ہاتھ کو تھام

چھوڑ دیئے۔۔۔

وہ کسماتے ہوئے شرم سے دوہری ہو گئی۔۔۔ لیکن بہر حال احمد کی

ارے نہیں نہیں ___ دور کو چائے کو ___ یہ لمحے بہت مٹ گئے ہیں۔
جھک کر امجد نے قنوت کی کلائی تمام لی۔

دو منٹ کی تو بات تھی۔

وہ احمد کے قریب ہی بیٹھ گئی ___ وہ اسے اپنا اپنا سا لگتا تھا ___

تمہارے ساتھ بیٹے ہوئے یہ دو منٹ میری کئی سالوں کی ریاضت سے ہو
ہیں۔

وہ جھکا ___ اور بے حد محبت سے اس نے قنوت کی سفید روشن پیشانی پر
محبت ثبت کر دی ___ وہ کسمسا کر خود سپردگی کے عالم میں احمد کے ساتھ ہی لپٹ
___ اس کا یہ انداز خود سپردگی احمد پر وجد طاری کر گیا ___ چند لمحے وہ دونوں
ایک دوسرے کے سارے بیٹھے رہے ___

وہ لوگ تو ابھی نہیں آئے ___

قنوت نے کہا۔

مجھے اب چلنا چاہیئے۔

احمد کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

قنوت بھی خاموش کھڑی ہو گئی۔

کھانا کھا لینا۔

وہ بڑی چاہت سے بولا۔

کھاؤں گی ___

وہ ہنس دی۔

اچھا خدا حافظ۔

احمد دروازے سے نکل گیا اور وہ اس کے حسین خیالوں میں کھو گئی۔ اسے بول
لگا جیسے اس کی زندگی میں راحہ ایک جھٹکے سے بھی تم نہایت ___ ہے۔ احمد ایک
گراں قدر سرمائے کی طرح اس کی زندگی کا اکاؤنٹ تھا۔ اس کی چاہت جسے وہ جان
سے زیادہ عزیز سمجھتی تھی۔

وہ بندھن جو دل کی عبادت گاہوں میں بندھ جائے۔

نہایت چپکے سے ___ چپ چپاتے ___ کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ
بھی تو خود کو بھی خبر نہیں ہوتی ___ انسان کسی انجانے بندھن میں بندھ جاتا ہے
___ اور وہ بندھن جی جان سے عزیز ہوتا ہے۔ یہی کیفیت بالکل قنوت کی تھی

___ اس نے احمد کے خیال کو دل کی پٹائیوں میں چھپا لیا تھا۔

احمد ___ وہ اپنے آپ سے ہمکلام تھی۔ تم میری زندگی ہو ___ میں نے
تم ذمہ احساسات جوڑ کر اس زندگی کو جلا بخشی ہے ___ وہ گزرتے ہوئے ظالم
نے اپنی زندگی میں پیوست نہیں کرنا چاہتی تھی۔ جو چند گھنٹیاں راحہ کے ساتھ گزریں
ایک بھیاںک خواب تھا ___ جس کی تعبیر بے وفائی کی صورت میں آج اس کے
نے تھی۔ وہ ان سب دل جلا دینے والی باتوں کو بھول جانا چاہتی تھی ___ اس
سوائے احمد کے کسی سے واسطہ رکھا ہی نہیں ___ احمد ہی اس کا سب کچھ ہے
___ اور تھا۔ ان حسین خیالات کے ساتھ ہی اس نے کوٹ لی تو دروازہ کھلا۔

باقی آجاؤں ___

یا قوت اور راحہ اندر داخل ہوئے ___

بڑی کراہت سے اس نے منہ سکیڑا ___ لیکن از راہ مجبوری مسکرا دی۔

آؤ یا قوت ___ آؤ ___

وہ اٹھتے ہوئے یا قوت کے لئے جگہ بناتے بولی۔

یا قوت اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ البتہ راحہ کھڑا رہا۔

راحہ کو بیٹھنے کے لئے نہیں کوگی باقی ___

یا قوت نے شوفی سے کہا۔

کیل نہیں ___ کرسی ہے بیٹھ جائیں۔

وہ انداز لا تعلقی پیدا کرتے ہوئے بولی۔
 راح آرام کرسی پر براجم ہو گیا۔
 چائے بناؤں آپ دونوں۔ کہ لئے
 وہ اٹھ اٹھ بولی۔
 نہیں نہیں چائے کی ضرورت نہیں بس راح نے چہرہ باز
 کرتا ہیں۔
 یا قوت نے کہا۔
 مجھ سے
 وہ سینے پر ہاتھ رکھتے سے کو کھینچ کر بولی۔
 راح ابھی تک خاموش تھا قوت گویا کی ساتھ نہ دے رہی تھی۔
 جی ہاں آپ سے ہی کرتا ہے بات
 راح ایک دم تیز لہجے میں بولا۔
 ایسی کون سی بات ہے جو میرے ساتھ کرنا ضروری تھی۔
 وہ اپنی نشست پر بیٹھ گئی راح اس کے سامنے بیٹھا تھا ان
 اس کا وجود زہر لگ رہا تھا۔
 ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ گزشتہ دنوں ہو گیا اسے فراموش کر دیا جا۔
 راح مٹی ڈالنا چاہتا تھا۔
 فراموش تو ہو چکا۔
 قوت نے کہا۔
 نہیں ہوا نا تم ہمارے ساتھ بات نہیں کرتی ہنسی بولتے
 نہیں ہو۔
 یا قوت نے بلند آواز سے کہا۔
 اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

وہ جل ہی تو گئی جذبات کا خون ہو گیا ان کے لئے بات ہی
 کوئی نہیں۔
 راح نے بغور اس کی طرف دیکھا۔
 بہت فرق پڑتا ہے ماحول کا الجھاؤ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔
 راح نے کہا۔
 آپ لوگ مطمئن رہیں آپ کسی ماحول کی بات نہ کریں اور نہ
 ہی ماحول الجھا ہوا محسوس کریں۔
 قوت نے کراہت سے چہرہ پھیر لیا۔
 اور تم جو نفرت سے منہ پھیر لیتی ہو اس کا کیا مطلب ہے۔
 یا قوت اپنے شوہر کا راستہ صاف کرنا چاہتی تھی۔
 تو پھر کیا کروں بتا دیجئے۔
 وہ سٹ پٹاتے ہوئے بولی۔
 باجی تم سمجھتی کیوں نہیں ہو ہم چاہتے ہیں گزشتہ تلخیاں بھول کر تم
 یوں محسوس کرو جیسے کچھ بھی نہیں ہوا
 یا قوت نے کہا۔
 ہاں قوت میں تمہارا گناہ گار ہوں اگر تم نے قصہ غم
 نہ سنا تو کون سنے گا۔
 راح کافی سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔
 آپ کسی قسم کا غم نہ کریں میرے دل میں کوئی بات نہیں میں
 بہت خوش ہوں۔ قوت نے مسکرا کر کہا۔
 (چلو احمد کا صدقہ تم لوگوں کو معاف کیا) وہ دل میں سوچنے لگی۔ واقعی اب
 اسے کوئی غم نہیں تھا احمد نے اس کی زندگی میں خوشیاں بکھیر دی تھیں۔ وہ
 خالی میں مگھلنے لگی تھی۔

_____ باجی

یا قوت نے دیکھا وہ کہیں کھو گئی تھی۔

_____ ہوں

وہ مسکرا کر بولی۔

اچھا باجی _____ اب تمہارا دل صاف ہے نا _____

بالکل صاف _____ سچ میرا دل آئینے کی طرح صاف ہے _____ آپ بھی
راخ صاحب میرے لئے پریشان ہونا چھوڑ دیجئے _____ مجھے کبھی آپ اور نہ آپ
لوگوں سے متعلقہ کسی قسم کے رد عمل کا خیال تک نہیں آیا۔

وہ بالوں کو پشت کی جانب جھٹک کر حقیقت آمیز انداز میں بولی۔

شکر ہے خدایا۔

راخ مسکرایا اور یا قوت نے بسن کے ہاتھ تھام لئے اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔
قوت کچھ کچھ سمجھ چکی تھی۔ راخ خود غرض انسان تھا _____ ہو سکتا ہے یہ بھی کسی
خود پرستی کا پیش خیمہ ہو _____ ورنہ راخ ٹوٹ تو سکتا تھا لیکن جھک نہیں سکتا تھا اور
یہ وہم قوت کا غلط نہیں تھا۔ دونوں میاں بیوی اس بات پر پہنچے کہ احمد سے دوستی
رکھی جائے۔ وہ زمیندار رئیس آدمی ہے اور اس سے فائدہ بھی پہنچ سکتا ہے _____
اور قوت کی وساطت سے بہت فائدے حاصل ہو سکتے ہیں اور پھر بچوں کے ذریعے
سے تو ہزاروں کام نکالے جاسکتے تھے۔ ویسے بھی یا قوت ایک بیٹا اور دو بیٹیوں کی ماں
بن چکی تھی _____ ان کی شادی کو چار سال کا عرصہ بیت چکا تھا _____ بڑا بیٹا
تقریباً "چار سال اور منجھلی بیٹی تین سال کی سب سے چھوٹی بیٹی ایک سال کی تھی۔
بچوں کو سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا _____ رابعہ بیگم مستقل بیمار رہنے لگیں تھیں _____
اب وہ بچوں کی نگہداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ ایک دن مجبور ہو کر انہوں نے یا قوت
کو کہہ ہی دیا۔

بیٹی _____ بچوں کے لئے کوئی ملازمہ تلاش کرو۔

_____ کیوں امی

وہ چونک کر بولی۔

اس لئے کہ ماشاء اللہ تین بچے مجھ سے نہیں سنبھالے جاتے۔

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

تو مہربی کس مقصد کے لئے ہے۔ اس کا مقصد گھریلو ملازمہ کی طرف تھا۔

یا قوت نے کہا۔

بیٹی مہربی اگر بچے سنبھالے تو گھر کا دوسرا کام نہیں کر سکتی۔

رابعہ بیگم نے صاف گوئی سے کام لیا۔

ٹھیک ہے میں ملازمت چھوڑ دوں گی _____ اس منگائی کے دور میں دو دو

ملازمین تو نہیں رکھے جاسکتے _____ مہربی چھ سو روپیہ لیتی ہے _____ اور بچوں کو

سنبھالنے کے لئے تو - / 1000 روپیہ ماہوار چاہئے _____

یہ تمہاری مرضی ہے بیٹی _____ مجھ میں اب اتنا دم خم نہیں رہا _____ جگر کی

مستقل مریض ہوں _____ دو قدم چلوں تو سانس پھول جاتا ہے۔

اچھا امی کر لیں بندوبست _____

وہ نہایت جلدے کئے انداز میں چیخ کر بولی۔

کیا پرابلم ہے _____ بھئی _____ کس بات کی بحث چل رہی ہے _____

اندر آتے ایک راخ بولا۔

ماں تو خاموش رہی _____

میں نوکری چھوڑ رہی ہوں _____

وہ جل کر بولی۔

کیوں؟

راخ نے پہلے ماں کو دیکھا پھر بیوی سے دریافت کیا۔

یہ امی جان سے پوچھئے۔

جاؤں اب بیٹا _____ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

اٹھو _____ ماں سے معافی مانگو۔

راخ نے یا قوت کو آنکھ کا اشارہ کیا۔

ای جان _____ آئیے بیٹھے۔

یا قوت شوہر کی بات مانتے ہوئے ساس کے پاس چل دی۔

جاؤں اب نماز پڑھنی ہے۔

میں چائے بناتی ہوں پھر آپ جائیں _____ ایسے نہیں جانے دوں گی _____

یا قوت ماں کو واپس لاتے ہوئی۔

یہاں بیٹھے _____ راخ نے ماں کو اپنے پاس پنگ پر بٹھالیا۔

جاؤ تم چائے بناؤ _____

وہ یا قوت سے بولا۔

ابھی لائی _____ اور یا قوت کچن میں چلی گئی۔

ای برا نہ منائیے گا _____ زبان کی تیز ہے _____ لیکن دل کی بری نہیں

_____ وہ بیوی کی طرف داری کرتے بولا _____ مرنا کیا نہ کرتا _____ چار پانچ ہزار

روپیہ تنخواہ تھی _____ ویسے بھی دوسرے وقت کلیںک کھول رکھا تھا _____ دس بارہ

ہزار ماہوار کماییتی تھی _____ نوٹ چھاپنے والی مشین تھی وہ _____ کس طرح نہ

اس سے نبھا کے رکھے _____ بے شک چند ایک کوتاہیوں پر اسے قوت کو چھوڑنے کا

بہت افسوس تھا _____ اور وہ اکثر تنہائی میں کف دست ملتا رہتا تھا _____ اور اب

جبکہ احمد سے اس کے رشتہ کی بات چلی تو اس نے احمد کی دوستی میں اس کی دولت

بھڑنا چاہی بے شک ابھی تک وہ صحیح کردار ادا نہیں کر سکا تھا _____ وہ کسی موقعہ کی

تلاش میں تھا۔ وہ احمد کی دوستی سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا _____ یا وہ قوت کی شادی کا

فقط تھا۔ پھر بے تکلفی بڑھ سکتی تھی _____ وہ اکثر تنہائی میں بڑی دور کی سوچیں سوچتا

رہتا تھا _____ زمانہ سازی میں اس کا جواب نہ تھا _____ یا قوت سے شادی کا مسئلہ

وہ طنز رابعہ بیگم کی طرف اشارہ کرتے ہوئی۔

کیا ہوا ای _____

راخ نرم لہجے میں بولا۔

بیٹے میں نے تو کوئی بری بات نہیں کی _____ صرف اتنا کہہ رہی تھی کہ اب

بچے مجھ سے نہیں سنبھالے جاتے _____ مہربانی گھر کا کام کرتی ہے _____

یہ تو کوئی پریشانی کی بات نہیں _____

وہ مسکرا کر بیوی کی جانب دیکھنے لگا۔

رکھ لیں کوئی ہزار روپیہ پر ملازمہ _____ ورنہ میں نوکری چھوڑ دوں گی _____

یا قوت ایک دم کھڑی ہو گئی _____ جیسے لڑنے مارنے پر تلی ہو _____ تو کوئی بات

نہیں _____ ملازمہ رکھ لیں گے _____ بلکہ اچھی ملازمہ _____ پڑھی لکھی

_____ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

جی۔۔۔۔۔ پڑھی لکھی _____

ہاں _____ یا قوت تمہیں نوکری چھوڑنے کی ضرورت نہیں _____ آخر احمد

تمہارا ہونے والا بہنوئی ہے _____ اس کی نوکریوں کی فوج کس کام آئے گی _____

ان میں کوئی عورت بھی تو ہوگی _____ ہزار نہ لے گی آٹھ سو روپیہ بھی نہ مانے گی

_____ رابعہ بیگم خاموش نکلے جا رہی تھیں۔

ارے واقعی _____ راخ _____ آپ درست کہہ رہے ہیں _____ پھینکو ہاتھ

ٹھیک ہے یا قوت نے ہاتھ پھینکا _____ اس کے ساتھ ایک قندہ بلند ہوا _____

_____ Very Good

یا قوت نے کہا۔

ای جان _____

رابعہ بیگم کو جاتے جاتے دیکھ کر راخ نے پکارا۔

بھی صرف یہی تھا کہ ایک منظر کی تہوار رسوں خواہ سے دو نام اس نے
اس نے قوت پر یاقوت کو ترجیح دی شادی ہوتے ہی بچے ہو گئے ورنہ شاید چہر
تلفیوں میں معاملہ صاف ہو جاتا۔

ماں خاموش بیٹھی تھی وہ چائے لے کر آگئی تھی۔
راخ نے درمیان پر رے پکڑ کر رکھ لی۔
پہلے ای کے لئے بناؤ۔

یاقوت نے ایک کپ ماں کو دوسرا راخ کو پیش کیا اور تیسرا خود لئے کر بیٹھ گئی
ایک پلیٹ میں تازہ پیسٹ رکھے تھے۔
لیجے ای۔

راخ نے ماں کی پلیٹ میں ایک پیسٹ رکھ دیا۔
راجہ بیگم چائے پینے کے بعد اٹھ گئیں۔

ماں کے جاتے ہی اس نے یاقوت سے کہا۔
ماں کے ساتھ اس قدر تلخ رویہ مجھے پسند نہیں ہے۔
میں نے تو امی کو کچھ نہیں کہا۔

وہ صفائی پیش کرتے ہوئی۔

ٹھیک ہے۔ لیکن اس قدر بلند آواز سے بولتے تو میں نے سن لیا تھا
وہ ماں ہے۔ اس کا احترام ہم سب پر واجب ہے۔ آئندہ ایسا
مت کرنا۔ ٹھیک ہے۔

وہ آہستہ سے چائے پینے لگی۔
کچھ دیر پہلے جو تہنی تھی وہ ختم ہو گئی۔
بست دن ہو گئے ای کے ہاں نہ چلیں۔

ضرور۔
راخ نے کہا۔

چنانچہ بچوں کو لئے ماں سے اجازت لے کر سب زیمنت بیگم کے ہاں چل
دیے۔ شفقت میاں اب زیادہ ہی بیمار رہنے لگے تھے۔ اکثر صاحب فراش رہتے
زیادہ اٹھنا بیٹھنا ان کے لئے دوبھر تھا۔

ایک دم بچوں نے بلہ بول دیا۔
زیمنت بیگم صحن میں کھڑی تھیں۔

ارے میرے لاڈلے آگئے۔ میری چندا۔۔۔ زیمنت بیگم نے یاقوت کی
بچی چندا کو ساتھ لگا لیا۔ اور لڑکا عمران شفقت میاں کے پاس چلا گیا۔ ان کی
آوازیں سن کر قوت بھی اتر آئی۔ جیسے آسمان سے اتری حور۔ سیاہ پر فٹ
لباس میں وہ انتہائی جاذب نظر لگ رہی تھی۔ سسرے بال کھلے تھے۔ راخ دیکھتا
رہ گیا۔

یاقوت نے دیکھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح آج پھر قوت کے حسن میں کھویا ہوا
تھا۔ آئیے ابو کو مل لیں۔ یاقوت نے راخ کو چونکا دیا۔
چلو۔۔۔ اور قوت ان کے لئے چائے کا بندوبست کرنے لگی۔

اُسی وجہ سے میری جان _____ میں نے ملازموں کو بھی ہدایت دے رکھی تھی
کہ جو بھی فون آئے یا کوئی احمد کا پوچھے _____ یہی کو کرچی گیا ہوا ہے۔

احمد ماں کی بات پر ہنس دیا۔

ای ایک شخص کی کمی بہت محسوس ہو رہی ہے۔

وہ کون بیٹے _____

آپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔

احمد اٹھتے ہوئے بولا _____ لیکن نقاہت کے باعث پھر لیٹ گیا۔

وہ کون بیٹے _____ تم بتاؤ تو سہی میرے بچے _____

وہ احمد کو شانوں سے پکڑ کر بٹھاتے ہوئے بولیں۔

اگر قوت آجائے نا کسی طرح _____ نہ جانے اس کو خبر ہے کہ نہیں _____

احمد کے انداز میں جد درجہ مایوسیت اور خواہش دیدار محسوس کرتے مسز بارون تڑپ اٹھیں۔

میرے بچے _____ وہ تمہاری متغیر ہے _____ تم نے پہلے کیوں نہیں بلایا _____

مسز بارون کے لہجے میں پچھتاوا جھلک رہا تھا۔

ای _____ کچھ تو بڑی شرم محسوس ہوتی ہے _____ کچھ میں جھجھک گیا تھا

آپ سے _____ وہ زبان دباتے ہوئے بولا۔

اچھا _____ میں فون کرتی ہوں _____

مسز بارون نے کلاک کی طرف دیکھا۔

ایک بج رہا ہے _____ چھٹی کا وقت تو نہیں۔

مسز بارون نے کہا۔

کس وقت چھٹی ہو جاتی ہے _____ قدر کو بھیجیں _____ گاڑی میں لے

آج جمعرات تھی _____ بچوں کے سالانہ پرچے ہو رہے تھے _____ مارچ

دلکش دوپہر تھی _____ سیاہ بدلیاں چاروں جانب اٹدی ہوئی تھیں _____ ٹھنڈی دیر

حزین کو چھیڑتی ہوئی پھولوں سے مس ہوتی معطر ہوا چل رہی تھی۔ کھلا کھلا اور فرد

بخش ماحول تھا _____ تقریباً "سردی بھاگ گئی تھی _____ اس کی جگہ ڈھیلے ڈھالے

لباس نے لے لی تھی _____ وہ بھی پورے بارہ بجے سکول سے نکلی _____ ہمیشہ

طرح وعدے کے مطابق احمد کی گاڑی کہیں نظر نہ آئی _____ وہ سوچتی ہوئی گمرک

پہنچ گئی۔ لیکن دوسرے دن _____ تیسرے دن _____ اور پھر چوتھے دن _____ اس

کوئی ٹیلی فون اور نہ اس کی اطلاع _____ ورنہ احمد _____ وہ تو ایک دن بھی مبرا۔

نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ جب تک قوت کو دیکھ نہ لے یا اس کی ٹیلی فون میں آواز نہ

لے _____ یا قوت کے گھر اس نے جانا نہیں تھا _____ اور وہ دونوں بھی کئی دنوں

شہر سے باہر تفریح کے لئے گئے ہوئے تھے _____ اسی سوچ و بچار میں ایک ہفتہ گز

گیا _____ احمد کی اسے کوئی اطلاع نہیں مل رہی تھی _____ یا الٹی وہ خود سے کچ

معلوم کرنے _____ شرم و حجاب کی زنجیر اس کے قدموں میں پڑی تھی۔ وہ رونا

کے بند سلاسل میں بند تھی _____ بڑی بے چینی اور اضطراب میں دن گزر رہا

تھے۔ اگر وہ مضطرب تھی تو احمد کو سکون کب تھا۔

ایک ہفتہ شدید بخار اور شدید سر درد کے بعد جب اسے کچھ سکون و آقاہ ملا

اس نے بہت سوچ و بچار کے ماں سے بات کی۔

ای ایک درخواست تھی آپ سے۔

کیا بات میرے بچے _____ ویسے تمہارے کہنے کے مطابق میں نے کس

نہیں بتایا کہ تم بیمار ہو _____

بہت اچھا کیا آپ نے _____ بیمار پرسی کرنے والے میرا سکون لوٹ لینے

آئے اسے _____ وہ بڑا بیتاب نظر آ رہا تھا۔

نہ جانے کیوں احمد کی کوئی خواہش وہ رد نہیں کر سکتی تھیں۔

تم آرام کرو _____ میں بھیجتی ہوں _____

وہ کمرے سے نکل گئیں۔

گلشن _____

جی مالکن _____

ملازمہ قریب آگئی۔

دیکھو _____ قدر کہاں ہے _____ اگر ملے تو فوراً "بھیجو۔"

جی بہت بہتر۔۔۔۔۔

گلشن بھاگنے کے انداز میں گراج میں پہنچ گئی _____ جہاں قدر کا

صفائی کر رہا تھا۔

قد _____ قدر _____ وہ ہانپتے ہوئے بولی۔

ارے کیا ہے _____ سیلاب آگیا _____

نہیں نہیں _____ بیگم صاحبہ جلدی بلا رہی ہیں تمہیں _____ سیلاب

آیا۔

وہ سادگی سے سانس درست کرتے بولی _____ اور ہنس بھی دی۔

چل آیا _____

قدر گلشن کے ساتھ ہی ان کے کمرے میں پہنچ گیا۔

جی مالکن۔

قدر نے کہا۔

قوت بی بی کے سکول کا پتہ ہے تمہیں _____

ہاں جی _____ بھلا وہ بھول تھوڑی سکتا ہے۔

قدر نے ایک لمحے کے لئے دیکھا _____ ایک دن میں احمد بابو کے ساتھ

اچھا _____ ٹھیک ہے _____ یہ لورقہ _____ اسے دینا _____ اور فوراً "گاڑی

بنا کر لے آتا۔

بت بہتر مالکن۔

قدر نے مودب انداز میں رقعہ پکڑا اور گیٹ کی جانب چل دیا۔

معلوم نہیں ای وہ آئے یا نہ آئے _____

احمد نے کہا۔

کیوں نہیں آئے گی بیٹے _____ وہ تیری ہونے والی بیوی ہے _____

اس کو شرم نے مار لیا ہے اماں _____

وہ خود سے بولا جیسے وہ تصور میں کھڑی ہو۔

شرم تو مشرقی عورت کا زیور ہے _____ بے حجاب عورت کس کام کی۔

مزاردن بہت خوش تھیں قوت سے۔ پھر انہیں بیٹے کی خوشی چاہئے تھی۔

اچھا بیٹے _____ تم لیٹو _____ میں ابھی آئی _____

ٹھیک ہے ای _____

وہ خوبصورت ایرانی گاؤں کلمیہ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا _____ آنکھیں موند لیں

سر کو ہلکے کے پشت پر ٹکا دیا۔ چند لمحے اس نے محسوس کیا جیسے وہ خواب دیکھ

_____ ماں کی آواز نے حقیقت کا روپ دھار لیا۔

ماں کہہ رہی تھی۔

اؤ آجاؤ _____ شاباش _____ آؤ میری بچی _____ وہ ڈری سہمی خوفزدہ قوت کو

کے کمرے میں لے آئیں۔

احمد نے آنکھیں کھولیں _____ گوہر مقصود کو اپنے قریب دیکھ کر جیسے صدیوں

نہ بچھ گئی _____

آگئی تم _____ قوت _____

وہ چوک کر بولا۔

جی _____ آپ _____ وہ آگے بات نہ کر سکی _____ جیسے گویائی سلب،

ہو۔

وہ سہمی سہمی سی احمد کے قریب پہنچی کرسی پر بیٹھ گئی۔

بیٹی تیرا اپنا گھر ہے _____ بلکہ تو ماکن ہے اس گھر کی۔

مسناروں نے قوت کی پیشانی چوم لی۔

وہ بھی مسکرا کر مسناروں سے لپٹ گئی۔

اچھا تم لوگ بیٹھو _____ میں باورچی کو چائے کا کمرہ کر آئی ہوں۔

ای شامی کباب بھی _____ قوت کو بہت پسند ہیں۔

ہاں بیٹے _____

وہ کمرے سے نکل گئیں۔

آپ کو کیسے معلوم کہ مجھے شامی کباب پسند ہیں۔

قوت نے بغور احمد کے چہرے کو دیکھا۔

مجھے معلوم ہے _____ کیونکہ جب بھی تمہارے ہاں دعوت کھائی مثال

ہوتے تھے۔

ہوں _____

وہ منہ نیچا کئے ہوں پر زور دے کر بولی۔

وہ تھکے تھکے انداز میں پھر پٹنگ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

سر دبا دوں _____

وہ پریشان سی احمد کے قریب ہی بیٹھ گئی _____ اور اپنے نرم نرم ہاتھ

دبانے لگی۔

وہ سکون جس سے صدیوں ترستا رہا _____ آج نصیب ہوا تھا۔

نیند آگئی ہے۔

وہ جھک کر بولی۔

جب تم پاس ہو تو کس کافر کو نیند نہ آئے گی۔

وہ غاب آگئیں آنکھیں کھول کر بولا۔

چوڑیئے جی۔

وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

قوت _____

احمد نے اس کے ہاتھ کو تھامتے ہوئے کہا۔

جی _____

میرے ساتھ چلو گی نا _____

کہاں؟

ذہانت کے طویل راستے پر _____ تمہارے بغیر میرا سفر مکمل نہیں ہو گا۔

احمد نے محبت پاش نظریں قوت کے گلابی عارضوں پر ڈالیں _____ اور اس

خود کی پشت کو چوم لیا اور وہ لرز گئی _____

قوت تم میری بے قرار بے سکون زندگی میں پرسکون لمحے لے کر آئی ہو۔

قوت نے بغور دیکھا۔ وہ کس قدر کمزور اور لاغر نظر آ رہا تھا۔

احمد _____ آپ ٹھیک نہیں ہیں _____ سیدھے لیٹ جائیئے نا _____ وہ

انگریز درست کرتے بولی۔

تم میرے پاس رہو گی تو میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔

احمد کا انداز پیار کی شدت سے مغلوب تھا۔

میں کیسے رہ سکتی ہوں آپ کے ساتھ۔

قوت نے مسکرا کر کہا۔

کیوں _____ کیوں نہیں رہ سکتی _____ میں تمہیں چھین کے لے آؤں گا

وہ جذباتی ہو گیا۔

بس بس _____ غصہ نہ کیجئے _____ میں تو آپ کی ہی ہوں۔
 اور وہ ہنس دی۔
 چچ کہنے میں اس نے کوئی عار نہ سمجھا۔
 احمد ساری جان سے فریفتہ ہو گیا۔
 دروازے پر دستک ہوئی۔
 آجلو _____
 احمد نے کہا۔
 اس کی اجازت سے ملازم کمرے میں داخل ہوا۔
 جناب کھانا تیار ہے _____ میز پر لگا دوں یا _____
 یہیں لے آؤ۔
 احمد نے یا کے بعد بات کو کاٹ دیا۔
 بہتر۔
 ملازم گیا اور چند لمحوں کے بعد ٹرالی میں کھانا بڑے اہتمام کے ساتھ
 سوپ اور دلیہ دیکھ کر قوت نے اندازہ لگا لیا کہ یہ احمد کے لئے ہے۔
 تم جاؤ۔
 احمد نے ملازم کو کہا۔
 کھاؤ۔ قوت _____ میرا خیال ہے ای نے تمہاری پسند کا ضرور
 رکھا ہو گا۔
 وہ ہنس دی _____ میں تو سب کچھ کھا لیتی ہوں۔
 ٹھیک ہے _____ یہ سب کچھ کھانا پڑے گا۔
 Oh My God (او مائے گاڈ) یہ سب کچھ میں _____
 وہ حیرت زدہ ہو ہی ہو گئی۔
 ہاں ہاں کیوں نہیں _____ سب کچھ تمہارا ہے۔
 احمد نے بنور قوت کے چہرے کو دیکھا۔
 قوت تم لوٹا _____ میں بعد میں کھالوں گا۔
 وہ ٹھیکین ہٹاتے ہوئے بولا۔
 کیا کرتے ہیں آپ _____
 وہ دوبارہ ٹھیکین پکڑتے ہوئے بولی۔
 پھر ایک شرط پر۔
 احمد نے قوت کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔
 کوئی شرط۔
 وہ فراخ دلانہ انداز میں بولی۔
 اسی طرح ہر روز کھانا پڑے گا۔
 ٹھیک ہے _____ ارے نہیں نہیں _____ ہر روز نہیں میں آسکتی _____ وہ
 دم سے بول پڑی۔
 آنا پڑے گا نہیں _____ میرے لئے _____ اپنے مریض کے لئے _____ احمد
 انداز میں التجا تھی _____
 خدا نہ کرے کہ آپ مریض ہوں _____ خدا شفا بھی دے گا۔
 وہ بڑی چاہت سے دلیہ کا چمچ احمد کے منہ میں ڈالنے لگی۔
 آج تو یوں لگ رہا ہے کہ جیسے مجھے کوئی بیماری نہیں _____ میں ہمیشہ
 رست و توانا ہوں _____
 وہ بڑے اداس لہجے میں بولا۔
 آپ تندرست و توانا ہیں نا _____ کون کتا ہے کہ آپ مریض ہیں _____

قنوت نے رومال سے احمد کا منہ صاف کیا۔۔۔۔۔ اور یہ جو ہر روز یا ہفتے عرصے سے اس کی مری۔

قنوت۔۔۔۔۔

کا درد ہے۔۔۔۔۔ یہ جان لے لے گا میری۔۔۔۔۔ وہ جیسے اس درد سے بیزار ہو۔

وہ پکارا۔۔۔۔۔ جیسے بہت دور سے۔۔۔۔۔ کسی پہاڑ کی کھوہ سے۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔ وہ پلیٹ ایک طرف کر کے بولی۔

ایسی بات نہیں ہو سکتی کہ تم نہ جاؤ۔۔۔۔۔ میرے پاس ہی رہو۔۔۔۔۔

احمد کا لہجہ محبت آمیز تھا۔

ابھی نہیں۔۔۔۔۔ خدا وقت لے ہی آئے گا۔

قنوت نے دلا سا دیا۔

وہ سیدھا لیٹ گیا۔۔۔۔۔ قنوت کو بھیجنے کے لئے اس کا دل نہ چاہ رہا تھا۔ وقت

گزر رہا تھا۔۔۔۔۔ کلاک کی سوئی آگے سے آگے کھسکتی جا رہی تھی۔

مجھ سے تمہاری یہ رخصتی برداشت نہیں ہوتی۔۔۔۔۔

واقعی احمد کی آواز لرز رہی تھی۔۔۔۔۔

قنوت نے ہاتھ صاف کر کے ٹالی پر سے تھپیٹ دی۔

میں کل آنے کی کوشش کروں گی۔

وہ کپڑے سے احمد کا چہرہ صاف کرتی بولی۔

کل آؤ گی نا۔۔۔۔۔

اس کے انداز میں التجا تھی۔

کچھ کہہ نہیں سکتی۔

وہ جان بوجھ کے سادہ الفاظ میں بولی۔

دل جلانے والی باتیں تو نہ کرو۔

وہ سیدھا ہو گیا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے احمد۔۔۔۔۔ میں روز کیسے آؤں۔۔۔۔۔ لوگ کیا کہیں گے۔

وہ تو ازل سے ہی دنیا سے خوفزدہ تھی۔

وہ محبت سے احمد کے گھٹکریا لے بالوں سے کھینے لگی۔

تمہارے بال بھی تو بہت خوبصورت ہیں۔

قنوت کی وہ دراز چوٹی اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر بولا۔

بس۔۔۔۔۔ اب پیٹ میں گنجائش نہیں ہے۔۔۔۔۔ تم کھاؤ۔

احمد نے قنوت کے ہاتھ کو روک لیا۔

پانی پیجئے۔۔۔۔۔

وہ پانی کا گلاس پکڑاتے بولی۔

شکریہ۔۔۔۔۔

احمد نے پانی پی کر گلاس واپس میز پر رکھ دیا۔

تم کھاؤ۔۔۔۔۔ میرا خیال کھانا گرم ہونا چاہئے۔

وہ ملازم کو آواز دینے لگا۔

نہیں نہیں گرم ہے کھانا۔۔۔۔۔ رہنے دیجئے۔۔۔۔۔ احمد۔۔۔۔۔ وہ پلیٹ:

سالن نکالتے بولی۔

نن سے کلاک نے شام کے چار بجائے۔

چار بج گئے۔۔۔۔۔

چار بج گئے۔۔۔۔۔

وہ بھی چونکی۔۔۔۔۔ چار۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ ڈرائیور چھوڑ آئے گا نا۔۔۔۔۔

احمد کی جیسے جان پر بن آئی۔ اس نے جانے کا نام کیا لیا۔ احمد کے حواس

لوگوں کی بات نہ کرو _____ اپنی بات کرو _____ ڈرائیور تمہیں کب لے جائے _____ جی نہیں سرکار _____ میں ملازمت کرتی ہوں _____ ہر روز گاڑی پر نہیں کر سکتی وہ ولربائی کے ساتھ احمد کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

میری جان _____ مجھے تیرے قرب میں جو سکون ملتا ہے _____ وہ کیسے نہیں _____ تو میرے ویران نگر میں آبادی کا باعث ہے _____ میں تمہیں دل و جاڑ سے چاہتا ہوں۔ میری محبت میں دنیاوی کسی چیز کا گزر نہیں ہے _____ مجھے مرزہ تمہاری ضرورت ہے۔ صرف تمہارن۔

احمد نے نہایت عقیدت کے ساتھ قنوت کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں غوا لیا _____ نگاہوں میں حد درجہ التجا سمٹ آئی _____ جیسے وہ صدیوں پیاسا ہو _____ احمد _____ میں آپ سے وابستہ ہوں _____ میرا جینا مرنا آپ کے ساتھ ہے _____ آپ کے بغیر میری زیست کا ایک لمحہ بھی فضول ہے _____ اس کے ساتھ ہی جھکی اور شدید محبت کے ساتھ اس نے جھک کر احمد کے ہاتھوں کی پشت چوم لی۔ _____ اور ایک کمرے سے نکل گئی۔

وہ مدہوش آنکھیں موندے لیٹا رہا۔
چند منٹ گزرے تو مسز مارون داخل ہوئیں۔
ارے _____ قنوت چلی گئی _____ وہ حیرانی سے بولیں۔
ہاں اسی _____
وہ جیسے نیند سے بیدار ہوا ہو۔
اچھا _____
وہ صرف اتنا ہی کہہ سکیں _____
دیر بہت ہو چکی تھی _____ میں نے خود ہی اسے جانے دیا _____ خیال تھا کہ ملازمین میں اس بات کا چرچا نہ ہو کہ اگر وہ آپ کے کمرے میں ملے جاتی _____ احمد نے درست خیال کیا تھا۔

ہاں بیٹے بات تو تمہاری درست ہے _____ ہمارے ملازمین ایسے بھی گئے مزرے نہیں کہ معمولی معمولی باتیں لوگوں تک پہنچاتے پھریں گے۔
وہ خاموش رہا _____
تم بتاؤ _____ تمہاری طبیعت کیسی ہے _____ میرے بچے مجھے تو تمہاری بت لکر ہے۔ نہ جانے کیوں تمہاری تکلیف دیکھ کر دل کو کیا ہو جاتا ہے۔
وہ نہایت افسردہ لہجے میں بولیں۔
اب تو میں ٹھیک ہوں ماں _____
وہ مسکراتا ہوا بولا۔
آپ نے ان لوگوں سے شادی کی تاریخ نہیں مانگی _____
احمد کو جیسے کچھ یاد آگیا۔
ہاں بیٹے میں نے کہا تھا _____
پھر انہوں نے کیا کہا۔
احمد ہمہ تن گوش ہو گیا۔

بھائی شفقت میاں نے کہا ہے کہ ہم کوئی بہت دولت مند لوگ نہیں _____
چند چیزیں قنوت کی بن جائیں تو بات کریں گے۔
وہ بولیں _____ ان کو بھی یہ بات پسند نہ تھی۔
ہمیں چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر وہ لوگ کیوں اصرار کرتے ہیں۔
احمد کا لہجہ ناگوار سا تھا۔

بیٹا _____ میں نے کئی مرتبہ یہی کہا ہے _____ لیکن وہ نہیں مانتے _____
تمہاری ہسپتال سے چھٹیاں ہیں _____ ورنہ یا قنوت سے بات کر لیتے _____
وہ تو فوں کے ذریعے کرلوں گا _____ یہ جیز کا مسئلہ ختم ہونا چاہئے۔
خیر تم ذہن پر زور نہ دو _____ میں پھر ان سے ایک مرتبہ بات کروں گی۔
وہ خاموش ہو گیا اور وہ باہر چلی گئیں۔

اچھا احمد بھائی _____ ایسے ہیں آپ۔

خدا کا شکر ہے _____ اللہ کا فضل ہے۔

میں جاوید بول رہا ہوں _____ آپ کا ماموں زاد۔

دوسری طرف جاوید نے کہا۔

تمہاری آواز کون نہیں پہچان سکتا _____ سناؤ ممانی جان کا کیا حال ہے۔

احمد نے کہا۔

یہ سب حالات آپ کو معلوم ہو جائیں گے _____ کل چار بجے ایئرپورٹ پر آجائے گا۔

اچھا _____ کیا اسلام آباد کا موسم پسند نہیں _____

احمد نے چوٹ کی۔

دوسری طرف زبردست قمقمے کی آواز آئی۔

میں انشاء اللہ کل ایئرپورٹ پہنچ جاؤں گا _____ اور اب بات کرو ای سے احمد نے ریور ماں کو پکڑا دیا۔

وہ چند لمحے باتیں کرتی رہیں _____ پھر بڑے مسرت بھرے انداز میں سب کو آنے کی دعوت دی اور ریور رکھ دیا۔

لو بیٹا _____ اب تمہارا دل بہل جائے گا _____ وہ بھائی کی اولاد کی آمد پر بڑی خوش تھیں۔

لیکن احمد جل کے خاک ہو گیا۔ وہ قوت کی خاطر کسی کا وجود اپنے پاس پسند ہی نہیں کرتا تھا _____ بس وہ دونوں ہوں _____ اور کوئی نہ ہو _____ وہ چپ سا ہو گیا۔

کیوں بیٹا _____ کیا بات ہے۔ کچھ اداس ہو گئے ہو۔

ممتازون احمد کے اداس چہرے کو دیکھ کر حیرت سے بولیں۔

نہ جانے کیوں ہنگاموں سے دور بھاگنے لگا ہوں _____ جاوید، ثنا اور ریمہ انتہا

ممتازون بہت جلد احمد کی شادی کروانا چاہتی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ بڑے بیٹے نے یورپ میں کسی یورپین سے شادی کر لی ہے اور وہ حالات سے سمجھوتہ کر چکی تھیں۔ وہ کندہ نا تراش عورت نہ تھیں جو اس معمولی بات سے بیٹے عاق کر دیتیں _____ کیونکہ عظمت و جلال دولت و اقبال ان کی وراثت میں تھا _____ اور وہ اس شان کے ناتے ہر معاملے کو بڑے لطیف پیرائے میں حل کرنے کی عادی تھیں _____ انہوں نے ہمیشہ اولاد کی بہتری سوچی تھی _____ وہ احمد کی بے کلی اور مستقل سرور کی بیماری سے اکثر خائف رہتی تھیں۔ بہت علاج معالج کرنے کے بعد بھی جب آفاقہ نہ ہوا تو وہ بیٹے کو اکثر باہر جانے کا مشورہ دیتیں۔

میرا تو خیال ہے بیٹے _____ تم چار پانچ ماہ کے لئے باہر چلے جاؤ۔

وہ خوبصورت لان میں سنگ مرمر کی آرام کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

آپ درست کہتیں ہیں _____ لیکن میں تنہا جانا نہیں چاہتا۔

احمد نے ماں کے چہرے کو بغور دیکھا۔

یہی تو میں کہہ رہی ہوں اگر یا قوت کی بات مان جائیں تو تم قوت کو ساتھ لے جا سکتے ہو۔

ممتازون نے بیٹے کے بالوں کو سلجھاتے ہوئے کہا۔

ہاں ای _____ قوت کے بغیر کوئی مسئلہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ٹرن ٹرن _____ فون کی زور دار گھنٹی بجنے لگی۔

اس وقت فون _____ احمد نے کلائی کی گھڑی کو دیکھا _____ شام کے چھ بج رہے تھے _____ چاروں جانب دھندلے دھندلے سائے پھیلنے لگے تھے۔

ممتازون اٹھنے لگیں _____ لیکن اس سے پہلے ہی ملازم ریور اور ٹیلی فون

پکڑے لان میں ہی لے آیا۔

فورا "احمد نے ریور کان کو لگایا _____

ہیلو _____ ہیلو _____ میں احمد _____

ہاں یہ تو درست ہے بیٹا۔۔۔ اب کیا کیا جائے۔

مزاروں ابھی ہوئی لگ رہی تھیں۔۔۔ انہیں احمد کی طبیعت سے تشویش ہو رہی تھی۔

آپ محسوس نہ کریں۔۔۔ اسی جان۔۔۔ میں نے ایسے ہی کہہ دیا۔
اسے بعد میں ماں کا خیال آیا۔

ارے نہیں بیٹا _____ میں سمجھتی ہوں _____ گو تمہاری چھٹی بہت پڑی ہے
_____ لیکن اب ان کے ہوتے ہوئے تم باہر بھی نہیں جا سکتے۔

میرے جانے کو چھوڑیے۔۔۔۔۔ اب تو رہنے کا مسئلہ پیچیدہ ہو گیا ہے۔
احمد کہتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

مسز مارون بیٹے کی کیفیت کو سمجھتے ہوئے بس خاموش سی رہیں۔

دوسرے دن احمد کی طبیعت سنبھلی تو وہ ایئرپورٹ جانے کے لئے تیار ہو گیا۔
 ماں کے ساتھ وہ آج قدرے خوش نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔ نہ جانے ہر فکشن میں ہر دعوت
 ہر کام پر وہ چاہتا کہ قنوت اس کے ساتھ ہو۔۔۔۔۔ وہ انہیں سوچوں میں مستغرق
 ایئرپورٹ پر پہنچ گیا۔ ڈرائیور نے گاڑی پارک کی۔۔۔۔۔ جہاز فضا میں نظر آیا اور چند
 لمحوں میں ممافی ناصرہ بیگم جاوید اور رمیا جہاز کے آخری زینے پر نظر آئے۔ دونوں
 جانب ہاتھ فضا میں لہرائے۔۔۔۔۔ اور بھگم بھاگ جاوید نے احمد کو اس زور سے گلے
 لگایا کہ اللہ توبہ۔۔۔۔۔ چودہ پندرہ سال کی شوخ لڑکی تھی۔۔۔۔۔ اور رمیا حد درجہ
 چست لڑکی باتوں باتوں میں بری کلت دینے والی۔۔۔۔۔ انتہائی تیز طرار اور ماڈرن
 دور جدید کا بھرپور اشتہار۔۔۔۔۔ سب لوگ گاڑی میں گھس گئے۔۔۔۔۔ ہتے
 شرارتیں کرتے گاڑی ہارون منزل کے بڑے گیٹ کے سامنے رکی۔ چوکیدار نے بھاگ
 کر دروازہ کھولا تو گاڑی بورچ پر رکی۔۔۔۔۔ خوبصورت سرخ گیرو سڑک پر گاڑی ایک
 چر کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ سب لوگ اترے۔

مفتی توڑ دیں۔

وہ بولیں۔ انہیں شاید یہ بات اچھی نہ لگی۔

کوئی بات نہیں آپا۔۔۔ ان کو اطلاع دینے کی بھی ضرورت نہیں۔

دوسری مفتی بھی ہو سکتی ہے۔

یہ کس کی مفتی ہو رہی ہے۔

کمرے میں آتے رہنا لے کما۔

نم جاؤ بیٹی۔۔۔

ناصرہ بیگم نے آنکھ کا اشارہ کیا۔

رہنا فوراً کمرے سے نکل گئی۔

ناصرہ میں تمہاری بات سے متفق نہیں ہوں۔۔۔ یہ مفتی احمد کی پسند سے

ہوئی ہے۔

مسز ہارون نے کہا۔

اُدھو لڑکے کی پسند کا کیا ہے۔ جسے دیکھا پسند کر لیا۔۔۔

ناصرہ بیگم شانے جھٹک کر بولیں۔

اچھا چھوڑو اس قہقہے کو۔۔۔ پھر کسی وقت بات کریں گے۔ بچے آرہے ہیں۔

امرا بیگم نے پلٹ کر دیکھا تو واقعی جاوید رہنا ٹا اور احمد آرہے تھے۔

بت انجوائے کیا آئی۔۔۔

ٹاگھاس پر لیٹنے ہوئے بولی۔

واقعی آج تو بہت تھک گئے ہم۔۔۔

جاوید اور رہنا دھپ سے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

کوئی ٹیلی فون تو نہیں آیا۔۔۔

احمد لان کی خوبصورت میزمری اترتے اترتے بولا۔

نہیں تو۔۔۔ ویسے بھی قنوت کو کئی دن ہو گئے ہیں۔۔۔ آئی ہی نہیں۔

احمد بھائی کہیں چلیں نا۔۔۔ بہت دن ہو گئے گھر میں بیٹھے ہوئے۔۔۔
نے احمد سے کہا۔

ارے بھئی باہر کیا رکھا ہے۔۔۔ گھر میں رہو۔۔۔ وی سی آر دیکھو۔
کھیلو کود۔۔۔ وہ بھی ٹا کے ساتھ شریر ہو گیا۔

آپ ہمیں گھر سے باہر لے کر چلیں۔

رہنا دوسری طرف احمد کے پاس بیٹھتے ہوئی۔۔۔ اتنی قریب کہ اس کے قبضے
پر نفوس کی خوشبو احمد آسانی سے محسوس کر سکتا تھا۔

ارے بیٹا۔۔۔ بچوں کو اپنے سرسرا لے جاؤ۔۔۔ یعنی کہ یاقوت کے بار
لے جاؤ۔۔۔ مسز ہارون نے کہا۔

لیکن ناصرہ بیگم پر جیسے گراں وزنی بم گرا ہو۔

سرسرا؟

وہ حیران رہ گئیں۔

ہاں۔۔۔ ناصرہ۔۔۔ احمد کی مفتی کر دی ہے میں نے۔

مسز ہارون ناصرہ بیگم کا مطلب سمجھتے ہی بات کو گول کرنا چاہتی تھیں لیکن باہر
بیگم بڑی تیز طرار عورت تھی۔

لڑکے کی پسند تھی۔۔۔ پھر کیا کرتی۔۔۔ تمہیں پوچھنے کا موقعہ ہی نہیں دیا

۲۔

مسز ہارون افسردہ ہو گئیں۔

تو کیا ہوا۔۔۔ مفتی ٹوٹ بھی سکتی ہے۔

ناصرہ بیگم کے لئے معمولی بات۔۔۔

لیکن مسز ہارون کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

وہ خود بھی اداس لگ رہی تھیں۔

یہ قنوت کون ہے آنٹی۔

مثالب کی کھال اتارنے میں ماہر تھی۔

یہ احمد کی ہونے والی دلہن ہے بیٹی۔

مسز ہارون نے کہا۔

پھر تو ملنا چاہیئے ان سے۔۔۔۔۔

کل یہاں بلا لوں گی۔۔۔ مل لینا۔۔۔ دیکھنا کس قدر پیاری ہے۔۔

ٹھانہ دی _____ اور رہا جل کر سانپ کی طرح بل کھانے لگی۔

ارے واہ ملائے ہم بھی تو دیکھیں وہ چندے متاب

ریما کے انداز میں حد درجہ تکبر و نخوت پائی گئی تھی۔

لیکن یہ بات زیر غور تھی کہ اگر قنوت کو کاشانہ ہارون میں بلایا جائے تو:

میں یہ بات دیکھ کر حیران رہ گیا۔

ہر ایک کو اس کی طرف سے جواب دیا۔

اچھو، لڑکے، اقم، سوچ، ۱۹۷۱ء تھے کہ فیکس، اندر پورچ میں رکی۔

ابھی یہ لوگ یہ
کے

یہ لون الیا۔

احمد نے انہیں اٹھا روک دیا۔

یا فوت رائج بچوں سمیٹ ادھر ہی رہے۔

1

-4-

احمد خوش دلی سے بولا۔

اور راسخ صرف ہنس کر رہ گیا۔۔۔۔۔

یا قوت بھی آپل ایک طرف سے سنبھالتی لری پر بیٹھ ہی۔۔۔

ناصرہ بیگم بھی قریب بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔

بہت دیر باتیں ہوتی رہیں۔۔۔۔۔ شام ہوتے ہی یاقوت اور راسخ اپنے گھر روانہ

4.

آج موسم قدرے حسین تھا۔۔۔۔۔ چاروں طرف سیاہ بدلیاں آگے پیچھے

ہو رہی تھیں۔ ٹھنڈی ہوا مردہ دلوں میں نئی زندگی ڈال رہی تھیں۔ جیسے نئی روح

دی ری جائے۔۔۔ موسم گرما کی تعطیلات ہو چکی تھیں۔۔۔ اہل کاشانہ ہارون

میری جانے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ سب لوگ جانے کے لئے بضد تھے۔

اور ادھر مسز مارون چاہتی تھیں کہ قنوت ضرور جائے تاکہ احمد کا دل

بھلا رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دن مجھے سے شفقت ممال کے ہاں

کراہی سے بات کی۔

آپ درست فرماتی ہیں بہن جی لیکن کچھ احسانیں لگنا

شفقت ہمیشہ کی طرح دشا سے ڈرتے تھے۔

دنیا کہاں کی کہاں پہنچ گئی اور آگ ابھی تک الٹی بات کر رہی ہے۔

وہ جنس گریو لیس۔

شفقت مہاراج بھی نہیں روئے۔

آپ سمجھیں، نامہ کی بات کچھ معنی آگیا ہے۔

پہلے میں تیری بات۔۔۔۔۔ پھر سیو ب لک رہا ہے۔
رہنے بھی ایسی جگہ سمجھتی کہ سمجھتی کہ سمجھتی کہ سمجھتی

بھولوسب چھ ہے نہ بھولو چھ
رے ریکھے ادا :۔

زینت بگم : (۱) اجازت۔۔۔ پھر وہ لوگے ایسے ہوں گے۔

وہ اس معاملہ میں فتوت کی طرف دار نہیں۔

کیا میں نے کی طرح نوت خوش رہے۔۔۔۔۔ کیونکہ ان کی اپنی بیٹی

اب وہ بھی سالن بن جائے۔۔۔۔۔ وہ اسی پر خوش ہوئے۔

ایسی ما بھائی _____ فہوت چلی جائے ہما
 امحیا علم و ادب

پہلی جائے _____ لیکن _____
شفقت مراد _____

لیکن کیا _____؟
 مسز بارون نے کہا۔
 کتنے دن لگ جائیں گے۔
 وہ بولے۔

احمد کو ایک دھچکا سا لگا _____ کیا قنوت نہیں آئی _____ اگر نہیں آئی تو کیوں
 ہی آئی وہ چند لمحے سوچ میں پڑ گیا۔
 صبح تو ہو گئی _____
 احمد نے کہا _____
 کہا تھا آپ کو _____ رات پر ہی رکھیں پروگرام کو _____ پاکستانی پابندی
 کا خیال نہیں رکھتے۔

بھائی صاحب گرام کی تعطیلات ہیں۔ چار پانچ روز تو لگ ہی جائیں گے۔
 پھر یا قوت کو بھی دعوت دیں گے _____ قنوت اکیلی نہ ہو گی _____ مسز بارون نے،
 کی تسلی کر دی۔
 اچھا اچھا _____ پھر ٹھیک ہے۔
 شفقت میاں اور زینت بیگم کو سکون سا ہو گیا۔
 فراز اور اس کی بیوی نے انکار کر دیا تھا۔ یا قوت اور راج کو بھی اطلاع کر
 تھی۔ یہ سب کچھ قنوت کی آسانی کے لئے ہو رہا تھا۔ لیکن جب خبر پہنچی ٹینا اور رز
 تو وہ تیار ہو گئے _____ اچھا خاصا قافلہ بن گیا _____ سب بہت خوش تھے _____
 سب موجود تھے سوائے قنوت کے۔

رہانے قریب سے چوٹ کی۔
 آپ درست فرماتی ہیں _____ لیکن قنوت کے یہ معرا صادق نہیں آتا۔
 احمد کو اچھا نہیں لگا۔
 کیا وہ پاکستانی نہیں ہے۔
 رہا قریب آگئی۔
 بالکل پاکستانی ہے۔
 پھر کیا وجہ ہوئی۔
 رہانے احمد کا موڈ دیکھ کر لہجہ بدل لیا۔
 کیا معلوم ارادہ بدل لیا ہو۔
 رہا پھر بول اٹھی _____ اسے اپنی زبان پر اختیار نہیں تھا۔
 وہ ارادہ نہیں بدل سکتی _____ ضرور کوئی وجہ ہو گی۔
 احمد دھڑکن سے بولا۔

جمعہ کی صبح جانے کا پروگرام تھا۔ پورچ میں پانچ خوبصورت گاڑیاں کھڑی تھیں۔
 _____ سب سے اگلی گاڑی میں ڈرائیور 'ری' ٹینا اور جاوید _____ ٹینا کی سہیلی
 دوسری میں یا قوت بچوں سمیت اس کی ملازمہ اور ڈرائیور 'راج' کو چھٹی نہ لگی تھی۔
 ہی رہا _____ تیسری میں احمد کے چند دوست _____ اور چوتھی میں احمد نے اپنے
 دیکھا _____ کوئی بھی موجود نہیں تھا۔
 کہاں ہو تم سب لوگ۔
 احمد نے کہا۔
 ٹاٹر مس گلے میں لٹکائے لان کا زینہ چڑھ رہی تھی۔
 احمد بھائی _____ جن لوگوں کا آپ کو انتظار تھا _____ وہ نہیں آ رہے
 کیا _____

صاحب قوت بی بی آگئیں۔

ملازمہ خوشی سے بھاگتی ہوئی احمد کے پاس آئی۔

احمد کی خوشی اتنا تک پہنچ گئی۔

جلدی سامان گاڑی میں رکھواؤ۔

احمد نے کہا اور ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا۔

سیاہ شیفون کی ساڑھی میں ملبوس سرخ بلاؤز نرم و نازک کول بدن چمے تراشیدہ مجسمہ ___ دراز بالوں کی چوٹی کولہوں پر پڑی آوارہ لٹ پیشانی پر جھولتی ہوئی سفید بے داغ چہرہ ___ وہ کس قدر حسین نظر آ رہی تھی ___ احمد سے آج اس کا جلوہ دیکھنا نہ جا رہا تھا ___ مسز ہارون بھی سو مرتبہ داری جا رہی تھیں۔

جاوید ___ رہنا تھا تو سب سکتے ہیں ہی آگئے۔

ناصرہ بیگم تو تعریف کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

واقعی آپا ___ لڑکی تو بلا کی حسین ہے ___ اتنا حسن میں نے کہیں نہیں

دیکھا۔

مسز ہارون مسکرا دیں ___

ما شاء اللہ شکھر بھی بہت زیادہ ہے ___ خدا زندگی دے ___ اللہ

خوب جوڑی بنائی ہے۔

وہ دل و جان سے فریفتہ تھیں۔

جوڑی ___ بنے ___

ناصرہ بیگم دل میں کہہ کے آگے بڑھ گئیں۔

اتنی دیر کیوں کر دی۔

احمد قریب جاتے بولا۔

میں تو جلدی آگئی ہوں ___ یہیں سے فون آیا تھا کہ نوبت کا وقت ___

اور اب تو آٹھ ہی بجے ہوں گے۔

س نے کیا تھا فون؟

احمد حیران کن لہجے میں بولا۔

کسی لڑکی کی آواز تھی۔

قوت نے کہا۔

ہوں ___ میں سمجھ گیا۔

سامان رکھوا دیا ہے صاحب جی۔

ملازموں نے کہا ___

احمد نے بغور قوت کو دیکھا ___ وہ کچھ خاموش خاموش سی نظر آ رہی تھی۔

طیعت ٹھیک ہے۔

احمد نے چاروں جانب دیکھ جب راستہ صاف دیکھا۔

ٹھیک ہوں ___ آپ کیسے ہیں۔

وہ دو قدم چل کر قریب آگئی۔

تھیں دیکھ کر سب دکھ دور ہو جاتے ہیں۔

احمد نے محبت پاش نظر قوت کے سراپا پر ڈالیں۔

وہ صرف مسکرا دی۔

وہ سب لوگ آرہے ہیں ___ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

سامنے جاوید، ری، مینا اور رہما خراماں چلے آرہے تھے۔

اتنی دیر میں سب لوگ قریب آگئے۔

اچھا ___ آپ قوت ہیں۔

جاوید نے حیران کن انداز میں قوت کے دلکش سراپا کو گھورا۔

وہ جھنجھپ سی گئی ___ جاوید کی برہنہ نظروں کا سامنا اس کے بس کی بات نہ

احمد نے محسوس کیا۔

یہ رہا ہے اور یہ ٹا اور ری ٹینا کو تو تم جانتی ہو تا۔

جی۔۔۔۔۔

قوت نے کسی فرمانبروار سنپ کی طرح سر ہلا دیا۔

دیے اچھی چوائس ہے احمد بھائی آپ کی۔

جاوید نے کہا۔

رہا نے گہری نظروں سے قوت کو تازا اور پلٹ گئی۔

قوت بیٹی۔۔۔۔۔ دیر کیوں کر دی۔

مسز ہارون نے کہا۔

قوت کو وقت غلط بتایا گیا تھا ای جان۔۔۔۔۔

احمد نے بات سیدھے راستے پر ڈال دی۔

غلط۔۔۔۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔۔۔

مسز ہارون ایک دم بولیں۔

صبح پانچ بجے کی بجائے دن کے نو بجے کا وقت بتایا گیا تھا۔

احمد نے سادگی سے کہا۔

اور یہ سنتے ہی رہا واپس چل دی۔

ٹھہرو رہا۔۔۔۔۔ جا کہاں رہی ہو۔۔۔۔۔

احمد نے کہا۔

نہیں احمد صاحب۔۔۔۔۔ اب جانے کا وقت ہے۔۔۔۔۔ گاڑی میں بیٹھتے ہیں۔

وہ جاتے جاتے بولی۔

لیکن قوت لہجہ پہچان گئی تھی۔۔۔۔۔ دیے تو احمد اس کے طرز عمل سے سمجھ

گیا تھا کہ غلط فہم کرنے والی یہی ہو سکتی ہے۔

لیکن جاوید کی نظروں میں قوت ہی قوت تھی۔ وہ اس کے حسن پر بری طرح

مرمنا تھا۔۔۔۔۔ جاوید نے آج تک بڑی بڑی لڑکیاں دیکھی تھیں۔ لیکن یہ حسن

مادی کسی میں نہ تھی۔ اس کے سفید شیشے کی طرح چمکتے بدن پر سیاہ ساڑھی اور سرخ
دور قیامت ڈھا رہا تھا۔ سب اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔۔ احمد کی گاڑی
میں بیٹھنے کے لئے بہت لوگ ٹھہرے تھے اور۔۔۔۔۔ ادھر جاوید چاہتا تھا کہ وہ قوت کے قریب
بیٹے۔ لیکن احمد سب کچھ سمجھتا تھا۔ وہ تو قوت کا محافظ تھا۔ احمد گاڑی خود ڈرائیور کر
رہا تھا اور قوت اس کے ساتھ والی سین پر تھی۔ ایک گاڑی میں کھانے پینے والی
چیزوں کے ساتھ ملازمین بیٹھے تھے۔ دن کے دس بجے کاشانہ ہارون سے یہ قافلہ مری
کے لئے روانہ ہو گیا۔ ہنستے کھیلتے۔۔۔۔۔ رکتے ٹھہرتے۔۔۔۔۔ گاتے گہیں ہانکتے۔

قوت نے جھک کر بڑی خوبصورتی سے کہا۔

تم جو میرے پاس نہیں ہو۔

وہ والمانہ انداز میں بولا۔

وہ صرف مسکرا کر رہ گئی۔

یہاں کہاں ہے۔

احمد نے کہا۔

وہ ابھی ابھی باہر گئی ہے۔ معلوم نہیں کہاں۔

قوت نے بالوں کو درست کرتے ہوئے کہا۔

آؤ باہر چلیں۔۔۔۔۔ بڑا خوبصورت موسم ہے۔۔۔۔۔ پھر چاند بھی جو سن پر ہے۔

احمد نے اٹھتے ہوئے قوت کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔

اگر کسی کو پتہ چل گیا تو۔۔۔۔۔

وہ سسم سی گئی۔

لنگی۔۔۔۔۔ ڈرتی ہو زمانے سے۔۔۔۔۔ جب ہم ایک ہیں۔۔۔۔۔ تو علیحدہ کیوں

رہیں۔

احمد نے قوت کا شانہ تھپتھپایا۔

وہ اٹھی چادر اوڑے احمد کے ساتھ ہو لی۔

ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے وہ فلیٹ سے بہت دور نکل آئے۔

آؤ یہاں بیٹھ جائیں۔

احمد ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اور اپنے پاس جگہ بنا کر قوت کو بٹھالیا۔ ایک

ڈکڑے کے سارے بیٹھنے والے جینے مرنے کی قسمیں کھانے والے بہت دیر تک

بٹھا کرتے رہے۔

کچ پوچھو تو میں ایک لمحہ بھی تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔

احمد نے قوت کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔ وہ انداز خود سپردگی کے

مری میں خوبصورت جگہ صاف کروایا گیا تھا۔ جو سیٹھ ہارون نے اپنی زندگی میں
ہی تعمیر کروایا تھا۔ سب نے اپنے اپنے کمرے منتخب کر لئے تھے۔ مسز ہارون نامہ جگر
کو ایک ہی کمرہ دے دیا گیا تھا۔ جاوید تنہا رہنا مناسب سمجھتا لیکن ری نے دوسری
طرف اپنا بستر لگا لیا۔ ادھر بیٹنا اور قوت کو راہ داری میں کمرہ مل گیا تھا۔ یا قوت اور
اس کے بچوں ملازمہ کو علیحدہ کمرہ دے دیا تھا۔ احمد نے سب کمروں سے دور پائین باغ
کے پاس اپنا مستقل کمرہ منتخب کر لیا تھا۔

سارے دن کے تھکے ہارے سب اپنے اپنے کمروں میں دیکھے بیٹھے تھے۔
لیکن احمد کو چین نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ آج کئی دن ہو گئے تھے اسے قوت سے ملے
ہوئے۔۔۔۔۔ وہ اس کے ساتھ آئی تھی لیکن پہلے سے بھی کہیں دور ہو گئی تھی۔
بجورا "اٹھا اور قوت کے دروازے پر دستک دی۔

دروازہ کھلا ہے آجائے۔۔۔۔۔

نقڑی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

اجازت ہے۔

احمد اندر داخل ہوتے مسکرایا۔

آپ۔۔۔۔۔ قوت حیران رہ گئی۔

آپ سوئے نہیں۔

قوت پلنگ پر سیدھی ہو گئی اور انگلیں رسالہ جو وہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ قریبی

میز پر رکھ دیا۔

خیند میری آنکھوں سے کوسوں دور ہے۔

وہ قوت کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

کیوں؟

عالم میں احمد سے لپٹ گئی۔۔۔ جیسے ہزاروں آنٹوں سے محفوظ ہو گئی ہو۔

کتنا سکون ہے تمہارے قرب میں۔۔۔ میں بعض اوقات سوچتا ہوں کہ تمہارے بغیر گزشتہ زندگی میں نے کیسے گزار لی۔

احمد نے بغور قنوت کے چرے کو دیکھا جو چاند کی روشنی میں چمک رہا تھا۔ وہ صرف ہنس دی۔۔۔ اور احمد کے سینے میں ہی چہرہ چھپا لیا۔

وہ کس قدر مسرور و شادماں ہو رہا تھا۔۔۔ قنوت کی محبت میں تڑپ تڑپ کر وقت گزارتا تھا۔۔۔ آج اس کے پاس ہے۔ اس سحر زدہ ماحول میں وہ اپنے آپ کو یوں محسوس کر رہا تھا جیسے کسی جادوگر نے اس کے سحر سے قنوت کی سانسوں میں تحلیل ہو جائے گا۔ وہ اس کے وجود میں گردش کرتے خون کی طرح گھل مل گئی تھی۔

قنوت۔۔۔۔۔

وہ سرگوشیانہ انداز میں بولا۔

وہ ہنس دی۔

جی۔۔۔۔۔ آہستہ سے بولی۔

یہ جی۔۔۔ نہیں، ہاں جی کے علاوہ بھی کوئی بات آتی ہے کہ نہیں۔

احمد نے اس کے سر پر چپٹ لگائی۔

وہ بھی ہنس دی۔

کہ اچانک انہیں اپنی پشت میں قہقہوں کی آواز آئی۔

لو۔۔۔ پھر مصیبتیں نازل ہو گئیں۔

احمد زبردست ناگواری کے عالم میں کھڑا ہو گیا۔

اچھا تو تم لوگ یہاں چاندنی کا مزہ لے رہے ہو۔

جاوید نے کہا۔۔۔ لیکن دل میں حسرت بری طرح اجاگر تھی کہ کاش قنوت

اس کی ہوتی۔

تم لوگ تو اپنے اپنے کمروں میں تھے۔

احمد نے کہا۔

جی ہاں۔۔۔ اپنے کمروں میں ہی تھے۔۔۔

تو پھر میرا تعاقب کیوں کیا۔

بظاہر احمد مسکرا دیا۔۔۔

دراصل ہم اپنے گروپ کا کوئی فرد غائب نہیں دیکھ سکتے۔

ریمان نے گہری نظروں سے قنوت کو دیکھا جو خاموش کھڑی تھی۔۔۔ صرف

اس کے ہونٹوں پر جسم کھیل رہا تھا۔

قنوت صاحبہ آپ نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے۔

جاوید نے چوٹ کی۔

جی نہیں روزہ نہیں۔۔۔ صرف فضول بکواس سے پرہیز ہے۔

احمد نے فوراً "برجستہ جواب دیا۔ وہ قنوت کی کسی قسم کی بھی توہین برداشت

نہیں کر سکتا تھا۔

سوال آپ سے نہیں کیا۔

ریمان نے کہا۔

وہ بھی میری ذات کا حصہ ہے۔

احمد نے لازوال محبت کا نذرانہ قنوت پر نچھاور کر دیا۔

Very Good۔۔۔ محبت ہو تو ایسی ہو۔۔۔

ری نے تالی بجائی اور ہنسنے لگا۔

ارے چھوڑو یار۔۔۔ بات کا لطف ہی ختم کر دیا تم نے۔۔۔ جاوید کو نہ

بانے اس بات سے غصہ کیوں آگیا۔

لیکن بیٹا کے ایک پتھر پر سے پھسل جانے سے ماحول گلزار ہو گیا۔ سب ہنسنے

لگے۔ بیٹا جھینچی ہوئی سیدھی کھڑی ہو گئی۔ ابھی سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں پہنچے

تھے کہ ناصرہ بیگم نے ریمان کو بلا بھیجا۔

جی امی _____

رہا اندر داخل ہوتے بولی۔

آؤ تم سے بات کرنا ہے _____ کیونکہ مسز ہارون کہیں باہر گئیں ہیں۔

ناصرہ بیگم نے رہا کو اپنے پاس بیٹھنے کو کہا۔

آج دو دن ہو گئے ہیں آئے ہوئے _____ تم احمد کا دل نہیں جیت سکیں۔

ناصرہ بیگم نے سخت لہجے میں کہا۔

کیسے دل جیت لوں _____ وہ خبیث اس کا پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔

رہا زبردست مایوس نظر آرہی تھی۔ اس کا قریبی عزیز رشتہ دار احمد اس کو

چھوڑ کر کسی تیسری لڑکی کو پسند کرے _____ یہ اس کی تو ہیں تھی۔

وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گی _____ تم کو شش کرو کہ وہ تمہاری ذات میں

دلچسپی لے۔

ناصرہ بیگم نے بیٹی کو وارننگ دی۔

میں اس کی ذات میں دلچسپی کس طرح لے سکتی ہوں۔

ریما سٹ پنا سی گئی۔

کیوں؟

ناصرہ بیگم نے کیوں کو سخت لہجے میں ادا کیا۔

اس لئے کہ احمد کی ذات کا وہ حصہ ہے۔

رہا نے جل کر کہا۔

یہ احمد نے کہا ہے۔

ناصرہ بیگم بہت چالاک عورت تھیں _____ رہا کی اوائیگی سے وہ جان بچی

تھیں کہ یہ لازمی احمد کے فقرے ہوں گے۔

جی _____

رہا قریب بیٹھ گئی۔

یہ میں جانتی ہوں کہ معاملہ سنگین ہے _____ لیکن ناممکن بھی نہیں _____

ناصرہ بیگم نے پلٹ کر رہا کو کہا۔

امی آپ درست کہتی ہیں _____ میں تو خود احمد کی شخصیت کو بے حد پسند

کرتی ہوں۔ رہا کے انداز میں شکست خوردہ جواری کی طرح جھنجھلاہٹ پائی گئی تھی۔

احمد کے ساتھ دولت بھی بے شمار _____ تم ذرا اس بارے میں سوچو _____

ارے کیا سوچنا ہے _____ ہمیں بھی تو پتہ چلے _____

جاوید کمرے میں داخل ہوا _____ ماں بیٹی کو دیکھ کر وہ ہنس کر بولا۔

ارے بیٹا _____ میں چاہتی ہوں کہ احمد سے اس کا رشتہ طے ہو جائے۔

ناصرہ بیگم مایوسی سے بولیں۔

ارے ماما میں کیا بتاؤں _____ وہ آفت کی پڑیا تو اپن کو بھی لے ڈوبی ہے۔

جاوید بری طرح قنوت کے حسن میں کھو چکا تھا۔

تو کیا تم بھی _____

ناصرہ بیگم حیرانی سے بولیں۔

بالکل _____ میں قنوت کو پسند کرنے لگا ہوں _____

جاوید نے کہا۔

چل ہٹ _____ تجھے کیا مصیبت پڑی ہے استانی سے بیاہ کرنے کی _____ وہ

زبردست نفرت سے رکیک لہجہ اپناتے ہوئے بولیں۔

اچھا چھوڑیے _____ میں اس وقت احمد بھائی کے پاس جا رہا ہوں۔ وہ کمرے

سے نکل گیا۔

تمام لوگ ڈانٹنگ ہال میں موجود تھے _____ سب اپنی اپنی سیٹوں پر براہمان

تھے لیکن قنوت کی سیٹ خالی تھی۔

بھئی واہ کمال کا پلاؤ ہے _____ جواب نہیں۔ شای کہاؤں کا _____

جاوید نے کہا۔

ہاں آج تو خوشبو سے بھوک اور بڑھ رہی ہے۔

وہ ہنس دی۔

رینا نے پلیٹ میں پلاؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

یہاں پلیٹ میں قورمہ ڈالتے بڑی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

رمی اور باقی لوگ سب کھانے میں مصروف ہو چکے تھے۔ لیکن احمد خالی پلیٹ

میں ججج ہلائے جا رہا تھا۔

صابرہ _____

احمد نے میز پر سویٹ کا ڈونگا رکھتے ملازمہ کو کہا۔

جی صاحب _____

قوت بی بی کہاں ہیں _____

کبیر بن گئی ہے صاحب جی _____ وہ آہی رہی ہیں _____

کیا مطلب ہے تمہارا _____

وہ گرج دار آواز سے بولا کہ ایک لمحہ کے لئے سب چونک اٹھے _____

خانساں کو بہت تیز بخار تھا _____ قوت بی بی نے کہا _____ کھانا وہ تیار کر

لیں گی۔

صابرہ لڑرتی ہوئی گویا ہوئی۔

اس طرح کہ یہ سب کچھ اس نے تیار کیا ہے۔

احمد شدید غصے میں بول رہا تھا۔

جی ہاں _____

صابرہ نے کہا _____

عین اس وقت وہ آنجل سے ہاتھ پوچھتی کمرے میں داخل ہوئی _____

خانساں کو چھٹی کڑوا دو _____ اس کی کیا ضرورت ہے۔

احمد شدید غصیلے انداز میں بولا۔

سب خاموش کھانے میں مصروف تھے _____ جرات اظہار کسی میں نہ تھی۔

دراصل بابا بہت بیمار تھا _____ احمد _____ مجھے بہت رحم آگیا اس پر _____

وہ احمد کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

تم پر کسی نے رحم نہیں کھایا _____

وہ اس کے سرپا کو گھورتے ہوئے بولا۔

رینا چیخ و تپ کھا کر رہ گئی۔

پھر کیا ہوا _____ میں تو عادی ہوں اتنا کام کرنے کی _____

قوت نے خوبصورت مسکراہٹ یا قوتی ہونٹوں پر کبیر دی _____ اور ہاتھ بڑھا

کرایک پلیٹ احمد کے سامنے رکھ دی _____ جو ابھی تک جوں کا توں بیٹھا تھا۔

میرے گھر میں ملازمہ بن کر نہیں مالکہ بن کر آؤ گی _____

احمد نے قوت کے سامنے رکھی پلیٹ کو پرے سرکا دیا اور ایک ججج اس کے

ہاتھ میں تھما دیا۔

سب لوگوں نے دیکھا _____ لیکن کسی نے بولنے کی جرات نہیں کی _____

ناصرہ بیگم نے بہت کوشش کی کہ کچھ کہیں لیکن وہ احمد کی تلخ طبیعت سے

واقف تھی _____ اس لئے اندر ہی اندر چپ رہیں _____ اور زہر کے گھونٹ پیتی

رہیں۔ مسز ہارون اپنے کمرے میں تھیں _____ انہیں کسی بات کا علم ہی نہ تھا۔

چنانچہ اسی ناخوشگوار ماحول میں کھانا ختم ہوا _____

اما کھانے کے بعد قورمہ ضرور ہونا چاہئے _____

جاوید نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کرسی پچھلی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

صابرہ سے کہو _____ میں تو آگ کے پاس بیٹھنے والا کام نہیں کر سکتی _____

احمد اور قوت خاموش کھانے میں مصروف رہے _____ ویسے بھی قوت احمد کے

ماننے بولنے کی سکت نہ رکھتی تھی _____ احمد کی تو بس یہی خواہش تھی کہ وہ اس

کے سامنے بیٹھی رہے اور وہ اس کی پوجا کرتا رہے۔

ہاں ہاں صابرہ بنا لے گی چائے۔
 احمد نے سیکین سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔

ہاں جی ٹھیک ہے _____ خدا صاحب جی کو زندگی دے _____ ساگ قائم
 رہے صدیوں _____ صابرہ نوکری میں برتن سینٹھے گی۔
 صابرہ قنوت بنا لوگی۔

رینا اور ناصرہ بیگم شانے جھٹک کر کمرے سے نکل گئیں۔۔۔۔۔ ٹیٹا اور رنی
 بھی چلے گئے۔۔۔۔۔ ڈانٹنگ ہال میں صرف احمد اور قنوت رہ گئے تھے۔
 ناصرہ کمرے میں داخل ہوئی۔
 قنوت نے پوچھا۔۔۔۔۔
 احمد ہاتھ دھوئے بیسن کی طرف گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی نظر بچا کر ناصرہ نے
 انکار میں سر ہلایا۔

برتن اٹھا لوں بی بی _____
 صابرہ نے قنوت سے کہا۔
 صابرہ _____
 احمد نے کہا۔

صابرہ قنوت سے سیکھ لو _____ اور کچن میں خود بنا لو _____ نہیں اچھا بنتا تو نہ
 بے _____ احمد نے صابرہ کا ہلتا سر دیکھ لیا تھا۔
 ایک تو آپ کی چھٹی حس بیدار بڑی جلدی ہو جاتی ہے _____
 قنوت اور صابرہ دونوں ہنس دس۔

جی صاحب _____
صابرہ ٹھمکی _____
تمہیں معلوم ہے یہ کون ہے _____

ہاں _____ لیکن تمہارے بارے میں تو میں بڑا غلط رہتا ہوں _____ ایک
تمہاری ہنسی نے تو جینے کا حق دیا ہے۔
احمد کو جذباتی دیکھ کر وہ برتن سمیٹ کر کمرے سے نکل گئی۔

احمد نے محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے قوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

ہاں جی _____ کیوں نہیں _____ اللہ ساگ سلامت رکھے _____ مالک ہیں _____ جی اس گھر کی _____

وہ قوت کا ہاتھ تھامے اپنے کمرے میں چل دیا۔

سردی بڑھ رہی تھی _____ احمد نڈھال سا بستر پر لیٹ گیا _____ چند لمحوں میں وہ زرو سا ہو رہا تھا _____ ہاتھ سرور اور ماتھا برف کی طرح ٹھنڈا _____

صابرہ نے احمد کے دل کی بات کہہ دی۔
سن لیا۔۔۔۔۔ آئندہ کوئی کام نہیں کرتا۔۔۔۔۔ بس
احمد نے قنوت سے کہا۔
وہ اپنے بستر پر لیٹ گیا۔۔۔۔۔
قنوت۔۔۔۔۔
وہ آہستہ سے بڑھ پایا۔

وہ ہنس دی۔۔۔۔۔ ست ہو جاؤں گی۔۔۔۔۔
کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ بس میرے سامنے رہو۔۔۔۔۔ کیوں صابرہ ٹھیک؟

جی۔۔۔۔۔
وہ احمد پر جھک گئی۔ کیا بات ہے۔۔۔۔۔ طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی
قوت نے اپنے ہاتھ کو احمد کی پیشانی پر رکھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہوں _____ تم میرے پاس رہو _____ جانا نہیں کہیں _____ اس کی
آواز میں قہر قراہٹ تھی _____ جیسے ٹوٹنے کے خوف سے کانچ کا برتن سم جائے۔
میری تو جان بھی آپ پر غار ہے احمد _____ کوئی گولی لے لیجئے _____
زبردست محبت بھرے انداز میں احمد کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے بولی _____ وہ _____
بیک _____ دیکھو _____ احمد وہ سبک انٹھی _____ وہ شدید سر درد میں مبتلا _____

ڈاکٹر _____

وہ دروازے کی طرف لگی۔

رک جاؤ _____ سب پریشان ہوں گے _____

احمد نے اسے پوری طاقت سے اپنی طرف کھینچ لیا _____ وہ دیوانوں کی طرح
سامنے پڑے بیک میں سے گولیاں تلاش کرنے لگی۔

یہ _____

قوت نے مہر رنگ کی شیشی دکھاتے ہوئے کہا۔

احمد نے سر ہلایا _____ قوت کی گویائی ساتھ نہ دے رہی تھی۔

قوت نے بڑی برق رفتاری سے گولی نکال کر پانی کے ساتھ احمد کے گلے میں
اندھیل دی _____ خدا را رحم کر _____ وہ بے قرار ہو گئی _____ گولی لیتے ہی چند
لمحوں کے بعد وہ پرسکون نیند سونے لگا۔ لیکن شدید کرب کے آثار ابھی تک اس کے
چہرے سے عیاں تھے _____

احمد بیٹے _____

اچانک دروازہ کھلا _____ مسز ہارون نے دیکھا قوت اس کی پیشانی سے بار
بار رہی تھی۔

میرے بچے _____ وہ مانتا ہے مجبور احمد پر جھکیں _____ اور پھر سب
انہیں _____ آئی _____ قوت نے بڑی محبت سے مسز ہارون کو قریب کی کرتی ہاتھ

دیا۔
گھبرائیے نہیں _____ خدا کا شکر ہے _____ طبیعت ٹھیک ہے _____ وہ _____
بنی اپنائیت سے ان کے شانے سسلانے لگی _____
میں تو ادھر سے گزر رہی تھی _____ تمہارے منہ سے خدا رحم کر کے الفاظ
ذرا سے نکلے تو میرے دل سے ہوک سی نکلی _____ الٹی خیر _____ میرا بچہ ٹھیک ہو
_____ مسز ہارون نے آنسو صاف کئے۔

گھبرائیے نہیں آئی _____ اب تو ٹھیک ہیں _____ پرسکون ہیں _____ قوت
نے رلا سے دیا۔

وہ تو چہرے سے ہی عیاں ہے کہ کتنی اذیت اٹھاتا ہے یہ اس درد میں _____
مسز ہارون کا کلیجہ کٹ کر رہ گیا۔

ابتدا شدید درد اٹھتا ہے _____ ڈاکٹر کو کیوں نہیں دکھاتے _____ قوت نے
جبران ہو کر کہا۔

میں نے بہت مرتبہ کہا ہے _____ آخر میں کندہ نا تراش نہیں ہوں _____ جو
اس کی تربت سمجھ نہ سکوں _____ لیکن یہ مانتا نہیں۔

مسز ہارون عالم پریشانی میں بولیں _____ وہ شدید بے قرار اور مضطرب نظر
آ رہی تھیں۔

سب لوگ کہاں ہیں _____

قوت نے دروازہ کھول کر باہر دیکھا _____

سب سیر کو نکل گئے ہیں _____ ادھر ہانڈوں میں _____ لیکن میں پریشان ادھر
جائی _____

آپ بھی فکر نہ کریں _____ احمد اب سو رہے ہیں _____ انہیں گے تو انشاء
اللہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں گے۔

وہ خود کس قدر پریشان تھی _____ لیکن مسز ہارون کو اس نے افسردہ نہیں

ہونے دیا۔ یہ سر کا درد اس قدر شدید کیوں ہے _____ سمجھ نہیں آتا _____

قوت نے حیران کن انداز میں احمد کو دیکھا۔

اجنی شدت تو پہلے کبھی نہیں ہوئی _____ صرف چکرا جاتا تھا _____ لیکن آج انہوں نے سوالیہ انداز میں قوت کو دیکھا۔

آج تو بلا کی شدت تھی _____ خدا کا شکر ہے گولی مل گئی _____

قوت نے فوراً ”زبان روک لی۔

اللہ ہمیں جزا دے بیٹی _____ نہ جانے کب وہ وقت آئے گا _____ جب تم اس گھر میں دلہن بن کر آؤ گی۔

مسناروں نے محبت کے لازوال جذبے کے تحت قوت کے چہرے کو تھام کر اس کی پیشانی چوم لی۔

اچھا _____ میں چلتی ہوں _____ ہوش آئے تو اطلاع کرنا _____ نماز کا وقت ہو رہا ہے۔

وہ اٹھتے اٹھتے بولیں۔

آپ بے فکر رہیں _____

قوت نے کہا۔

اچھا _____ مسناروں کمرے سے نکل گئیں۔

وہ دردناک بند کر کے قریب کی کرسی پر بیٹھ گئی _____ ایک گھنٹے کے بعد کلاک نے شام کے چار بجائے _____ پھر پانچ اور پھر چھ _____ یا الہی یہ گولی اس قدر نشہ آور ہے۔

وہ پریشان سی ہو گئی۔

چار گھنٹے ہوئے تھے احمد کو سوئے ہوئے _____ وہ خود کو تھا تصور کر رہی تھی۔ شام کے دھندلے پھیل گئے تھے _____ ویسے بھی ماحول پر سکون تھا _____ اللہ

احمد کو بیدار کر دے _____ وہ پلٹ کر احمد پر جھکی۔

قوت _____

اچانک اس نے دیکھا _____ احمد کے ہونٹوں سے اس کا نام تھر تھرایا ہو۔

میں آپ کے پاس ہوں احمد _____ اب کیسی طبیعت ہے آپ کی۔

قوت نے شدید محبت سے احمد کی پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا اور خود قریب بیٹھ گئی۔

میں زندہ ہوں _____

احمد مسکرایا۔

خدا آپ کو زندہ رکھے _____ میں آپ کے بغیر تنہا ہوں احمد _____ بالکل اکیلی

_____ وہ احمد کے چہرے پر چہرہ رکھے سسک اٹھی _____ آپ میری کائنات ہیں

_____ قوت کے آنسو احمد کے چہرے پر گرتے رہے اور وہ خاموش آنکھیں بند کئے

ت کے اس دیوتا کو دل ہی دل میں سلام کرتا رہا۔

احمد _____ اب ٹھیک ہیں نا _____

قوت نے اپنے آنچل سے احمد کے چہرے کو صاف کیا۔

بالکل ٹھیک _____ تم جو میرے پاس ہو _____ پھر مجھے کیا ہو گا _____ وہ

نہ بڑھا کر قوت کے رخسار پر رکھ کر بولا۔

جسے قوت نے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔

آپ کسی اچھے ڈاکٹر کو کیوں نہیں دکھاتے۔

وہ مصری ہو گئی۔

سر درد ہے _____ ٹھیک ہو جائے گا۔

احمد نے کہا۔

لیکن اس قدر شدید تکلیف _____ میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

قوت نے دکھ بھری نظر سے دیکھا۔

نہیں _____ تمہیں ایسا محسوس ہوا ہے _____ ورنہ نہیں _____ وہ نہ

لے کیا کیا چھپا رہا تھا _____ یا قوت کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

اچھا اللہ تمہارا ہو آپ کا _____

وہ اسے اٹھتے دیکھ کر اس کی مدد کرنے لگی۔

ابھی اتنا لاغر تو نہیں ہوا۔

وہ ہنس کر بولا۔

اللہ رحم کرے _____ اچھی بات منہ سے نکالا کریں۔

قوت نے احمد کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

چائے لاؤں _____

قوت نے کہا۔

ہاں _____ ضرور _____ تم نے پی _____

احمد بولا۔

نہیں تو _____ آپ کے بغیر میرے حلق سے کچھ نہیں اتر سکتا۔

وہ اسب بھی پریشان تھی۔

اچھا _____ لے آؤ _____

وہ بڑی اپنائیت سے بولا۔

وہ چلی _____

سنو _____ قوت _____

احمد نے پکارا۔

جی _____

وہ پلٹ کر دروازہ ہاتھ میں پکڑے بولی۔

امی کو تو نہیں علم _____ وہ تو بہت پریشان ہو جاتی ہیں۔

نہیں _____

وہ ایک دم سے کہہ کے ٹکل گئی۔

وہ سیدھی مسز بارون کے کمرے میں چلی گئی۔

آجائیں آئی _____

ہاں _____ قوت آؤ میری بچی _____ سناؤ _____ احمد بیدار ہوا۔

وہ بڑے کرب کے ساتھ بولیں _____ تسبیح کرتے ان کے ہاتھ بھی رک گئے۔

جی ہاں _____ اللہ کا شکر ہے _____ لیکن ان کو نہ پتہ چلے کہ آپ کو ان کی

بن کا علم ہے۔ وہ سمجھانے کے موڈ میں تھی۔

اچھا اچھا _____ میں سمجھ گئی _____ تم فکر نہ کرو _____ وہ جو تاپنے احمد کے

بے کی طرف چل دیں اور قوت کچن میں چلی گئی۔

لیکن ان لوگوں کو یہ مسرت بھرے لمحات راس نہ آئے۔ اچانک ملازم ٹیلی

م پکڑے داخل ہوا _____ لیکن دوسرے ہی لمحے فون کی گھنٹی ٹرن ٹرن بجنے لگی۔

کون _____ بھاگ کر یا قوت نے ہی ریسور تھام لیا _____ دوسری طرف راسخ

ل رہا تھا _____

امی کی طبیعت شدید غلیل ہے _____ فوراً "پہنچو _____ ورنہ نہ کرو _____ لیکن

رام نے یہ بات واضح کر دی کہ رابعہ بیگم ملک عدم روانہ ہو گئی تھیں۔ یہ اطلاع

ی سب لوگ واپس جانے کی تیاریوں میں لگ گئے _____

اب کیا ہو گا _____ ماما _____

رہانے کہا۔

کیا ہو گا _____ واپس چلو _____

ناصرہ بیگم نے کہا۔

کتنا لطف آ رہا تھا میاں _____ رابعہ آئی نے یہی دن سلیکٹ کرنا تھا۔ قریب

ہاؤس نے کہا۔

بہشت _____ زبان قابو میں رکھ _____ یا قوت نہ سن لے _____

ناصرہ بیگم نے ہنس کر کہا _____ اور جاوید خاموش ہو گیا۔

چنانچہ سب لوگ دوسرے دن رابعہ بیگم کے گھر پر تھے۔

تجیز و تحفین کے بعد مہمان رخصت ہو گئے۔ اچھا خاصہ ہنگامہ
 راج بے حد ملول و پریشان نظر آ رہا تھا۔

_____ باقی
 یاقوت نے قوت کو ایک طرف کرسی پر بیٹھے دیکھ کر کہا۔

_____ ہوں
 قوت نے سوگوار چہرہ اٹھایا۔ اسے راجہ بیگم کی موت کا بہت افسوس
 وہ اس کے لئے ایک مشفق اور شفیق ماں کی طرح تھیں اور گزشتہ تینوں کی
 تلافی اپنی ذات سے کرتی تھیں۔

اگر تم راج کے گھر آئی گئی ہو تو راج سے افسوس ہی کر لو۔ یہ ضروری
 تو نہیں کہ راج کا گھر ہے۔ میری بہن کا گھر نہیں ہو سکتا۔ قوت کا لہجہ
 ہو گیا۔

تمہاری بات درست ہے۔ لیکن رشتہ داری کے بھی کچھ تقاضے ہیں۔
 یاقوت نے کہا۔

مجھے کسی رشتہ داری کے تقاضوں سے سروکار نہیں۔
 وہ کہتی ہو گئی۔
 کیا بات ہے۔ قوت۔ تمہاری پیشانی پر شکن؟
 اچانک دوسری طرف سے احمد پلٹ آیا۔
 کچھ نہیں۔
 قوت نے بات الٹ دی۔
 لیکن یاقوت نے احمد کو منصف ٹھہرا لیا۔
 دیکھیں نا بھائی احمد۔ اتنا بڑا سانحہ ہو گیا ہے۔ لیکن باقی نے اپنے
 بہنوئی سے ابھی تک اماں کا افسوس نہیں کیا۔
 اس کی کوئی خاص وجہ؟

احمد نے گہری نظروں سے قوت کے چہرے کو دیکھا۔
 نہیں۔ وجہ تو کوئی نہیں۔ بس ویسے ہی۔
 یاقوت ایک دم سے چونک گئی۔
 تو چھوڑو اس بات کو۔ معمولی معمولی باتوں کو مسئلہ نہیں بناتے۔
 راجہ قوت کی خاصی مشکل حل کر دی۔ اور یاقوت بھی کسی عورت کی آواز
 مری طرف چلی گئی۔
 کوئی ایسا مسئلہ تو نہیں جو حل نہ ہو سکے۔ اس لئے ذہن پر زور ڈالنے کی
 پرت نہیں۔ احمد نے قوت کے قریب ہو کر سرگوشی کی۔
 نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔
 قوت مسکرا دی۔
 ٹھیک ہے۔ آؤ باہر چلیں۔
 وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر گیٹ کی طرف لے گیا۔
 کہتے ہیں مصیبت تنہا نہیں آتی۔ اپنے ساتھ اور بھی دکھ سمیٹ لاتی ہے۔
 راجہ بیگم نے اس دنیا سے منہ کیا موزا کہ شیرازہ حیات بکھر کر رہ گیا۔
 مال سے واپسی پر ابھی اس نے یونی فارم تبدیل ہی نہیں کیا تھا کہ راج منہ لٹکائے
 رہیں داخل ہوا۔
 کیا ہوا۔

وہ تذبذب کے عالم میں بچی کو گود سے اتار کر بولی۔
 کچھ نہیں۔
 وہ قریب صوفے پر بیٹھ گیا۔
 کچھ تو ہے جو یوں منہ بسورے چلے آ رہے ہیں۔
 وہ مضطرب انداز میں بولی۔
 کتنی کا دیوالیہ ہو گیا ہے۔

راخ نے جرات اظہار پیدا کی۔

بچے کے بارے میں سوچنے لگی۔

ماسٹرز کمپنی کا _____

کیا بات ہے _____ کچھ سوچ رہی ہو۔

جیسے یا قوت کو یقین نہ آیا ہو _____

راخ کو اب وحشت سی ہونے لگی۔

ہاں یہی ماسٹرز کمپنی کا _____ بلکہ چند دنوں میں کوٹھی بھی خالی کرنا ہو گی۔

میری سوچیں لا محدود ہیں _____ کیا بتاؤں آپ کو _____

ایک دم سے تکالیف کے پہاڑ گرا دینا چاہتا تھا۔

یا قوت کے انداز میں پچھتاوے کا عنصر غالب تھا۔

ہیں _____ اللہ یہ کیا ہو گیا۔

مجھ سے شادی کر کے پچھتا رہی ہو۔

یا قوت بہت پریشان ہو گئی۔

راخ نے کہا۔

تم تو حوصلہ کرو _____ خدا کوئی صورت نکال ہی دے گا _____ راخ نے

اب کیا فائدہ _____ چھ بچوں کی ماں بننے والی ہوں _____ پچھتا بھی لوں گی تو

یا قوت کو سہارہ دیا۔

باماصل _____ وہ آہستہ سے بڑبڑا کر رہ گئی۔

کیا صورت نکلے گی _____ ایسی اچھی نوکری پھر تو نہیں مل سکتی _____ اگر

لیکن راخ کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی تھی۔ راتوں رات امیر بننے کے جو

اس وقت ہی سرکاری ملازمت ہوتی تو ایسا تو نہ ہوتا۔

اب اس نے دیکھے تھے وہ پورے ہوتے نظر نہیں آ رہے تھے۔

یا قوت کو گیسے وقت کی تلافی کرنا تھی۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا تھا _____ اس

دن رات انہیں سوچوں میں مستغرق رہتا _____ کوٹھی خالی کرنے میں صرف دو

منگائی کے دور میں پانچ بچوں کا ساتھ _____ ضروریات زندگی اور تعلیمی اخراجات آڑ

باقی تھے _____ اور ابھی تک کہیں کوئی مکان نہیں ملا تھا۔

چار ہزار میں یہ سب کچھ نہیں ہو سکتا۔

کوئی مکان ہزار بارہ سو سے کم نہیں مل رہا _____ اب کیا ہو گا _____ وہ

اس کا مطلب کہ یہ فرنیچر یہ سامان یہ سب کچھ _____ وہ رک گئی۔

روٹی سے بولی۔

ہاں، ہاں _____ کمپنی کا ہے _____ ہمیں صرف اپنا ذاتی سامان لے کر جانا

اماں کے ہاں چلے جاتے ہیں _____ آخر اس میں تمہارا بھی تو حصہ ہے۔

گا۔ وہ یا قوت کے سوال و جواب سے جھنجھلا اٹھا تھا۔

وہ خود غرضی پر اتر آیا۔

بہت برا ہوا _____ کاش ہم منزل تک پہنچنے کے لئے سست کا تعین کر لیتے

اس گھر میں _____ لوگ کیا کہیں گے _____ اور پھر منگوائش کہاں ہے وہاں

_____ یا قوت بڑے مایوسانہ انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی۔

وہ باتوں میں انکار کرتے بولی۔

بیگم صاحبہ _____ منا رو رہا ہے _____ لے لیجئے ذرا _____ میں گزیا کوئی

بہت منگوائش ہے _____ فراز تو اپنے گھر ہے _____ قنوت کے پاس اوپر والا

دے دوں۔

بے وہ بھی خالی ہو جائے گا _____ سارا مکان تو خالی ہے _____ اور کیا چاہئے

بوڑھی اماں نے کمرے میں آکر منے کو یا قوت کی گود میں بٹھاتے ہوئے کہ۔

راخ کی گفتگو زہر میں بجھے تیر کی طرح اس کے سینے میں پیوست ہو

یا قوت نے پونے دو سال کے گول مٹول منے کو گود میں بٹھالیا _____ اور آنے والے

سسرال کے گھر داماد کچھ زیب نہیں دیتا۔

یا قوت نے کہا۔

میں کونسا ان کی پابنتی لگا بیٹھا رہوں گا۔

وہ اپنے ارادے کی عرانیٹ چھپانہ سکا۔

بھابی _____ جلدی کھانا چاہئے _____ جانا ہے _____

دو دنوں ایک دم چونک اٹھتے _____

کہاں جانا ہے _____ جب بھی آتے ہو تمہیں جانے کی ہی جلدی ہوتی ہے

یا قوت جھلا کر بولی۔

تمہارا میٹرک کا امتحان ہے _____ محنت کرو گے تو پاس ہو گے _____

راخ نے کہا۔

مجھے نہیں پڑھنا _____ میں تو کوئی کاروبار کروں گا۔

تمہیز نے دھپ سے کرسی پر بیٹھ کر صاف انکار کر دیا۔

چلو _____ یہ بھی گیا _____

یا قوت طنزاً بولی۔

کھانا تو دیں _____ بعد میں کہہ لیجئے گا جو کتنا ہے۔

وہ لا پرواہ سا بیٹھ گیا۔

جاؤ اماں سے کہو _____ تمہیں کھانا دے۔

راخ بھائی کی حمایت میں بولا۔

یا قوت خود ہی اٹھ گئی _____ وہ بات کو طول دینا نہیں چاہتی تھی۔

چند منٹوں کے بعد وہ واپس آئی۔

میز پر کھانا لگا دیا ہے _____ کھا لو جا کر _____

یا قوت نے کہا۔

ٹھیک ہے۔

وہ منہ زور گھوڑے کی طرح اٹھا _____ پاؤں پٹختا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

وہ دیکھ رہی تھی جب سے رابعہ بیگم نے انتقال کیا تھا _____ تمہیز کے طور

رہنے اور ہو گئے تھے۔ وہ بہت لاؤلا بننے کی کوشش کر رہا تھا _____ جیب خرچ کی

بہت زیادہ ہو گئی تھی _____ اگر پوری نہ کی جاتی تو فساد کھڑا ہو جاتا _____ اور اس

مورد الزام صرف یا قوت کو ٹھہرایا جاتا۔ راخ بھی یہی کہتا کہ تم اسے اچھا نہیں

ہی۔ وہ تمہاری نظروں میں کھٹکتا ہے۔

یہ تم کہہ رہے ہو _____ جس کی ہر جائز و ناجائز خواہشات پوری کی ہیں میں

یا قوت سچ پا ہو گئی۔

اصل موضوع سے ہٹنے کی کوشش نہ کرو _____ میں تمہیز کی بات کر رہا ہوں _____ راخ چلایا۔

سب جانتی ہوں _____ تمہیز کی آڑ میں تم مجھے _____

وہ چلائی _____ لیکن راخ نے اس کی بات کاٹ دی۔

بکواس بند کرو _____

بس اسی طرح ماحول خراب رہنے لگا _____ نہ مکان ملا _____ نہ وہ پہلے جیسی

تھی۔ ملازمہ کو بھی چھٹی کر دی تھی۔ ویسے بھی راخ اور مکان لینے کے حق میں

نہیں۔ آج شام کو بات کر دے اسی سے۔

راخ نے کہا۔

میں نے کر لی تھی۔

پھر کیا کہا انہوں نے۔

راخ چونک سا گیا۔

انہوں نے کہا اوپر تین کمرے ہیں _____ کہہ رہی تھیں آجائے _____ انکار

نہی تھیں وہ۔

تو بس ٹھیک ہے۔۔۔ رہائش کا مسئلہ تو حتم ہو گیا۔۔۔ بلکہ حل ہو گیا۔۔۔
 راج کے کردار و افعال کی بدلتی تصویر اسے اندیشوں و دوسوں کے سپرد کر
 بی تھی۔ لیکن پھر بھی سب مجبوریوں کے ساتھ اس نے حالات سے سمجھوتہ کرنا تھا
 وہ کرے گی۔۔۔ چھ بچے اس کے راستے کی دیوار تھے۔ زینت بیگم اور شفقت
 ہاں نے پھر بھی اس کا بہت ساتھ دیا۔ وہ اپنا مکمل سامان لے آئی تھی۔ اوپر تین
 نروں میں جس کے ساتھ چھوٹا سا کچن بھی تھا قنوت نے بڑی اچھی یسٹنگ کر دی
 تھی۔

یا قوت ایک دم سے چوکی۔

جی۔۔۔

قوت نے پکارا تھا۔

تمیز کہاں رہے گا۔

قوت نے کہا۔

ادھر ہی ہمارے ساتھ۔

یا قوت نے شرمسار انداز میں کہا۔

لگی ہو۔۔۔ تمہارے ساتھ کیسے رہ سکتا ہے۔۔۔ اس کے لئے میرا کمرہ

بہرے گا۔۔۔ قوت قربانیاں دینے کی عادی ہو چکی تھی۔

آپ کا۔۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔

ہاں ہاں۔۔۔ کوئی انوکھی بات نہیں۔۔۔ میں فراز کے کمرے میں شفٹ
 ہائی ہوں۔

ہاں۔۔۔ میں کس منہ سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔

یا قوت نے قوت کے چہرے کو دیکھ کر کہا۔۔۔ اور بہن کی خاطر اس نے

میں قبول کر لیا۔۔۔ اور دوسرے دن اپنے سامان کو نیچے فراز کے کمرے میں لے

آئے دیئے بھی راج سے آنا سامنا اسے پسند ہی نہیں تھا۔

مطلب یہ کہ بچوں کو سنبھالنے کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ مکان کا مسئلہ بھی
 ہو گیا۔ گھر اکیلا ہے وہ بھی مسئلہ حل ہو گیا۔

بس بس۔۔۔ تقریر نہیں سننا چاہتا۔۔۔ تمیز کے لئے بھی کمرہ
 چاہئے۔

وہ بڑی ڈھٹائی سے بولا۔

وہ گھر ہے مہمان خانہ نہیں۔۔۔

یا قوت کو بہت غصہ آگیا۔۔۔ اس سے اب راج کی خود غرضی برداشت
 ہو رہی تھی۔

تو کیا بھائی کو گھر سے باہر نکال دوں۔

راج بھی تلخ ہو گیا۔

گھر سے باہر نکالنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ تین کمرے بہت ہیں ہمارے۔

یا قوت ہر ممکن گزارہ کرنا چاہتی تھی۔ ماضی کے حالات اسے آئندہ کوئی
 اٹھانے نہیں دے رہے تھے۔ اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ راج سے شادی
 کے اس نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ راج واقعی قوت جیسی سلجھی ہوئی سویر لڑکی
 لئے ٹھیک نہیں تھا۔۔۔ سو خدا نے راج کو ایک حادثہ کے ذریعے میرے نصیب
 لکھ دیا۔۔۔ وہ ایسی زنجیر میں بندھ چکی تھی جس سے نکلنا سوائے موت کے

ہے احمد کو کپ تھما کے دوسرا خود لے لیا۔

بت دن ہو گئے۔ قوت کی کوئی خبر نہیں لی۔ اور نہ ادھر سے کوئی

مزاروں نے خود ہی احمد کی مشکل حل کر دی تھی۔ وہ اسی طرح لان
پاہتا تھا کہ قوت کی کوئی بات ہو۔

آپ ہو آئیں نا جا کر۔ کیسی ہے وہ۔ ویسے راج کا رویہ اس سے
ہے۔ قوت کے ساتھ یا قوت کی تلخی اسے یاد آگئی۔ جو شوہر کی حمایت
دیتی تھی۔

نہیں کیسے علم ہوا۔۔۔ ویسے قوت تو بڑی سلجھی ہوئی لڑکی ہے۔۔۔ میں
مجھے کہ وہ جھگڑا ہو۔

معلوم نہیں پھر کوئی جیلس وغیرہ کی چیز ہو گی۔

احمد نے اس بور ٹاپک کو ختم کرنا چاہا۔

ہاں امی۔۔۔ یاد آگیا۔۔۔ یا قوت بال بچوں سمیت والدین کے ہاں مقیم ہو
۔۔۔ احمد نے چونک کر کہا۔

لا کیوں۔۔۔ اچھا بھلا گھر تھا اس کا۔

مزاروں کی حیرت عروج تک پہنچ گئی۔

راج آج ملا تھا۔۔۔ کہہ رہا تھا۔۔۔ ملازمت چھوڑ دی ہے۔

احمد کے انداز میں غیر اعتمادی کا عنصر تھا۔

کیوں؟۔۔۔ نکال دیا ہو گا۔۔۔ وہ بہت تیز بھاگ رہا تھا۔۔۔ مسز
تی ہوشیار عورت تھیں۔

اچھا خیر۔۔۔ اس فضول بحث کو چھوڑو۔۔۔ میں چاہتی ہوں قوت کو بہت
دانا کر لے آؤں۔

اب ایک سال تک ممکن نہیں۔

آج موسم قدرے خوبصورت تھا۔۔۔ منھی منھی بدلیاں سیاہ وردی ہیں
فوجیوں کی طرح ڈیرے ڈالے آگے پیچھے بھاگ رہی تھیں۔۔۔ ٹھنڈی تیز ہوا چل
رہی تھی۔ شام پانچ کا عمل تھا۔۔۔ مزاروں نے ملازمہ کو لان میں ہی چائے لائے
کو کہہ دیا تھا۔

جی بہتر۔۔۔ ملازمہ پلٹ گئی۔

احمد کو کتنا لان میں ہی آجائے۔

وہ آرام کرسی پر بیٹھتے بیٹھتے بولیں۔

جی بہتر۔۔۔

اور ملازمہ چلی گئی۔

چند لمحوں کے بعد ملازم خوبصورت ٹرے میں چائے لے آیا۔۔۔ اور از

کے فوراً ”بعد احمد بھی ادھر ہی آگئے۔

وہ اس وقت غسل سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کر کے ادھر ہی آگئے تھے۔

آؤ بیٹا چائے پیو۔

مزاروں نے بڑی محبت سے خوش آمدید کہا۔

وہ بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کیسی طبیعت ہے بیٹا۔

ماں نے محبت اور تشویش بھری گہری نظر ڈالی۔

خدا کا لاکھ شکر ہے امی۔۔۔ ویسے ڈاکٹر ولیم کے علاج سے سکون ملا ہے۔

احمد نے کہا۔

خدا شفا دے گا۔۔۔ اس کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں۔

ماں کے دل کو قرار سا مل گیا تھا۔۔۔ وہ مطمئن انداز میں چائے پی۔

احمد کا لہجہ افسردہ تھا۔

وہ کیوں؟

اس لئے کہ رابعہ بیگم کو ابھی ایک سال نہیں ہوا _____ اور رابعہ بیگم؟
راخ کی والدہ اور راخ شفقت خاندان کا داماد ہے۔

احمد نے آگے جھک کر ماں کو راخ کی اہمیت سے آگاہ کیا۔

یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو _____ لیکن اب وہاں قنوت کا رہنا مناسب
_____ وہ بڑی پریشانیوں میں الجھ جائے گی۔

مسز ہارون سمجھ رہی تھیں کہ یا قنوت کے آجانے سے قنوت کو ایک ملازم
طرح کام کرنا پڑ رہا تھا۔

دیکھ لیں آپ بات کر کے۔

احمد یاس بھرے انداز میں بولا۔

ابھی نہیں _____ اگلے ماہ بات کروں گی _____ اس وقت تین ماہ ہو جائیں
رابعہ بیگم کو _____

صاحب جی آپ کا فون _____

ملازم نے ریسور اور ٹیلی فون لان میں ہی احمد کے سامنے رکھ دیا۔

احمد _____ آپ کیسے ہیں _____

ارے قنوت تم _____ کہاں سے بول رہی ہو _____ میں تو ترس گیا تھا۔

آواز کو _____ اس نے ماں کی پرواہ نہ کی۔ احمد کی خوشی کی انتہا نہ رہی _____

کی آواز اس کے کانوں میں رس مچول مچلی _____ میں آج کل فراز کے ہاں _____

ہوئی ہوں۔

اچھا _____ پھر تو بڑی موبیں ہوں گی _____ کوئی پابندی وغیرہ تو نہیں؟

احمد بھی خوش ہو گیا۔

جی ہاں _____ لیکن پابندی سے مطلب؟ _____

قنوت ایک دم حیرانی سے بولی۔

آئی کیسی ہیں _____

ٹھیک ہے _____ لو بات کرو ان سے _____

احمد نے ریسور مسز ہارون کو پکڑا دیا۔

ہیلو _____ قنوت بیٹی _____ آپ سنائیں۔

خدا کا شکر ہے _____ بہت دن ہوئے تم سے ملاقات نہیں ہوئی _____ آجاؤ

ی دن _____ مسز ہارون بیٹی کی زبان بول رہی تھیں۔

ادھر قنوت نے ہنس کر فون بند کر دیا۔

دوسرے دن دوپہر کے وقت وہ رکشے پہ بیٹھی اور احمد کے گھر پہنچ گئی۔ بہت

بھائی نے کہہ ڈرا یور چھوڑ آئے گا _____ لیکن وہ بات کھولنا نہیں چاہتی تھی۔

اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے وہ حسب عادت سیدھی سفید ساڑھی کا پلو

لٹی احمد کے کمرے میں ہی پہنچ گئی _____ قنوت نے آہستہ سے پردہ سرکا کر دیکھا

_____ احمد کی دروازے کی طرف پشت تھی اور وہ پیانو کے پاس بیٹھا اپنی پسند کی

باجا رہا تھا۔ کمرے میں بیرونی کھڑکی سے چمن چمن کے روشنی آ رہی تھی _____

دوروغن کے ہم رنگ ویز پردے گرے ہوئے تھے _____ بہت ہی خواب آگئیں

ن تھا۔

اسے شرارت سو جھی _____

وہ دبے پاؤں آہستہ آہستہ چلتی احمد کی پشت تک پہنچ گئی _____ اور نرم و

خوبصورت ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھ دیئے۔

ہوں _____ وہ ہی ہو _____ جس کا مجھے انتظار ہے۔

پانوں سے انگلیاں ہٹاتے ہی اس نے فوراً "ہاتھ بڑھا کر قنوت کے ہاتھ تھام

میں تو فضاؤں میں تیرا وجود محسوس کر لیتا ہوں۔

احمد نے قوت کو اپنے سامنے ہی بیٹھا لیا۔

کیسی طبیعت ہے۔

قوت نے یونہی بیٹھے بیٹھے کہا۔

تم سامنے ہو تو بہت اچھا ہوتا ہوں _____ تمہری عدم موجودگی میں شرہ _____ وہ بڑا خوش نظر آ رہا تھا۔

بتا دوں آگنی کو _____ کہ سارا فراڑ ہے _____ وہ کھل کھلا کر ہنس دی۔
موتیوں کی طرح سفید دانت یوں لگے جیسے مال ٹوٹ گئی ہو۔
ہاں لیکن ایک شرط پر۔

احمد نے قوت کے دونوں ہاتھ ابھی تک پکڑے ہوئے تھے۔
کوئی شرط _____

ساڑھی کا پلو ڈھلک کر نیچے سرک گیا تھا۔
وہ اس کے تراشیدہ کندنی بدن کو دیکھ کر مدہوش ہو گیا۔
یہی کہ کہیں جانا نہیں۔

وہ اب اس کے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔

کیا کہوں احمد _____ مجھے خود آپ کا خیال ہے _____ آپ کو میری
ضرورت ہے _____ میں سمجھتی ہوں _____

قوت کو احمد پر رحم بھی بہتا تھا۔

تو تاخیر کس بات کی ہے۔

وہ جھنجھلا کر بولا۔

ارے بھئی راجہ پھوپھو کو کم از کم ایک سال ہونا چاہیے۔

ایک سال تک میں چاہے اللہ کو پیارا _____

احمد _____ کیسی باتیں کرتے ہیں آپ _____ قوت تڑپ کر اس سے لپ

_____ خدا میں اب آپ کا کوئی صدمہ برداشت نہیں کر سکوں گی۔

احمد نے قوت کو اپنے مضبوط بازوؤں کے حصار میں لے لیا _____ میری زندگی
میرا سکون _____ تمہری وجہ سے مجھے زندگی کی راحت نصیب ہوئی ہے۔

احمد _____

قوت اس کے کالر سے کھیلتے ہوئے بولی۔

آج کے بعد کبھی موت کا ذکر نہیں کرنا آپ نے۔

نہیں کرتے سرکار _____ اور حکم _____

وہ والہانہ انداز میں بولا۔

اچانک دونوں چونک گئے۔

دروازے پر دستک ہوئی۔

کون _____ احمد نے کہا _____

قدیر ہوں صاحب جی _____

قدیر جانتا تھا کہ قوت اور احمد ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے _____

آجائو _____

قوت اٹھ کر سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔

قدیر نے اندر آتے ہی سلام کیا۔

کیا بات لے ہے۔

راخ صاحب آئے ہیں _____

قدیر نے کہا۔

اف اللہ _____ اس شخص نے زندگی اجیرن کر دی ہے۔

احمد نے ماتھے پر ہاتھ مارا _____

کیا ہوا _____ کوئی کام ہو گا انہیں _____

قوت نے آہستہ سے کہا۔

ہاں _____ نوکری چھوڑ بیٹھا ہے _____ اب کاروبار کے لئے کچھ رقم مانگ

رہا ہے۔

رقم _____

قوت نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

ہاں _____ تمہارے خیال میں کیا کرنا چاہئے۔

احمد نے کہا۔

آپ پہلے قدر کو جواب دیں _____ قوت نے قدر کی طرف اشارہ کیا۔

ارے ہاں قدر _____ تم نے میرا بتا دیا۔

جی نہیں _____ میں نے کہا کوٹھی کے اندر دیکھتا ہوں _____

شاباش _____ کافی سمجھدار آدمی ہو _____ کہہ دو میں گھر پہ نہیں ہوں۔

قوت کے لئے وہ جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو گیا۔

ٹھیک ہے صاحب میں کہہ دوں گا۔

ارے قدر کہیں یہ نہ کہہ دے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں گھر پہ نہیں۔

قوت کی بات سے احمد اور قوت کھل کھلا کر ہنس دیئے۔

قدر ہنستا ہوا چل دیا۔

جناب احمد صاحب تو گھر پہ نہیں ہے۔

اچھا _____

راخ کھڑا ہو گیا۔

کب آئیں گے۔

راخ دیر ان سالگ رہا تھا۔

معلوم نہیں سرکار _____

قدر سادگی سے بولا۔

کوئی وقت بتا کر نہیں گئے۔

راخ نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔

بادشاہ لوگ ہیں سرکار _____ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔

قدر چاہتا تھا کہ وہ جلد جان چھوڑ جائے تو بہتر ہے۔

اچھا _____ میں چلتا ہوں _____ انہیں میرا بتا دینا۔

بست بہتر _____

راخ باہر نکل گیا اور قدر پلٹ آیا۔

اچھا جی _____ پھر کوئی اور بات _____

احمد اٹھ کر قوت کے پاس ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

کچھ نہیں _____ ارے ہاں احمد مجھے یاد آیا _____ راخ کتنا روپیہ مانگ رہا

روپیہ تو بہت مانگ رہا ہے۔

احمد نے کہا۔

بست مانگ رہا ہے _____ پھر بھی کتنا؟ _____

قوت سیدھی ہو کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے بولی۔

کم از پانچ لاکھ _____

احمد نے ہاتھ کی پانچ انگلیوں کا اشارہ کیا۔

یہ تو بہت زیادہ ہے _____ ذرا سوچ سمجھ کر _____ ادھار محبت کی فینچی ہے

_____ قوت نے کہا۔

اس ادھار سے تیری میری محبت کو فرق نہیں پڑے گا۔

احمد حسب عادت فراخ دلی سے بولا۔

یہ بات نہیں ہے _____ لیکن پھر بھی آپ آنٹی سے مشورہ ضرور کر لیں۔

قوت راخ کی طبیعت سے واقف تھی۔

ہاں وہ تو میں امی سے پورا مشورہ کروں گا _____ امی بہت اچھی اور بہتر مشیر

ہے۔ بالی دی دے قوت تمہیں علم ہو گا کہ راخ نے ملازمت کیوں چھوڑی۔

مجھے نہیں معلوم۔

قوت بات دبا گئی۔۔۔ وہ بہن کا پردہ چاک نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اچھا چھوڑو۔۔۔ چائے پیو کی یا کافی۔۔۔

احمد نے محبت سے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

جو آپ کا جی چاہے۔ میں وہی پسند کرتی ہوں۔

قوت نے اپنی طبیعت کو بھی اس کی پسند پر چھوڑ دیا تھا۔

ٹھیک ہے پھر کافی چلے۔۔۔

احمد نے کہا۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی کال بل دبا دی۔

کافی پینے کے بعد دو محبت کے مارے بیٹھے رہے۔۔۔ عمر بھر ساتھ رہنے کی

تمیں، جینے مرنے کے وعدے، دو جسم تھے لیکن ایک قالب میں ڈھلے ہوئے تھے۔

صاحب۔۔۔ احمد صاحب ملنے آئے ہیں آپ سے۔

ملازم نے کہا۔

بلاؤ۔۔۔

احمد نے ایک دم کہا۔

جی بہتر۔۔۔ ملازم چلا گیا۔۔۔ اور چند لمحوں کے بعد احمد صاحب کمرے میں تشریف لائے۔

آئیے آئیے۔۔۔ ماشاء اللہ اس کرسی پر بیٹھ رہے ہیں سرکار۔۔۔ احمد قدرے بذلہ سنج انسان تھا۔

ارے یار جانے دو۔۔۔ کھن لگانے کی تمہیں عادت ہے۔

احمد خوب ہنستے ہوئے بولا۔

آسکتی ہوں۔۔۔

وہ بری طرح چونک گیا۔۔۔ دروازے میں کسی آسیب کی طعن قوت کی آواز۔

کچھ ہے۔ بھلا اسے بھی کسی چیز کی طلب رہ جاتی ہے۔ جس کے پاس کسی اچھے انسان کی بخشی ہوئی قبولیت کی سند ہو۔ جسے کسی کے من میں بسنے کا یقین، جس کی روح کا تانا کسی دوسرے سے بندھا ہو۔

کیا سوچ رہی ہو۔

احمد نے ٹھوکا دیا۔

جی۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ بس میں نہ جانے کہاں چلی گئی تھی۔

اچھا احمد صاحب میں چلتا ہوں۔

امجد کھڑا ہو گیا۔

ارے بیٹھو نایار۔۔۔۔۔ کسی کام آئے تھے۔

احمد نے خیال کیا۔ کیونکہ امجد بغیر کسی وجہ کے نہیں آتا تھا۔

چھوڑو بات وات کو۔۔۔۔۔ تم لوگ بیٹھو۔۔۔۔۔ پھر سہی۔

امجد نے جانے کے لئے قدم اٹھا لئے۔

بات تو سنو۔

احمد نے ذرا بلند آواز سے کہا۔

امجد پلٹا۔

ارے پاگل انسان۔۔۔۔۔ تم جانے تو ہو کہ قوت ہے۔۔۔۔۔ تمہاری ہونے

والی بھابی۔۔۔۔۔ اور اس سے کیا پردہ۔۔۔۔۔ یہ تو میرے جسم کا ایک حصہ ہے۔

وہ بے تکلف کہہ گیا۔

قوت ہونٹوں پر ہی مجسم ہو گئی۔۔۔۔۔ یہی باتیں احمد کی اچھی لگتی تھیں

اور اسے پیار آتا ہے۔

احمد کو اس کے یا قوتی ہونٹوں پر مجسم کھلتا بہت اچھا لگا۔

امجد بیٹھ گیا۔

کہو۔

ارے قوت تم۔۔۔۔۔ آؤ آؤ بیٹھو۔

وہ احترام "کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ امجد بھی کھڑا ہو گیا۔

شکریہ۔

قوت سامنے ایک خوبصورت کرسی پر بیٹھ گئی۔

قوت کے بیٹھے دونوں بھی بیٹھ گئے۔

کیسے راستہ بھول پڑا تمہیں۔

احمد انتہائی اپنائیت اور دل لگی سے بولا۔

آج کام ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ چند دنوں میں رزلٹ بولنے والا ہے۔۔۔۔۔ چینگ

ہو چکی ہے۔۔۔۔۔ اس لئے میں نے سوچا احمد صاحب کا نیا آفس تو دیکھ آؤں۔

Very Good۔۔۔۔۔ بہت اچھا کیا تم آگئیں۔۔۔۔۔ لو دیکھو کارڈ بھی چھپ

گئے ہیں۔۔۔۔۔ احمد نے ایک نکال کر قوت کے سامنے رکھ دیا۔

قوت اینڈ کمپنی لینڈ۔

احمد یہ کیا مذاق ہے۔

قوت اتنا بڑا فیصلہ دیکھ کر حیرت زدہ سی رہ گئی بلکہ اس کی زبان گنگ ہو گئی۔

مذاق نہیں ہے یار۔۔۔۔۔ اس کی سیاہ سفید کی تم وارث ہو۔۔۔۔۔ احمد نے

جک کر اسے سمجھانا چاہا۔

مگر میں اس قدر زیادہ کی متحمل نہیں ہوں۔۔۔۔۔ تھوڑے پر قناعت کر لینی

ہوں۔۔۔۔۔ قوت پریشان سی ہو چکی تھی۔

اوہو۔۔۔۔۔ ارے امجد یار سمجھاؤ اسے۔

احمد نے امجد کی طرف رخ کیا۔

مت گھبرائیے۔۔۔۔۔ یہ کمپنی آپ کی ہے۔۔۔۔۔ بلکہ احمد صاحب نے تو آپ

کے نام ہی کر دی ہے۔

جی۔۔۔۔۔ ساکن سی ہو گئی۔۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں۔ میرے پاس بہت

احمد نے سرگوشانہ انداز میں کہا۔
تم جس شخص سے ساجھے واری ڈال رہے ہو۔۔۔ وہ شخص اچھا نہیں ہے۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔

قوت اور احمد ایک دم سے چونک گئے۔

ماسٹرز کمپنی نے فراڈ کے کیس میں اسے نکال دیا ہے، بلکہ اس کے بچوں کا خیال کرتے ہوئے اس سے رقم بھی وصول نہیں کی۔۔۔ سالا عمر قید تو ہوتا ہی۔۔۔
احمد کا ریک انداز قوت اور احمد دونوں کو شرمسار کر گیا۔

اس کا اتنا پتا۔۔۔ پھر بھی کون ہے وہ۔۔۔

احمد معاملے کی تمہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔

ارے بھئی۔۔۔ وہ شفقت میاں نہیں ہیں۔۔۔ ریشازو ہیڈ ماسٹر۔۔۔

بڑے شریف آدمی ہیں۔۔۔ ان کا داماد ہے۔

احمد نے پورا شجرہ بتا دیا تھا۔

ہوں۔۔۔

احمد نے کرسی سے ٹیک لگا لی۔

کیا معلوم افواہ بھو۔۔۔ ماسٹرز کمپنی اس نے خود چھوڑی ہو۔۔۔ یا دیوالیہ ہو

گیا ہو۔

احمد نے کہا۔۔۔ کیونکہ دیوالیہ کا ڈھونگ تو راسخ نے رچایا ہی تھا۔

ارے نہیں۔۔۔ یقین نہ آئے تو چل کل پوچھ لیتے ہیں۔۔۔

احمد جوش میں آگیا۔

اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ دیکھا جائے گا۔۔۔ تم چائے تو پیو۔۔۔ احمد پ

سکون ہو گیا۔

احمد نے پہلے کپ قوت کو دیا پھر احمد کو اور تیسرا خود لیا۔

چند لمحوں کے بعد احمد تو چائے پینے کے بعد چلا گیا۔
کلاک نے ٹن سے ساڑھے بارہ بجادیئے۔
چلو گھر چلیں۔۔۔ وہاں سکون سے باتیں ہوں گی۔
احمد اٹھتے ہوئے بولا۔

احمد۔۔۔ مجھے تو اب اجازت دیجئے۔

وہ معذرت خوانی کے انداز میں بولی۔

ارے واہ۔۔۔ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ میرے ساتھ جانا ہو گا۔

وہ ہنس دی۔۔۔ اف اللہ احمد ضد نہ کیجئے۔۔۔ بھابی ناراض ہو گی۔۔۔

اپ کو معلوم ہے کہ میں آج کل فراز کے ہاں رہ رہی ہوں۔

دونوں ساتھ ساتھ چلتے رہے۔

آؤ۔۔۔

احمد نے بڑے اصرار کے ساتھ اسے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھالیا۔

یہ خوش خبری جا کر راسخ نے یا قوت کو سٹائی۔ لیکن جب اس نے یہ کہا کہ ابھی لادی بھی نہیں ہوئی تو احمد نے پوری کمپنی اس کے نام کھول دی ہے۔

کون □

یا قوت نے آنکھیں پھاڑ دیں۔

تمہاری بہن۔۔۔ اور کون۔۔۔

وہ زبردست حاسدانہ انداز میں بولا۔

تو اس میں پریشانی کی کوئی بات ہے۔۔۔ جس کے مقدر میں جو جو ہوتا ہے

اسے مل جاتا ہے۔

یا قوت کو راسخ کا انداز پسند نہیں آیا۔

تو کیا ذلت ہمارے مقدر میں لکھی ہے۔۔۔ کیوں؟

وہ چلا اٹھا۔۔۔

سینرٹ سے ہاتھ ہٹائے ہوئے احمد نے قوت کو ٹھوکا دیا۔

جی _____ کیا بات ہے۔

وہ بری طرح چونک گئی۔

کیا سوچ رہی ہو _____

وہ موڑ کاٹنے بولا۔

یہ شخص اب نہ جانے کیا کرے۔

قوت خوف و ہراس کی تصویر نظر آرہی تھی۔ وہ شکرینہ باز کے رویے سے

ائف تھی۔

کیا کرے گا _____ تمہارا گھر سے نکلنا بند کروے گا۔

احمد نے کہا۔

کیا معلوم ایسا ہی ہو _____

قوت نے گہری سوچ سے ابھر کر کہا۔

تو یہ اس کی بھول ہوگی۔

احمد نے رفتار تیز کر دی۔

آپ کیا کر لیں گے؟

قوت نے جیسے احمد کی غیرت کو ابھارا۔

احمد نے ایک جھٹکے سے کار سن شائن بہت بڑے ہوٹل کے سامنے روک دی۔

اندر آجاؤ _____ بتا دوں گا۔

دونوں چلتے چلتے خوبصورت کمرے میں داخل ہوئے _____ سنگ مرمر کی حسین

راشیدہ کرسیوں پر بیٹھتے ہی احمد نے کہا۔

اچھا _____ وہ تمہیں روک لے گا _____ میری قوت کو _____ جس پر صرف

برا اختیار ہے۔ میرا حق ہے _____ وہ کون ہوتا ہے تمہاری طرف میلی آنکھ سے

بچنے والا _____ نہایت عقیدت سے احمد نے قوت کے ہاتھوں کو محبت بھرا ہوس دے

لیکن وہ خاموش رہی _____

قوت اینڈ کمپنی لینڈ _____ ابھی شادی ہوئی نہیں ہے _____ اور اس قدر

بڑی کمپنی اس کے نام کر دی۔

راخ حسد کی آگ میں جل رہا تھا۔

آہستہ بولیں _____ کوئی سن لے گا۔

راخ کو احساس ہوا کہ واقعی اس نے بہت شور پیدا کر رکھا ہے _____ اس

لئے ہونٹ سیڑ لگے۔

شام کو کھانا بھی اس نے کم کھایا _____ تمام شب وہ اس آگ میں جلتا رہا۔

کڑھتا رہا اور جب یہ احساس ہوا کہ وہ کیا اس کے قابل نہ تھی _____ تو غصے سے

پٹنگ پر اٹھ بیٹھا۔

کیا بات ہے _____ نیند نہیں آرہی۔

وہ بچی کو دودھ پلا رہی تھی _____ اور راخ کی تمام حرکات و سکنات پر اس کی

گہری نظر تھی۔

کچھ نہیں _____ تم سو جاؤ۔

وہ آہستہ مگر دھیسے لہجے میں بولا۔

یا قوت خاموش ہو گئی _____ وہ سمجھتی تھی کہ قوت سے علیحدگی کا بھی

افسوس ہے اور پھر اس کے عروج کا _____ یہ شخص حسد کی آگ میں بری طرح

جھلس رہا ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ قوت کو اس نے چھوڑ دیا تھا لیکن کوئی دوسرا شخص

اس کو اتنی عزت و توقیر کیوں دے اور جب اس نے ایک دن آفس میں دونوں کو باہر

نکلے دیکھا۔

او راخ پھر سہمی _____ اندر فائلیں رکھ دو _____ میں دیکھ لوں گا _____

ٹھیک ہے _____ وہ نگاہوں میں انگارے بھڑکاتا ٹھیل پر فائلیں رکھتے ہی نکل گیا۔

قوت _____

دیا۔

بہرا چائے لے آیا تھا۔

قوت نے چائے پائی۔

میں بہت جلد ای کو تمہارے ہاں بھیجنے والا ہوں _____ تمہاری جدائی اب برداشت نہیں ہوتی _____ آخر میں کب تک مبر کروں۔

قوت خاموش دیکھتی رہی _____ وہ کتنا سچا اور حق پرست لگ رہا تھا _____ وہ واقعی پوجنے کے قابل تھا _____ اس کی آنکھیں ہمیشہ اس کے لئے محبت کی شمعیں جلائے رکھتی تھیں۔

احمد دینا _____ کی کوئی طاقت مجھے آپ کی پرستش سے نہیں روک سکتی۔ ایک راج تو کیا _____ ساری دنیا راج بن جائے تو محبت کا سیل رواں نہیں رک سکا _____ احمد نے تشکر آمیز نظروں سے قوت کی طرف دیکھا _____ جہاں چاہتوں کے ان گنت دیپ روشن تھے۔

ایک دوسرے کے سہارے ہزار غموں کو بھول کر صرف ایک خوشی کے لئے دونوں زندہ تھے۔ احمد نے بڑھ کر قوت کو اپنے سینے کی پٹائیوں میں چھپا لیا۔

سکول جانے کی تیاری میں مصروف وہ ایک دم سے چونکی قد آدم آجینے میں راج کا عکس دیکھ کر وہ معاملے کی نوعیت کو سمجھ گئی تھی کہ راج نے گزشتہ دنوں احمد کے ساتھ دیکھا تھا _____ اور اب بچارے کو موقع ملا ہے۔ ایک جھٹکے سے قوت دراز بالوں کو کنگھی کر کے پشت کی طرف پھیلا دیا _____ راج کے آنے پر وہ پہنچا اچھی طرح اوڑھ لیا۔

اجازت ہے _____ وہ پردہ اٹھا کر اندر آ گیا۔

جب آپ تشریف لے ہی آئے ہیں تو اجازت کی کیا ضرورت _____

وہ بڑے تلخ لہجے میں بولی۔

ہوں _____ یہ تو ہے _____ وہ بے تکلف صوفے پر بیٹھ گیا۔

کیسے آتا ہوا _____ فرمائیے۔

وہ بڑی طنزاً "مگر خشک رویے سے گویا ہوئی۔

تم کچھ زیادہ چالاک نہیں ہو سکتیں۔

راج نے ٹیک لگا کر ٹانگ پر ٹانگ رکھی۔

یہ وہم ہے آپ کا _____ ہاں البتہ آپ میں کوئی فرق نہیں آیا _____

یہ اس کی طرف سے زبردست چوٹ تھی۔

کیا مطلب؟

راج چونکا۔

مطلب صاف ظاہر ہے _____ جس طرح آج سے دس بارہ سال ظاہر اور

نہیں فرق تھا۔

آج بھی وہی ہیں آپ _____

وہ شدید غصیلے انداز میں بولی۔

کیا کہہ رہی ہو۔

وہ تلخ ہو گیا۔

میرے کمرے میں آپ کس لئے آئے ہیں _____ میرا آپ سے کیا واسطہ

قوت کو راج کی صورت سے نفرت تھی۔

بے شک میرا تمہارا واسطہ نہیں ہے _____ لیکن تمہیں ایک کام کرنا ہو گا

کونسا کام _____ دوسرے ہی لمحے وہ پھر بولی _____ مجھے بلیک میل کرنے کی

ڈش مت کیجئے گا۔ میں احمد سے ملتی ہوں _____ اور ملتی رہوں گی _____ قوت

ناگے کی چوٹ پر بات کہہ دی۔

چند ثانیے کے لئے راج لڑکھا گیا _____ یہ وہی کمزور سی لڑکی ہے _____ جو

آج نڈر اور بے باک نظر آ رہی ہے۔

وہ ہماری نظروں سے قنوت کے سرخ و سپید چہرے کو دیکھ کر بولا۔ اور دل
جرت کی انتہا نہ رہی کہ یاقوت کی رنگت میں زمین آسمان کا فرق آگیا تھا۔
قنوت ابھی تک ترو تازہ ہے۔

میں کیا کر سکتی ہوں۔
وہ اپنے پرس میں چین ڈالتے ہوئے بولی۔
تم احمد سے دو لاکھ روپیہ دلا سکتی ہو۔
وہ بے غیرت بھی ہو گیا تھا۔

اور جو چند ماہ پہلے پانچ لاکھ
وہ قرض نہیں تھا بلکہ ساجھا کھانا تھا۔ ہم مل کے کام کر رہے ہیں۔
اگر اشارہ احمد کی طرف تھا۔
احمد اور آپ مل کے کام کر رہے ہیں۔
وہ ذرا سا مسکرائی۔

ہاں۔
راخ نے گہری نظر ہاں کے ساتھ اس کے چہرے پر ڈالی۔
مجھے درمیان میں ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ خود بات کر سکتے ہیں
قنوت کا لہجہ حد درجہ تلخ اور کڑوا تھا۔

راخ۔ کہاں ہیں آپ۔
برآمدے میں یاقوت کی آواز آئی۔

بیوی پکار رہی ہے۔ آواز دے لیجئے اسے۔
قنوت نے چوٹ کی۔

اور اسی اثنا میں یاقوت اندر داخل ہوئی۔
کیا ہو رہا ہے۔
یاقوت نے کہا۔

وہ میں جانتا ہوں کہ تم بے خوف و خطر اس بد معاش سے ملتی ہو۔
آدی نہیں ہے۔ اور کئی مرتبہ میں تمہیں اس کے ساتھ دیکھ بھی چکا ہوں۔
راخ آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

یہ سب پرانی اور کھسی پٹی باتیں ہیں۔ ان کا میری صحت پر کوئی اثر نہیں
کوئی اور بات کریں۔
اس کا مطلب کہ تم بے تکلف اس سے ملتی رہو۔ تمہیں کوئی روک
نہیں سکتا۔

راخ بات کو طول دیتے ہوئے آگے بڑھانا چاہتا تھا۔
کسی کا کوئی حق نہیں مجھے روک سکے۔ احمد میری کائنات ہے۔ اور
کوئی اپنی کائنات سے دور نہیں رہ سکتا۔
اچھا جی۔

لا جواب سا ہو کر راخ نے ہونٹوں کو گول کر کے جی پر زور دیا۔
قنوت کو راخ اس وقت برا مکروہ نظر آیا۔ نہ جانے کیوں اچھی مزورت
کے باوجود وہ اسے زہر لگتا تھا۔

آپ کس لئے میرے کمرے میں آئے ہیں۔
قنوت نے سامنے کلاک پر وقت دیکھا۔

ایک کام تھا تم سے۔
راخ حد درجہ ڈھیٹ لہجے میں بولا۔

مجھ سے کام۔ میں آپ کے کسی کام نہیں آسکتی۔
وہ لاپرواہی سے بولی۔

آسکتی ہو۔ دو لاکھ روپے ہر چاند کہنی والے مانگ رہے ہیں۔ عدم
ادائیگی کی صورت میں سات سال جیل کاٹنا پڑے گی۔

نہی تھی۔ وہ جو کچھ کرنا چاہتا تھا اس کا معمولی بھر بھی یا قوت کو نہیں علم تھا۔
 ورنہ ہی قوت یا قوت کو بتا کر اس کو پریشان کرنا چاہتی تھی۔ قوت سمجھ چکی تھی کہ
 نوت بری طرح (خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا) کے مصداق پھنس چکی تھی۔ وہ
 بداد جو راسخ کا رویہ تھا وہ صرف طمع چڑھا ہوا۔ اب کئی سالوں کے بعد اصل
 مات سامنے آچکی تھی۔ بظاہر دیکھنے میں وہ سونا نظر آرہا تھا لیکن اس کا باطن سیاہ
 ملے ہوئے لوہے کی طرح تھا۔ دولت خود غرضی نے اس کی شخصیت کو مسخ کر دیا تھا۔
 اصل روپ اس نے دیکھا تھا۔ وہ تو اس کی بناوٹ تصنع تھی۔ ظاہر
 رہی تھی۔

اصل راسخ تو اب نکلا تھا۔ باپ نے کتنی آس مراد کے بعد راسخ نام رکھا
 لیکن یہ تو باطل تھا۔ سچائی اس کے قریب سے نہیں گزری تھی۔ سچ کا تو پر تو
 اس کے قریب سے نہیں پھونکا تھا۔

قوت نے اسمبلی سے فارغ ہو کر کلاس لے لی۔ راسخ سے اسے خوف آنے لگا
 ۔ گھٹیا شخص کسی وقت بھی کوئی طوفان کھڑا کر سکتا تھا۔ اس لئے آج احمد سے ملنا
 ضروری تھا۔

چھٹی ہوتے ہی وہ رکشہ لئے کاشانہ ہارون پہنچ گئی۔

دروازہ بند تھا۔ دستک دینے پر چوکیدار نے کھولا۔

بیٹا۔۔۔ معاف کرنا۔۔۔ آنکھ لگ گئی تھی میری۔۔۔ چوکیدار

دست خواہی کے انداز میں بولا۔

کوئی بات نہیں بابا۔۔۔ گھر میں سب لوگ ہیں۔

وہ آگے بڑھتے ہوئے بولی۔

نیگم صاحبہ تو ہیں۔۔۔ لیکن احمد میاں تو ایئرپورٹ گئے ہوئے ہیں۔۔۔

پیارے نے کہا۔

ایئرپورٹ۔۔۔ کون آرہا ہے بابا۔۔۔

تمہیں معلوم ہی ہو گا۔۔۔ شوہر کی کوئی بات چھپی رہتی ہے بیوی۔
 قوت نے راسخ کے غامت بھرے چہرے کو دیکھا۔۔۔ جو بری طرح چپ
 کی کوشش کر رہا تھا۔
 کوئی بات؟

یا قوت نے شوہر کو معنی خیز انداز میں دیکھا۔
 شوہر بننے کے ناطے وہ اپنے آپ کو مخلص ظاہر کرنے کے لئے کرسی سے اٹھ
 کھڑا ہوا۔
 لیکن۔۔۔

قوت پرس جھولاتی اپنی دانست میں راسخ کی اکڑ کو جوتی کی نوک پر مارتی کرے
 سے نکل گئی۔

چلتے اپنے کمرے میں۔۔۔ یہاں کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔
 یا قوت خود پریشانیوں میں گھر چکی تھی۔ راسخ صرف بچوں کی ڈوری سے بدھا تھا
 ورنہ ٹوٹے ایک لمحہ بھی نہ گزرتا۔

میں تو کام آیا تھا۔۔۔ لیکن وہ تو بات ہی نہیں سنتی۔۔۔
 راسخ مجبور نظر آنے لگا۔

کوئی بات؟

یا قوت نے راسخ کے ساتھ چلتے چلتے کہا۔

تم نہیں سمجھو گی۔۔۔ جلدی سے ناشتہ لاؤ۔۔۔ میں نے بہت ضروری
 کام جانا ہے۔۔۔ راسخ اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔

وہ بیوی کو زیادہ رازداری میں شامل ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ جو کھیل کھیلتا
 چاہتا تھا کہ قوت کو پرانے رشتوں کی آڑ میں ذلیل و خوار کرے گا۔ یہ اداکاری
 اس کی قوت بھی جانتی تھی اور یا قوت بھی۔۔۔ یا قوت خاموش تھی۔۔۔ وہ بڑی
 بہن قوت پر ظلم ہوتے تو دیکھ سکتی تھی لیکن شوہر کی زیادتی اور ہٹ دھرمی کو جتنا نہیں

قنوت کی چھٹی حس بیدار ہو گئی۔

وہ پنڈی سے مسمان آرہے ہیں۔ اسی لئے تو احمد میاں گئے ہیں۔

_____ ہوں

قوت کو خفی کے اندر چلی گئی۔

آداب آنٹی _____

مسز ہارون کچن میں خانساں کو ہدایت دے رہی تھیں۔

ارے میری جان _____ تم _____ اتنے دنوں بعد _____ احمد ناراض ہے تم

-2-

وہ قنوت کو سینے کے ساتھ لگاتے سرما تھا چومتے ہوئے بولیں۔

وہ مسکرا کر سنجیدہ ہو گئی۔

آؤ۔۔۔۔۔ مسزمارون اسے ساتھ لئے ڈرائنگ روم میں ہی آگئیں۔

ایک تو راجہ بیگم کا مسئلہ کھڑا کر رکھا ہے۔۔۔ ورنہ میں سبب نشی تمہیں بیاہ

لابتی۔ وہ بڑے چاؤ سے بولیں۔۔۔ لیکن قنوت خاموش تھی۔

راخ تو ایک سال سے پہلے شادی کرنے کے حق میں ہے ہی نہیں۔۔۔ میں

نے تو یہ بھی کہہ دیا کہ نکاح کر دیں۔۔۔ دھوم دھڑکا نہیں ہوتا۔۔۔ اور نہ ہی ہم

کرتے ہیں۔۔۔۔۔ لیکن سنا ہی کوئی نہیں۔

وہ آخر میں افسردہ ہو گئیں۔

تقریباً "ایک گھنٹہ بیٹھنے کے بعد قوت کھڑی ہو گئی۔"

_____ بیٹھو بیٹی _____ احمد تو آئے _____

وہ اسے بٹھاتے ہوئے بولیں۔

نہیں آئی پھر آجاؤں گی۔۔۔۔۔ اب اجازت دیجئے۔۔۔۔۔ وہ باہر نکل آئی۔

چھا تمھاری مرضی _____

۵۔ مجبوراً "یولیس"۔

اور قنوت واپس چلی گئی۔

ابھی قنوت کو گئے ہوئے دس منٹ بھی نہیں ہوئے تھے کہ احمد کی سفید گاڑی

بنا اور شا کو لئے پورچ میں داخل ہوئی۔

ملازم نے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

سامنے سے مسز ہارون غلام گردش کی سیڑھیاں اتر کر آرہی تھیں۔

آئی۔۔۔ سوٹ آئی۔۔۔

رہا اور ثنا دونوں ایک ساتھ ہی مسز ہارون سے پٹ گئیں۔

آگئیں میری بچیاں _____

مسز مارون نے دونوں کو یکے بعد دیگرے پیار کرتے ہوئے کہا۔

کوئی آیا تھا۔

احمد نے برآمدے کی طرف دیکھ کر مسز ہارون سے کہا۔

ستہیں کیے علم ہوا۔

مسز ہارون تذبذب کے عالم میں بولیں۔

آپ ڈرائنگ روم سے نکل رہی تھیں نا۔۔۔ میں نے خیال کیا شاید۔۔۔

ہاں بیٹے قوت سہارا انتظار کرتے کرتے ابھی کئی ہے۔

سزیا روں نے کہا۔

تو آج تھ

کونسی ہی ہے۔ ہیکہ لو کسی وہ

ملاں ٹھکر تے تھر لکھ

سین پریسٹن کی دھماکی دے رہی تھی۔
سین پریسٹن کی دھماکی دے رہی تھی۔

اچھا

احمد بھی فوراً "خفیہ سالگنے لگا۔۔۔ جسے قوت اے ساتھ اس کی طاقت بھی

ہو۔

تم فون کر کے پوچھ لو۔۔۔

مسز ہارون نے کہا۔

ٹھیک ہے۔۔۔

وہ ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

چلو بیٹی اندر۔۔۔

مسز ہارون سب کو ڈرائنگ روم میں لے گئیں۔

چند منٹوں کے بعد احمد منہ لٹکائے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

نہیں ملیں قوت صاحبہ۔۔۔

ریمّا نے طنزاً کہا۔

نہیں۔۔۔ سکول بند ہے۔

وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

اس میں پریشانی کی کوئی بات ہے۔ ان کے گھر جا کے ملاقات کر لیجئے۔۔۔

ریمّا بڑی ہوشیاری سے بولی۔

بڑی ناگواری سے احمد نے ریمّا کی طرف دیکھا۔۔۔ لیکن وہ صوفے پر بیٹھی

ٹانگ ہلاتی رہی۔

تمام شب وہ سو نہ سکا۔۔۔

قوت کی اداس صورت اس کی آنکھوں کے سامنے رقص کناس تھی۔۔۔ سفید

دودھیا رخساروں پر تھراتی ہوئی افسردگی۔۔۔ لرزتے ہوئے یا قوتی ہونٹ۔۔۔

وہ چونک چونک اٹھتا تھا۔۔۔ وہ کیوں پریشان تھی اتنی۔۔۔ تمام شب اس نے

کروٹیں لے کر گزار دی۔۔۔

سویرے سویرے دفتر جانے کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔۔۔

ارے۔۔۔ اس وقت ہاپٹل جا رہے ہیں آپ۔۔۔

ریمّا کمرے میں آتے حیرت زدہ ہی بولی۔

ہاپٹل نہیں آفس۔۔۔

احمد نے آئینے میں بالوں کو درست کیا۔

ڈاکٹری سے ریٹائرمنٹ لے لی۔

ریمّا بڑے شوخ انداز میں احمد کی پشت پر کھڑے ہوتے بولی۔۔۔ اسے اس

رات سارٹ سا احمد بڑا اچھا لگ رہا تھا۔

بس یوں ہی سمجھئے۔۔۔

احمد پلٹ کر بولا۔

اچھا۔۔۔ اب بزنس کریں گے۔

جی ہاں۔۔۔

وہ ہونٹوں سے گول زاویہ بناتا سیلی بجاتا غلام گردش کی طرف بڑھ گیا۔

ناشتہ نہیں کریں گے آپ صاحب جی۔۔۔

اس کی پشت سے ملازمہ بھاگ کر آئی۔

نہیں۔۔۔

وہ بڑی تیز رفتاری سے گاڑی میں بیٹھ گیا اور گاڑی سکول کی طرف موڑ دی۔

ن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ تو آج چھٹی پر ہے۔ بڑے مایوس اور لٹے پٹے انداز

ادہ لوٹ آیا۔۔۔ کسی کام کو اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔ اداس پریشان و

ادہ سیدھا اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ ابھی لباس تبدیل کرنا ہی چاہتا تھا کہ ریمّا

بداخل ہوئی۔

آپ تو آئے ہوئے ہیں۔۔۔ میں تو بے خیالی میں ادھر آنکلی تھی۔

ریمّا کی مسرت عروج پر تھی۔

بڑی بوریت کے ساتھ وہ یوں ہی پٹنگ پر لیٹ گیا۔۔۔ اور وہ بے تکلف

کے قریب بیٹھ گئی۔

اوہو۔۔۔ کیسے بیٹھی ہو۔۔۔ تم ہوش میں تو ہو۔

مروانیت میں لا جواب، سارٹ نہیں کمال کی ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ _____ ڈاکٹر _____
 لیکن ایک عورت کے لئے کس قدر اوس رہتا ہے _____ کتنا چاہتا ہے اس کو _____
 نفرت و حقارت کی ایک چنگاری سی بھڑکی اور اس کے اندر جتنے بھی شہت
 جذبات و خیالات تھے ان کو جلا کر راکھ کر گئی۔ اس وقت وہ صرف حد کرنے والی
 لڑکی بن چکی تھی _____ وہ ہر قیمت پر احمد کو اپنا نا چاہتی تھی۔ احمد سونے کی چڑیا تھی
 _____ جو اس کی بیوی بنے گی اس کی جائیداد کی وارث ہوگی _____ بقول نامرہ بیگم
 کے رہا تمہارا حق ہے بیٹی _____ اس موقعہ کو غنیمت جانو بیٹی _____ اس کی ماں
 درست کہہ رہی تھی۔

میڈیکل لائن سے وہ مکمل طور پر مستعفی ہو چکا تھا _____ اس نے ڈاکٹری
 لائن اختیار تو کر لی۔ لیکن سر کی تکلیف نے اسے اس بات کی اجازت نہ دی۔ اس
 نے سب کچھ چھوڑ کر قنوت کہنی کا اجراء کر لیا _____ اب وہ سکون سے تھا _____
 اس کام میں قنوت بھی اس کا ہاتھ بٹا سکتی تھی _____ وہ طبیعت کی خرابی سے گھر میں
 ہی مقیم رہتا _____ یا پھر وہ سکول کا چکر لگا لیتا۔ لیکن آج تیسرا روز تھا _____ قنوت
 بٹنی پر تھی _____ لیکن جب اس نے یہ پوچھا نائب قاصد سے _____ بابا تم یہ نہیں
 علوم کر سکتے کہ وہ کیوں نہیں آرہیں۔

اچھا بابو جی بتانا ہوں _____

بوڑھا نائب قاصد سکول کے اندر چلا گیا _____ چند منٹوں کے بعد اس نے آکر
 آیا۔

صاحب جی ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

کیا _____ وہ سن سا ہو گیا۔

وہ بیمار ہیں۔

بوڑھے نے کہا اور پلٹا۔

نصرو بابا _____ یہ لو _____

احمد نے دونوں ہاتھوں سے اسے پرے کر دیا۔

مجھے چھوت کی تیاری ہے۔

وہ کھسیانی سی ہو کر بولی۔

وہ مسکرا دیا۔

اور رہا نے پوری طرح احمد سے پشت لگا لی۔

چونک کر احمد اٹھ بیٹھا۔

شرافت کے بھی کچھ قحاضے ہیں۔

درست ہے _____ لیکن میرا بھی آپ پر حق ہے۔

رہا نے والہانہ نظرا احمد کے چہرے پر ڈالیں۔

اب یہ حق ختم ہو گیا _____ میری منگنی ہو چکی ہے۔

احمد کو ایک دم سے قنوت یاد آگئی۔

منگنی کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی _____ کسی لمحہ ٹوٹ بھی سکتی ہے۔

وہ بڑی بے باکی سے بولی۔

رہا _____ ہوش کے ناخن لو _____ میں تو اس سے دوری کا تصور بھی نہیں

کر سکتا۔ وہ شدید طیش میں بول اٹھا۔

رہا تڑپ کر کھڑی ہو گئی۔

تم منگنی ٹوٹنے کی بات کرتی ہو _____ میں تو زندہ ہی اس کے دم سے ہوں

_____ میرے جسم میں گردش کرتے خون کی طرح ہے وہ _____ وہ میری زندگی

ہے۔ احمد نے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

نکمال ہے _____ اتنی محبت تو کبھی کسی نے اپنے ساتھ نہیں کی۔

تو پھر کرو نا محبت _____ تمہیں بینے کا احساس ہو _____ اپنے آپ سے کد۔

احمد نے اس طرح کہا جیسے اس کو نصیحت کر رہا ہو۔

چند لمحے رہا سوچنے پر مجبور ہو گئی۔ یہ شخص کس قدر وجہ و تکلیل ہے۔

احمد نے جیب میں سے پچاس کا نوٹ نکال کر اس کی مٹھی میں دباتے ہوئے
کہا۔

ارے نہیں صاحب جی۔۔۔۔۔

بوڑھا محتاط انداز میں مٹھی دباتے ہوئے بولا۔

کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ کوئی چیز کھا لینا۔۔۔۔۔ یہ رشوت نہیں ہے۔۔۔۔۔ تمہارا
حق ہے۔۔۔۔۔ احمد نے ہنس کر کہا۔۔۔۔۔ اور بوڑھا ہنس کر علیحدہ ہو گیا۔ وہ گاڑی لے
کر سیدھا ہارون لالچ پہنچ گیا۔۔۔۔۔ گاڑی سیدھا کیراج میں روک کر وہ ماں کے کمرے
میں ہی چلا گیا۔۔۔۔۔ وہ ریمہ اور شا کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھیں۔

امی جان۔۔۔۔۔

وہ دروازے سے ہی پکارا۔۔۔۔۔

آؤ آؤ میرے چاند۔۔۔۔۔ اب کیسی طبیعت ہے۔

وہ محبت سے احمد کو اپنے پاس بٹھاتے بولیں۔

میں تو ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ قنوت بیمار ہے۔۔۔۔۔ آپ نے اس کی خبر ہی نہیں لی

۔۔۔۔۔ وہ بہت دگھیر نظر آ رہا تھا۔

کیا بات ہے اے۔

معلوم نہیں۔۔۔۔۔ سکول کے ملازم سے معلوم ہوا کہ کئی روز سے وہ سکول

بھی نہیں آ رہی۔

اچھا۔۔۔۔۔ میں ابھی اس کی خبر کو جاتی ہوں۔۔۔۔۔ اور تم ملازم کو کو

مجھے فروٹ لاوے۔۔۔۔۔

وہ احمد سے بولیں۔

احمد نے ہاتھ بڑھایا اور کال بل پر انگلی رکھ دی۔

جی صاحب۔۔۔۔۔

ملازمہ داخل ہوئی۔

قدر کو بلاؤ۔

جی اچھا۔۔۔۔۔

چند سیکنڈ کے بعد قدر داخل ہوا۔۔۔۔۔

قدر۔۔۔۔۔ یہ لو پیسے۔۔۔۔۔ اور فروٹ لے آؤ۔۔۔۔۔ لیکن ذرا جلدی
لی نے جانا ہے۔

احمد نے ایک ہزار کا نوٹ جیب سے نکالا۔

اچھا اچھا۔۔۔۔۔ آپ کے سسرال۔

قدر بو جھتے ہوئے بولا۔

ہاں ہاں۔۔۔۔۔ تم امی کے ساتھ ہی چلے جاؤ۔۔۔۔۔

احمد نے کہا۔

ریمہ اور شا بغور احمد اور مسز ہارون کی بے قراری اور قنوت کے بارے میں
ی دیکھ رہی تھیں۔

ریمہ چلو گی۔

مسز ہارون نے کہا۔

توبہ کیجئے۔۔۔۔۔ آٹنی۔۔۔۔۔ دم گھٹتا ہے وہاں۔۔۔۔۔ اس قدر تنگ جگہ پر

ریمہ دونوں کانوں کو چھوتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔ لیکن میں جاؤں گی۔۔۔۔۔ شا
بولی۔

پہلیں آپ۔۔۔۔۔ چھوڑیں ان کو۔۔۔۔۔

احمد کو بڑا ناگوار سا گزرا۔۔۔۔۔ لیکن وہ۔۔۔۔۔

مسز ہارون کمرے سے باہر نکل آئیں۔

آپ کبھی گئے ہیں ان کے ہاں۔۔۔۔۔

رکھانے کہا۔

نہیں۔۔۔۔۔

احمد پلنگ پر لپٹتے ہوئے نیم دراز سا بولا۔

اسی لئے آپ کو علم ہی نہیں کہ وہ لوگ کس قدر محض میں رہتے ہیں۔۔۔۔۔

اوپر سے یا قوت باجی کے چھ سات بچے۔۔۔۔۔ اور مائی گاؤ۔۔۔۔۔

وہ زبردست کراہت سے چہرہ بنا رہی تھی۔

مجھے سوائے قوت کے کسی اور سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

احمد نے کھٹ بدل لی۔۔۔۔۔ اور پشت ریمیا کی طرف ہو گئی۔۔۔۔۔

آپ کو آداب محفل کا بھی خیال نہیں۔

وہ اٹھ کر احمد کے پاس چلی گئی۔

ارے۔۔۔۔۔ ریمیا۔۔۔۔۔ اپنے حواس میں رہا کہ۔۔۔۔۔ میں اس قدر بے

تکلفی پسند نہیں کرتا۔۔۔۔۔ وہ بڑی خفگی سے ریمیا کے وجود سے اپنے وجود کو ہٹانے

ہوئے بولا۔

آپ تو خفا ہو گئے۔۔۔۔۔ میں تو مذاق کر رہی تھی۔

ریمیا کھیانی سی ہو گئی۔

لیکن وہ خاموش رہا۔۔۔۔۔ زیادہ الجھٹ نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔ وہ ریمیا کے جذبات

سمجھتا تھا کہ بقول اس کی والدہ کے کہ ریمیا کا احمد پر زیادہ حق ہے۔۔۔۔۔ لیکن میری

طبیعت جو اچانک بگڑ جاتی ہے۔۔۔۔۔ کیا ریمیا میرا ساتھ نبھائے گی۔۔۔۔۔ نہیں سید

میں تو قوت سے دوری کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ وہ میرے قلب و جان میں

اس جیسے زندگی کی لہر دوڑا دینے والا گردش کرتا خون۔۔۔۔۔ وہ محبت کی تقدیر تھی

شاید اسی کو خدا نے میرے لئے ہی بنایا تھا۔

آپ کچھ سوچنے لگے۔

ریمیا اب سانس سرفے پر دراز۔۔۔۔۔ تھی۔

کچھ نہیں۔۔۔۔۔ دج رہا تھا۔

نہیں آپ تو قوت کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔

وہ انداز دلربائی سے بولی۔

وہ مجھ سے جدا تو نہیں۔۔۔۔۔ میرے وجود کا ایک حصہ ہے۔۔۔۔۔ اگر میں

جسم ہوں تو وہ میری روح ہے۔۔۔۔۔ ریمیا۔۔۔۔۔ تم زیادہ میری چاہتوں کا امتحان نہ

و۔۔۔۔۔ وہ بیزار سا پلنگ پر ٹیک لگائے آنکھیں موندے لیٹ گیا۔۔۔۔۔ وہ چند سیکنڈ

بٹھی رہی۔ پھر بڑی بیزاری سے اٹھ کر باہر چلی گئی۔ وہ جتنا کوشش کرتی۔۔۔۔۔ احمد

س قدر اس کے حواس پر بجلی بن کر گر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکنیں

ماتھ چھوڑ جاتی تھیں۔ وہ چاہتی کہ احمد اسے بھی قوت کی طرح اپنی پیار بھری آغوش

میں چھپالے۔ وہ بھی زمانے سے چھپ کر اسے محبت کرنا چاہتی تھی۔ لیکن ایسا نہیں

ہا۔ وہ اس کی چاہتوں کا امین تھا۔ قوت ہی اس کے برف زدہ جسم میں حرارت کا

عش تھی۔ لیکن وہ جل رہی تھی۔۔۔۔۔ محبت کے لالہ میں۔۔۔۔۔

وہ اس میں رہتا تھا کہ قنوت اب خوفزدہ اور سہمی ہوئی نہیں رہی اور جو کچھ وہ گزشتہ دنوں کرتا رہا ہے اس کو ذہنی اذیتوں ساتھ الفاظ کے نشتر چبھوتا رہا ہے۔ گزشتہ لمحات کے تعلقات کو سامنے لاتے ہوئے بیک میل کرتا ہے اور پھر روپے پیسے کی ڈیمانڈ اسے معلوم تھا کہ قنوت سب کچھ بتا سکتی ہے اور ہو سکتا ہے احمد کو علم بھی ہو۔ وہ کے پاس کھڑا کہیں کھویا ہوا سا لگ رہا تھا۔

کمال کھو گئے سرکار۔۔۔۔۔
نوید نے چوٹ کی۔

اچھا۔۔۔۔۔ وہ ایک دم سے چونکا اور کالر درست کرتا احمد کے پاس پہنچ گیا۔
اجازت ہے جناب۔۔۔۔۔
الفاظ میں مذاق کا عنصر غالب تھا۔
آئیے آئیے تشریف رکھیے۔
احمد نے مسکرا کر کرسی کی طرف اشارہ کیا۔
وہ شکریہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

سب سے پہلے میری یہ گزارش ہے کہ آپ آفس میں وقت پر آیا کریں۔۔۔۔۔
بچے یہاں تمام لوگوں کو موجود ہونا چاہئے۔۔۔۔۔ اگر ہم وقت کا ساتھ نہیں دیں گے
بچے رہ جائیں گے۔ احمد نے سادہ الفاظ میں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔
راخ نے کہا۔۔۔۔۔ آئندہ خیال رکھوں گا۔
اٹھتے ہوئے بولا۔

بیٹھو! میں نے آج بہت سی باتیں کرنی ہیں۔
راخ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ ویسے اس کی چھٹی حس بیدار ہو چکی

پونے آٹھ ہو چکے تھے۔ خوبصورت ڈزرسوٹ میں ملبوس شاندار شخصیت کے ساتھ وہ اپنی قیمتی آفس چیر پر بیٹھے ہی ٹیلی فون کی طرف جھکا۔

نوید۔۔۔۔۔
Yes Sir۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے نوید نے کہا۔

راخ کو بھیجیو۔۔۔۔۔
وہ ابھی نہیں آئے آفس۔
نوید نے کہا۔
کیوں؟

احمد کی پیشانی پر ناگوار سا تاثر پیدا ہو گیا۔
معلوم نہیں جناب۔۔۔۔۔

نوید جانتا بھی تھا کہ راخ دس بجے سے پہلے کبھی نہیں آیا۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ غیبت سے پرہیز کرتا تھا۔
اگر وہ آجائیں تو میرے کمرے میں بھیجیو۔
احمد نے ریور رکھ دیا۔

بہتر سرا!
نوید نے بھی ریور رکھ دیا۔

کلاک نے دس کا گھنٹہ بجا دیا اور ہال میں بیٹھے ہوئے سب چونک گئے اور اسی وقت راخ کمرے میں داخل ہوا۔

صاحب نے یاد فرمایا ہے جناب۔۔۔۔۔ تشریف لے جایئے۔۔۔۔۔ نوید نے
آتے ہی اطلاع کر دی۔
کیوں؟

راخ کچھ دھڑکتے دل کے ساتھ واپس اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔
میں تمہاری تنخواہ میں پانچ سو روپے کا اضافہ کر رہا ہوں۔

جی

ہاں تمہاری تنخواہ بھی بڑھے گی اور آئندہ جو قرض کمپنی کا تمہارے ذمے ہے وہ معاف ہو جائے گا۔ احمد اسے پوری مراعات دینے کو تیار تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی قسم کی مالی کمی کے ساتھ وہ قوت کو ذہنی اذیت دے۔

راخ پر جیسے سکتے سا طاری ہو گیا۔ وہ آنکھیں پھاڑے حیرت زدہ سا امر کو گھورے جا رہا تھا۔

اور کوئی تکلیف

ارے نہیں احمد۔ میں تو تمہارے احسانات کے نیچے بری طرح دب چکا ہوں۔ وہ بڑی احسان مند انداز میں نظریں بچھاتا ہوا۔

نہیں نہیں۔ یہ احسان نہیں ہے۔ تمہارا حق ہے۔ تم اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو۔ یہ سب ترقی تمہاری قابلیت کو دیکھ کر کی گئی ہے۔ اسے میرا احسان مت سمجھنا۔ احمد کسی طرح بھی اس کو احسان جتنا نہیں چاہتا تھا۔

Thankyou Sir۔ وہ مسرت و انبساط کے گوارے میں جھولنے لگا۔
تنخواہ بھی اس کی بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ وہ احمد کو فائدہ مند شخص سمجھ رہا تھا۔ اور یہ اس کی اچھی سوچ تھی۔

اب میری ایک گزارش ہے۔ آپ وقت پر آیا کیجئے۔

بہتر۔

وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔
وہ یا قوت کو بڑھ چڑھ کر ساری داستان سنا رہا تھا۔ جس کا ایک ایک لفظ قوت نے سن لیا تھا۔ سو یا قوت باورچی خانے میں ناشتہ بنا رہی تھی تو راخ کرسی پر بیٹھ

ے فلاسفرانہ انداز میں ٹیٹھی بگھا رہا تھا۔ اور ہر بات میں اپنی بڑائی جتا رہا تھا۔
اچھا۔ قوت کو زبردست غصہ چڑھ گیا۔

وہ تیار ہو کر سیدھی شفقت میاں اور زینت بیگم کے پاس آئی۔

امی آج سکول سے ذرا دیر ہو جائے گی۔

وہ دراصل احمد سے ملنا چاہتی تھی۔

کیوں بیٹی۔ زینت بیگم نے پوچھا۔

تنخواہ بھی ملے گی اور بازار بھی جاؤں گی۔

اچھا بیٹی۔

زینت بیگم نے محبت سے دیکھا۔

آپ کے لئے کیا لاؤں۔ قوت نے ماں کو محبت سے پوچھا۔

ہمیں چھوڑو۔ تم اپنی کوئی چیز بناؤ میری بچی۔ ان لوگوں کا اصرار

تا جا رہا ہے۔ زینت بیگم نے بستر سے اٹھ کر کہا۔

کوئی بات نہیں امی۔ وہ لوگ زیادہ جینز کے خواہاں نہیں ہیں۔

وہ پر اعتماد انداز میں بولی۔

شفقت میاں جو ابھی تک وظیفہ کر رہے تھے۔ بڑی محبت سے قوت کو بے جا رہے تھے۔

بے شک وہ اوگ ایسے نہیں ہیں۔ لیکن لڑکی کے ساتھ چار چیزیں ہونی چاہئیں۔

زینت بیگم زمانے کا اصول بتا رہی تھیں۔

ہمارے معاشرے میں یہی تو کمی ہے کہ چار چیزوں کی آڑ میں والدین کی قیمت نہ جاتی ہے۔

بھائی بک جاتے ہیں۔ اور کئی لڑکیاں ان چار چیزوں کے انتظار میں والدین کے لئے بے پرواہ ہو جاتی ہیں۔

اچھا _____ اب طرف داری پر اتر آئی ہو۔
راخ نے ناشتے سے ہاتھ روک لئے۔

میں اس کی طرف داری نہیں کر رہی _____ میں چاہتی ہوں کہ جب اس نے
ہزارا ذکر کرنا چھوڑ دیا ہے _____ اسی طرح ہم بھی اس کا ذکر نہ کیا کریں۔ یا قوت نے
روال سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔

ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو _____ وہ جو سینہ تان کر میرے پاس سے گزرتی ہے
_____ اس کی آنکھوں میں تکبر و نخوت کی سرخی _____ اپنی دانست میں وہ مجھے
ٹھوکروں میں اوزا رہی ہے _____ وہ جو شے انداز میں بولا۔
یہ سب وہم ہے آپ کا _____ وہ ایسی نہیں ہے۔
یا قوت نے کہا۔

پھر بکواس شروع کر رکھی ہے اس نے _____
شفقت میاں کسب سے راخ کی باتیں سن رہے تھے _____ لیکن زینت بیگم
خاموش رہیں۔

میں کہتا ہوں _____ اسے تکلیف کیا ہے _____ یہ کیوں قوت کی ہر بات میں
ٹانگ اڑاتا ہے۔ شفقت میاں بڑے غصے سے بولے _____ انہیں۔

کیا کریں _____ وہ عادت سے مجبور ہے _____ اب وہ یا قوت کی بات کب
نتا ہے۔ زینت بیگم مجبور سی لگنے لگی تھیں۔

میرا خیال ہے میں اس سے بات کروں _____ ورنہ کوئی اور ٹھکانہ کر لے
_____ شفقت میاں سیدھے ہو کر زبردست جوش و طیش میں بول رہے ہیں۔

کیا کر رہے ہیں آپ _____ سن لے گا _____ اور شامت کس کی لائے گا
_____ یا قوت کی _____ وہ سرگوشانہ انداز میں بولی۔

اسی وجہ سے تو میں خاموش ہوں _____
وہ بھی بڑے اداس انداز میں لیٹ گئے۔

او ہو _____ چل بس کر _____ جا ناشتہ کر لے _____ یا قوت بنا رہی ہو گی۔
زینت بیگم نے کہا۔

جی نہیں چاہ رہا۔
ارے جی کچھ تو کھالے _____ ٹھہرو میں _____
وہ اٹھتے اٹھتے بولیں۔

آپ لیٹے رہیں _____ چائے میں نے پی لی ہے۔ ناشتہ بالکل نہیں کھوں گی کیونکہ دل
نہیں مانتا _____ آپ لیٹ جائیے۔

وہ ماں کو شانوں سے پکڑ کر لٹاتے ہوئے بولی۔
اچھا جس طرح تو چاہے _____ خوش رہ _____
ماں نے دعا دی۔

خدا حافظ _____ وہ باہر آگئی۔

راخ نے چونک کر دیکھا۔

بغیر ناشتے کے چلی گئی _____ میرا بیٹھنا گوارہ نہیں اسے۔
راخ بری طرح جل کر بولا۔

آپ ناشتہ کریں _____ باجی کا دل نہ چاہتا ہو گا۔

وہ بات ختم کر دیتا چاہتی تھی _____ وہ جب بھی راخ کی زبان پر قوت کا نام
سنی۔ ضمیر اس کے جذبات و احساسات بری طرح کچوکے لگتا _____ اسے اپنا ماضی
بے نقاب نظر آجاتا _____ وہ اپنے آپ کو ہر قسم کی تباہی کا پیش خیمہ تصور کرنے لگی
تھی۔

بس کا نام نہیں سن سکتی تم _____

راخ نے طنزاً "بھرا تیر چھوڑا۔

خمس _____

یا قوت جل کر بولی۔

ایسا مت کہو۔۔۔۔۔ خدا اسے بھی شفا دے۔۔۔۔۔ تمہاری خاطر ہی اللہ اسے
مت دے دے۔

آپ حوصلہ رکھیں آنٹی۔۔۔۔۔ اللہ ضرور آرام دے گا۔۔۔۔۔
دل میں تو وہ بہت پریشان تھی۔

کیسے حوصلہ رکھوں بیٹی۔۔۔۔۔ میں ماں ہوں۔۔۔۔۔ اس کا ترہنا نہیں دیکھا جاتا
۔۔۔۔۔ مسز بارون کی آنکھیں بھر آئیں۔
وہ خاموش پریشان کھڑی رہی۔

بیٹی جاؤ احمد تمہارا انتظار کر رہا ہو گا۔۔۔۔۔ ٹا اور رہنا بازار گئیں ہیں۔۔۔۔۔
شرمندہ سی پلٹ آئی۔

کمرے کے دیز پر دے گرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ قوت نے آہستہ سے نرم ہاتھ
درازے پر دستک کے لئے مارا۔

آجاؤ جان احمد۔۔۔۔۔

وہ ہشاش بشاش سا دیکھ رہا تھا۔

وہ ہنستی ہوئی داخل ہوئی۔۔۔۔۔

وہ خوش آمدید بھرے انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

آپ کو کیسے پتہ کہ میں آگئی ہوں۔

وہ اس کے قریب ہی بیٹھتے ہوئی۔

تمہاری خوشبو میرے چاروں جانب گردش کرنے لگتی ہے۔۔۔۔۔ میرے حواس
بہر تو ہی تو ہوتی ہو۔۔۔۔۔

وہ بڑے پر خلوص انداز میں اس کے ہاتھوں کو تھام کر بولا۔

چھوڑیے۔۔۔۔۔ میں بالکل نہیں بولوں گی ہاں۔۔۔۔۔

وہ بڑی معصومیت سے ہاتھوں کو چھڑانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئی۔

کیوں

اسے تو قوت کا احسان مند رہنا چاہئے تھا کہ احمد نے اس قدر اچھی ملازمت پر
فائز کر دیا ہے۔ قرض بھی معاف کر دیا۔۔۔۔۔ پھر یہ کیوں قوت سے عداوت رکھتا
ہے۔ وہ لیٹے لیٹے آہستہ آہستہ بولے۔

بیٹی کا معاملہ ہے۔۔۔۔۔ کچھ کہہ بھی نہیں سکتے۔

زینت بیگم چونک گئیں۔

دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تھی۔

قوت چلی گئی ہے۔

شفقت میاں نے دروازے کی آواز سے متاثر ہو کر کہا۔

جی ہاں، قوت کو گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ سکول سے واپسی پر وہ رکشہ پر
سوار سیدھی احمد کے ہاں پہنچ گئی۔ پورے دو بجے۔ وہ سیدھی مسز بارون کے پاس
پہنچی۔

آداب آنٹی۔۔۔۔۔

قوت بیٹی۔۔۔۔۔ تم۔۔۔۔۔ آؤ آؤ میری بیٹی۔۔۔۔۔ کہاں تھیں اتنے دنوں

۔۔۔۔۔ بڑی محبت اور چاہت سے انہوں نے قوت کو سینے کے ساتھ لگا لیا۔

اب ٹھیک ہوتا۔

وہ قوت کی پیشانی پر شفقت بھرا بوسہ دے کر بولیں۔

ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ آپ سائیں۔

سب ٹھیک ہے بیٹی۔۔۔۔۔ احمد کی سرور نے بہت پریشان کر رکھا ہے

۔۔۔۔۔ کل پھر چکرانے لگا تھا اس کا سر۔۔۔۔۔ وہ خدا کا شکر ہے دوائی موجود تھی۔

کھاتے ہی اسے نیند آگئی۔۔۔۔۔ وہ بیٹے کی اس تکلیف میں بہت مغموم لگ رہی

تھیں۔

کاش میرے اختیار میں ہوتا۔۔۔۔۔ میں احمد کی ساری تکلیف لے لیتی۔

وہ بڑی دگر آواز میں بولی۔

وہ خاموش کچھ سوچتی جا رہی تھی۔
کیا بات ہے۔

احمد نے جھک کر قنوت کے چہرے کو دیکھا۔

آپ اسے بس ایک مرتبہ ڈانٹ دیجئے۔۔۔ کہ میرے کسی معاملے میں غل
بہ ہوا کرے۔

ڈانٹ دیں گے سرکار۔۔۔ اور حکم۔۔۔
وہ سر خم کرتے بولا۔

اور قنوت نے ہنس کر اس کے ہاتھوں کو چوم لیا۔۔۔ جنہوں نے اس کا چہرہ
نما ہوا تھا۔

آئی رابعہ کو بہت عرصہ گزر گیا ہے۔۔۔
احمد نے کہا۔
انتقال کئے۔
قنوت بولی۔

ہاں۔۔۔ انتقال کئے۔۔۔ اب ای کو بھیجوں گا۔۔۔
احمد کسی گہری سوچ سے ابھر کر بولا۔
لیکن وہ جھینپ سی گئی اور کسی بات کا جواب نہیں دیا۔
میرا خیال ہے تمہیں اس ماحول سے اب نکال لانا چاہئے۔
کیا مطلب؟
قنوت نے کہا۔

مطلب یہ کہ شادی کے بعد نوکری ختم۔۔۔
احمد نے قنوت کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔
نوکری ختم۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔
قنوت حیرت زدہ رہ گئی۔

احمد نے گرفت مضبوط کر لی۔۔۔ یہ ہاتھ تھما ہے۔۔۔ قیامت تک ساتھ
بھانے کے لئے۔۔۔ بلکہ یہ میری موت۔۔۔

اللہ۔۔۔ احمد۔۔۔ کیسی بات کہہ دیتے ہیں آپ۔۔۔ قنوت نے زہ
کر احمد کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

تمہیں کس طرح بتاؤں کہ تم میری کائنات میں کس قدر قیمتی نایاب ہستی ہو
۔۔۔ تمہارے بغیر تو میں جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

وہ احمد کے سینے سے پشت کی ٹیک لگائے ہوئے سکون سے بیٹھ گئی۔

اچھا یہ بتاؤ۔۔۔ ناراض کیوں تھی۔

وہ قنوت کے بالوں سے کھیلتا ہوا بولا۔

ہاں۔۔۔ راج کو پھر اس قدر مراعات دے دی ہیں۔۔۔ اس طرح وہ
میرے سر پر آ بیٹھے گا۔۔۔ قنوت گردن گھما کر بولی۔

وہ تمہاری ہوا کو بھی نہیں چھیڑ سکتا۔۔۔ اگر اس نے تمہیں تنگ کرنے کی
کوشش کی تو میں اسے فرم سے نکال دوں گا۔

احمد طیش میں آ گیا۔

نہیں احمد۔۔۔ وہ میری بہن کا شوہر بھی ہے۔۔۔ اس کو تکلیف دے کر
میں اپنی بہن کو دکھ دینا نہیں چاہتی۔

تمہارے کتنے اچھے جذبات ہیں لیکن۔۔۔

وہ کہتے کہتے رک گیا۔۔۔ جیسے اسے ساری بات کا علم ہو۔

آگے کیا۔۔۔

قنوت نے کہا۔۔۔ ن اس کا کلبجہ دھک سے رہ گیا۔
یہی کہہ رہا تھا۔۔۔ من بھائیوں سے کس قدر مخلص ہو۔۔۔ لیکن یہی راج

جو تمہاری بہن کا شوہر۔۔۔ کیسی کیسی باتیں کرتا ہے۔

احمد بات و دھم راصل جگہ پر لے آیا۔

مجھے سارا سم ہے کہ چند ماہ وہ تمہاری معیتر بھی رہی ہے۔۔۔ اس کے بعد یا قوت
بن کی شادی۔۔۔ میں گزشتہ تمام حالات سے واقف ہوں۔ احمد بڑا تفصیل سے بول
رہا تھا۔

راخ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔۔۔ کس بے باکی سے اس
نے ماضی بیان کر دیا تھا۔

یہ سب باتیں قوت نے بتائی ہیں۔

راخ چونک کر بولا۔

جی نہیں۔۔۔ اس گھر سے اور لوگ بھی منسلک تھے۔۔۔ ایسی باتیں
میں نہیں رہتیں۔۔۔

احمد نے اس کے کان کھول دیئے تھے۔

بس یہی بات تھی۔

راخ کھڑا ہو گیا۔

جی ہاں۔۔۔ احتیاط کیجئے گا۔۔۔ قوت کو پریشان مت کیجئے گا۔ احمد نے

ماف بات کہہ دی تھی۔۔۔ اور وہ دل میں نفرت و عناد کا لاوا کھولتا ہوا اٹھا اور اپنی
بیٹ پر بیٹھ گیا۔

قوت کی بچی تم سے تو بنوں گا میں۔۔۔ میرا نام بھی راخ ہے۔ وہ دل ہی
لہا میں دانت پیس رہا تھا۔

شام کو واپسی پر مسز ہارون نے حامد کا خط اسے تھما دیا۔ احمد نے بنظر غور حامد

سے خط کا مطالعہ کیا۔۔۔ جس میں لکھا تھا کہ فی الحال اس کا پاکستان آنے کا کوئی

ارد نہیں ہے۔ اس نے لندن میں فرانسیسی لڑکی سے شادی کر لی ہے۔ جو اس کے

نئے ہمت ثابت ہو رہی ہے۔ اخلاق و اطوار کی بہت اچھی ہے۔ اس لئے آپ جائیداد کا

نائب کر کے میرے نام کی جائیداد فروخت کر دیں اور رقم میرے اکاؤنٹ میں جمع

لا دیں۔ احمد نے خط پڑھا اور واپس بند کر دیا۔

کیوں نہیں ہو سکتا۔۔۔ میں تو ایک لمحہ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا
۔۔۔ وہ سکول ٹائم کیسے برداشت کروں گا۔

احمد کی محبت میں بے پناہ محبتیں سمٹ آئیں۔ وہ چاہتوں کا پیکر نظر آنے لگا تھا۔
وہ کتنی خوش قسمت تھی۔

احمد۔۔۔ قوت نے پکارا۔۔۔ وہ محبت کے نشے میں محو تھی۔

ہوں۔۔۔

احمد چونکا۔۔۔ جیسے غند سے بیدار ہوا ہو۔

دوری تو محبت کو جلا بخشی ہے۔

کیا فلاسفوں جیسے قول پہچان ہو رہے ہیں۔۔۔ لیکن یہ دوری میرے اختیار

میں نہیں۔۔۔ تمہارے ساتھ یہ ذیست کا گلشن عزیز ہے۔۔۔ تم بن جینے کا حوصلہ

بھی نہیں۔۔۔ نہ جانے کیوں۔۔۔ مجھے وہی لمحے عزیز ہیں جو تیری قربت میں

گزر جائیں۔

وہ محبت و چاہت کی وادیوں میں کھو سا گیا تھا۔

دوسرے دن آفس جاتے ہی احمد نے راخ کو طلب کیا۔ چند لمحوں کے بعد راخ

اندرو داخل ہوا۔

بیٹھے۔

احمد نے کہا۔

راخ شکریہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

میری گزارش ہے۔

احمد نے پن رکھتے کری کا رخ راخ کی جانب کر لیا۔

ارشاد۔۔۔

راخ ذرا اور موڈ ہو گیا۔

وہ یہ کہ قوت کو کسی قسم کا بلیک میل کرنے کی کوشش نہ کرنا۔۔۔ کیونکہ

مسز مارون انتہائی صابر اور با اصول تھیں۔

وکیل سے مشورہ کیجئے امی۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے _____

چنانچہ _____ فشی جی اور وکیل کو بلا کر جائیداد کا تخمینہ لگایا گیا۔ سیٹھ بارون کروڑوں کی جائیداد چھوڑ کر گئے تھے۔ جائیداد کے دو حصے ہوئے لیکن جو حصہ مزہ بارون کو ملا وہ انہوں نے بیٹوں کی اجازت سے بھائی کے نام لگا دیا اور خود احمد کے ساتھ رہنے لگیں۔ _____ حامد کے حصے کی جائیداد کے کاغذات وکیل کو دے دیئے کہ فروخت کر کے حامد کو ارسال کر دے اور احمد کا حصہ اس کے سپرد کر دیا گیا۔ زہنی تسکین ملتے ہی مزہ بارون ناصرہ بیگم کے ساتھ قوت کی شادی کی تاریخ پکی کرنے اس کے گھر پہنچ گئیں۔

ہمیں کچھ نہیں چاہئے۔۔۔۔۔ بس۔۔۔ صرف قوت کی ضرورت ہے۔

مسز ہارون نے کہا۔

بہن جی کوئی بات نہ ہو۔۔۔۔۔

شفقت میاں بولے۔

کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ قوت سے زیادہ نایاب چیز اس زمانے میں کیا ہوگی

_____ وہ بھی نہیں چاہتی تھیں کہ قنوت کے ساتھ جیہز نام کی کوئی چیز ہو۔

اچھا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔

چنانچہ چند دنوں کے بعد احمد اور قنوت کی شادی بڑے نزک و احتشام کے ساتھ ہو گئی۔۔۔۔ احمد کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ساری کائنات پر رنگ ہی رنگ بکھر گئے ہوں۔ کاشانہ ہارون کو دلہن کی طرح آراستہ کیا گیا۔ عجلہ عروسی کے لئے احمد کے کمرے کو ہی منتخب کیا گیا تھا۔۔۔۔ اس لئے ڈیکور ریڈر سپیشل کو منتخب کیا گیا تھا جتنا کمرہ حسین اور خوبصورت تھا اس سے کہیں حسین اس میں بیٹھنے والی دلہن تھی۔

کمرہ حسین اور خوبصورت تھا اس سے کہیں حسین اس میں بیٹھنے والی دلہن تھی۔

آؤ بی تمہیں تمہارے کمرے میں چھوڑ آؤں۔

www.iqbalkalm.com

وہ ان کے ساتھ احمد کے کمرے میں آگئی۔

وہ زیورات خوشبو اور پھولوں کی پوٹ بنی عجلہ عروسی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اچانک

ایک نے شب کے بارہ بجائے اور وہ چونک گئی۔

احمد اندر داخل ہوا تھا۔

پھولوں کو اتار کر اس نے صوفی پر رکھا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے لفافے کو

نہ کے پاس لے گیا۔

غلام کو اجازت ہے۔

وہ پھولوں کی بنی ہوئی خوبصورت زنجیر کو ہٹاتے ہوئے قنوت کے پاس بیٹھ گیا اور

نے اپنا سر گھٹنوں میں چھپا لیا۔

وہ نفس دیا۔

اور شدید محبت اور چاہت سے احمد نے گھونگھٹ الٹ دیا۔۔۔ اور جھک کر

اس کے ریلے ہونٹوں کو چوم لیا۔۔۔ لاج سے دوہری ہو گئی۔۔۔ اور اپنے آپ

خود سپردگی کے انداز میں احمد کی گود میں ہی گرا لیا۔۔۔۔۔ احمد اس عالم خود سپردگی

مہوش سا ہو گیا۔ وہ قنوت کو سینے میں چھپا لینا چاہتا تھا۔ یوں احساس ہو رہا تھا

• ہماری کائنات اس کے وامن میں سمٹ آئی ہو۔

یہ لو قنوت _____ اپنی امانت۔

ہم نے لفافہ قنوت کی گود میں رکھ دیا۔

ثبوت نے سوالیہ نظریں اٹھائیں۔

ہاں ہاں۔۔۔۔۔ یہی میری تمام جائیداد ہے جو میں نے تمہارے نام کر دی ہے۔

نہ اس شخص کے چہرے پر فرشتوں جیسا تقدس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس زمانے

یونی پر اس قدر اعتماد _____

ہاں _____ قوت _____ یہ جائیداد میری نہیں _____ تمہاری ہے _____
اس کی مالک ہو۔ مدت سے اس جائیداد کو تمہارا انتظار تھا۔

احمد _____ مجھے تو صرف آپ کی ضرورت ہے _____ آپ کی محبت کی
_____ درنہ میری تو تنخواہ بھی تین ہزار سے زیادہ ہے _____ میں تو سچی محبت کی
متلاشی ہوں _____ قوت نے گہری نظروں سے احمد کی جانب دیکھا۔

یہ مجھے علم ہے _____ لیکن میں جو تمہارے ساتھ زندگی کے لمحات گزارنا چاہتا
ہوں _____ بغیر کسی بوجھ کے گزارنا چاہتا ہوں _____ قوت تم میری دست
راست ہو _____ آفس میں بھی تم کام کرو گی _____ میں صرف تمہیں دیکھوں گا
_____ یقین کرو _____ میرا ذہن کسی ذمہ داری کا متحمل نہیں ہے _____ میرا دل
صرف تمہارے خیالات کو برداشت کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی احمد نے قوت کو
اپنی محبت بھری آغوش میں لے کر دنیا د مافیا سے دور ہونا چاہا۔
دو روہیں ایک۔ قالب میں ڈھل گئیں _____ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک ہو
گئیں۔

راخ کے لئے یہ بات بڑی اذیت ناک تھی کہ قوت کی شادی ایک ایسے شخص
ہوئی تھی جو ہر لحاظ سے اس سے افضل تھا۔ دولت، شکل و صورت، عادات و
نوار، طور طریقے سب کچھ اس سے بہتر تھا اور سب سے بڑی بات وہ لاکھوں
دوڑوں کی واحد مالک تھی اور یہ جائیداد وہ تنہا ہضم کرے _____ اس کے لئے بھی
راج کو اکثر تشویش رہتی۔ اس لئے اکثر وہ یا قوت سے کہتا۔

تمہاری بہن کس قدر خود غرض ہے۔
راخ کے چہرے فرعونیت کا رنگ و روغن دیکھ کر یا قوت چونک گئی۔
باہی کے بارے میں کہہ رہے ہیں آپ۔
اور تمہاری کونسی بہن ہے _____ جس کے بارے میں کہوں گا۔ راخ تلخ ہو گیا۔
ہاں جی _____ کیا خود غرضی کی ہے۔
یا قوت نے سادگی سے کہا۔

یہی کہ ساری دولت احمد نے اس کے نام کر دی ہے۔ چھ ماہ ہو گئے ہیں شادی
نوازا نہیں کیا کہ باپ کو ہی کچھ دے _____ دراصل یہ بات قوت کو والدین کی
نگہوں میں گرانے کے لئے کی گئی تھی۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ باہی
انوار دو ڈھائی ہزار کی رقم امی کو دے جاتی ہے اور ایک لاکھ روپیہ عالی کے ملاج کے
لئے جمع کروا دیا ہے۔

یا قوت نے بظاہر کہہ تو دیا لیکن راخ کو شاید اپنی توہین محسوس ہوئی۔
تو مجھ سے کیوں خفیہ رکھا گیا۔

راخ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔
معلوم نہیں _____ شاید مناسب ہی نہیں سمجھا۔
یا قوت نے راخ کی طرف متوجہ ہوئے بغیر ہی بات کہہ دی۔

اتنی بڑی بات _____ اور تمہارے خاندان نے مجھ سے چھپائے رکھی۔ آخر کیوں؟ میں اس گھر کا فرد نہیں ہوں۔

وہ سچ پا ہو گیا۔ _____ اس کے چلانے کی آواز سن کر زینت بیگم ان کے کمرے میں داخل ہو گئیں۔

راخ آگ بگولہ بنا کرسی پر بیٹھا تھا۔ _____ اور یاقوت ایک طرف تپائی پر بیٹھی چٹھے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔

اب کس بات کا جھگڑا ہے۔
زینت بیگم نے کہا۔

کوئی جھگڑا نہیں ای۔ _____ راخ کو یہ شکایت ہے کہ قوت باجی جو رقم آپ کو دے رہی ہیں انہیں کیوں نہیں بتایا۔

یاقوت نے بظاہر شوہر کی حمایت میں جملے ادا کئے۔
کیا تمہیں بتاتے کہ بیٹی ہمیں خرچ دے رہی ہے۔ _____ ہم اپنی بیماری اور

ضروریات زندگی داماد کی جیب سے پورے کر رہے ہیں۔
زینت بیگم بھی اب بہت کمزور نظر آ رہی تھیں۔

یہ ہماری بے عزتی ہے کہ ہم لوگوں کے ہوتے ہوئے احمد آپ کے اخراجات پورے کرے۔

راخ نے خون گرمی والی بات کی تھی۔ _____ لیکن دوسرے ہی لمحے اسے چپ ہونا پڑا جبکہ شفقت میاں لاٹھی ٹیکتے ہوئے داخل ہوئے۔

اچھا۔ _____ تمہاری غیرت جوش میں آ رہی ہے کہ ہم احمد سے بدلے رہے ہیں۔ _____ قوت ماہوار رقم ہمیں دے جاتی ہے۔

یہ مطلب نہیں ہے راخ کا۔
زینت بیگم نے راخ کی طرف داری میں کہا۔

یہی مطلب ہے۔ _____ میرا اپنا بیٹا اسی شہر میں رہتے ہوئے چھ ماہ کے بعد آتا

ہے۔ دکھ تکلیف کا وہ ساجھا نہیں ہے۔ _____ اسی گھر میں رہتے ہوئے تم نے یا ماری بیوی نے ہماری خبر نہیں لی۔ عالی اس قدر بیمار ہے۔ _____ اس کو ہر روز ہتال کون لے کر جائے۔ _____ اگر احمد لے جاتا ہے تو تمہیں کیوں برا محسوس ہوتا ہے۔ _____ اگر قوت دکھ سکھ میں مالی مشکلات میں ہماری مدد کرتی ہے تو تمہاری غیرت جوش کیوں آتا ہے۔

ماموں جان۔ _____
وہ نہایت گستاخانہ انداز میں ایک دم کھڑا ہو گیا۔

داماد ہے ہمارا۔ _____ جھگڑنا ہے اس کے ساتھ۔ _____ آئیے ادھر۔ _____ زینت م شفقت میاں کو کمرے سے باہر لے آئیں۔

دیکھ لیا تم نے اپنے باپ کو۔
راخ زبردست طیش میں بولا۔

آپ کے بھی کچھ لگتے ہیں۔
یاقوت نرمی سے بولی۔

کچھ نہیں میرا ان سے رشتہ۔ _____ شادی ہونے کے بعد ناطہ ٹوٹ گیا ہے۔
وہ اکڑ کر بولا۔

شادی ناطے جوڑتی ہے یا توڑتی ہے۔ _____ راخ کا لہجہ پگھلے ہوئے سیسے کی جگ اس کے کان میں اتر گیا۔

مجھے کچھ نہیں معلوم۔
وہ جھنجھلا یا ہوا باہر نکل گیا۔

یاقوت پشیمان سی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ماضی کو کھنگالتی رہی۔
تم نے جو سوچ کر اس سے شادی کی تھی راخ وہ نہیں ہے۔

وہ چونک گئی۔ _____ اس کے اندر کی عورت سامنے کھڑی تھی۔
یاقوت نے دونوں آنکھیں بند کر لیں۔

تم نے بہن کے حق پر ڈاکہ ڈالا۔۔۔۔۔ بہن کا حق چھین لیا۔۔۔۔۔ حق چھین لیا۔۔۔۔۔ راح تمہارے ساتھ بھی مخلص نہیں ہے۔۔۔۔۔ راح مخلص نہیں۔۔۔۔۔ نہیں ہے مخلص۔

ضمیر اسے کچوکے لگاتا رہا۔۔۔۔۔ وہ تڑپتی رہی۔۔۔۔۔ اب وقت گزر چکا تھا۔ اس کی بہن اس کے بارے میں کیا سوچتی ہوگی۔ وہ اس سے بات نہیں کرتی۔۔۔۔۔ کبھی اس نے بہن کو کہہ کر سینے سے نہیں لگایا۔

کبھی دکھ سکھ نہیں بانٹا۔۔۔۔۔ میں مجرم ہوں۔۔۔۔۔ میں مجرم ہوں۔۔۔۔۔ وہ چکرا کر گری اور اس کے ذہن کی عمارت پکنا چور ہو گئی۔۔۔۔۔

امی۔۔۔۔۔ اس کی ایک چیخ کے ساتھ در و دام لرز گئے۔۔۔۔۔ میری بچی۔۔۔۔۔

زینت بیگم بڑی مشکل سے دوبارہ میڈیسی چڑھ کر اوپر گئیں تو یاقوت کو دیران گرا دیکھ کر اپنے حواسوں میں نہ رہیں۔۔۔۔۔ یاقوت بیٹی۔۔۔۔۔ یاقوت۔۔۔۔۔ شفقت میاں بھی آگئے تھے۔

پانی کے چھینٹے مارو۔۔۔۔۔ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔۔ وہ پانی کی طرف بھاگیں۔۔۔۔۔ شفقت میاں نے یاقوت کا ناک بند کر دیا۔

ایک لمحہ گزرتے ہی یاقوت نے لمبا سانس لیا۔۔۔۔۔ ابو۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ وہ اٹھتے ہوئے۔۔۔۔۔ وہ نحیف آواز میں بولی۔

کیا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ شفقت میاں اسے سارا دے کر بستر تک لے گئے۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ بس تم گری اور ہم لوگ تمہاری طرف لپکے۔۔۔۔۔

شفقت میاں اسے ہنسانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ لو بیٹی بیو۔۔۔۔۔ تمہاری طاقت آئے گی۔

زینت بیگم نے گرم گرم دودھ اسے پکڑاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ ائی۔۔۔۔۔

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

بی بی۔۔۔۔۔ اچھا ہے۔۔۔۔۔ اتنے بچے پیدا کرنے کے بعد تم میں کیا رہا ہے۔ باپ کے سامنے یاقوت خاموش رہی۔۔۔۔۔ لیکن زینت بیگم بولتی رہیں۔

یہ تمہیں کبھی کبھی کیا ہو جاتا ہے بیٹی۔۔۔۔۔ شفقت میاں پریشان یاقوت کا زرد چہرہ دیکھ کر بولے۔

وہ میرے حواس پر بجلی گرا کر چلا جاتا۔۔۔۔۔ طعنہ زنی کرتا ہے۔۔۔۔۔ میرے جذبات پر نشتر چھوتا ہے۔۔۔۔۔ کیا کروں۔۔۔۔۔ تڑپ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔۔ یاقوت نے سسک سسک کر اپنی جان ہلکان کر لی۔

اب برداشت تو کرنا پڑے گا۔

شفقت میاں نے محبت سے یاقوت کے بالوں پر ہاتھ رکھا۔

وہ صرف بچے پیدا کرنے والی مشین سمجھتا ہے مجھے۔۔۔۔۔ اور ان بچوں کی وجہ سے ملازمت بھی گئی۔

وہ بڑی مایوس لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ ماضی کو سینے میں دفن نہ کر سکی۔

ملازمت تو تم نے خود چھوڑ دی تھی۔

زینت بیگم نے اس کے بال ہٹاتے ہوئے کہا۔

کیا کرتی۔۔۔۔۔ چھ بچوں کو کون سنبھالتا۔۔۔۔۔ ملازمہ رکھنے کی اس میں سکت

نہ تھی۔۔۔۔۔ وہ ہاتھوں پر سر رکھے بری طرح رو دی۔۔۔۔۔ اس کے بدن کے خفیف جھٹکے یہ احساس دلا رہے تھے کہ وہ بہت رو رہی ہے۔

زینت بیگم نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

رو لینے دو _____ غبار چھٹ جائے گا _____ میں دیکھ رہا تھا کہ بہت دنوں سے
یہ رونا چاہ رہی تھی _____
وہ روتی رہی _____

کچھ داغ ماضی کے، کچھ نقش حال کے اور کچھ آنے والے دنوں کے اندیشے
اسے رلاتے رہے اور وہ زندگی کے دامن کو بھگوتی رہی۔ لیکن تلخیاں کم نہ ہوئیں
_____ راسخ کی گھٹی سے خود غرضی کوئی نہ نکال سکا۔ لیکن پھر بھی یا قوت نے اپنی
سکیوں پر قابو پا لیا تھا۔ آنسو اب بھی بہہ رہے تھے۔

قوت کی گود میں سر رکھے وہ سکون سے لیٹا تھا _____
اب کیسی طبیعت ہے۔
قوت نے جھک کر کہا۔
احمد نے اثبات میں سر ہلادیا _____ لیکن قوت احمد کی ناگفتہ بہ حالت کو اچھی
نہ جانتی تھی۔
کچھ لاؤں کھانے کے لئے _____

قوت نے بے حد محبت کے ساتھ احمد کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کر لیا۔
نہیں _____ میں تنہائی کی وحشت سے خوفزدہ ہوں۔
احمد نے تڑپ کر قوت کے ہاتھوں کو تھام لیا۔
آپ نے رات سے کچھ نہیں کھایا _____ خدا را _____ گرم گرم دودھ کا
بل گلاس _____ وہ محبت سے اسے سمجھاتی رہی _____ اور اس کے گھٹنے بالوں میں
لیاں پھیرتی رہی۔
تم میرے پاس رہو _____ قوت _____ جتنے سانس ہیں وہ تو آتے ہی رہیں

احمد _____ خدا کے لئے ایسی باتیں مت کریں _____ کیا میں ہی رہ گئی ہوں

قوت رو دی _____ مجبور اور لاچار ہو کر _____
ارے _____ یہ تو بہت قیمتی آنسو ہیں _____ انہیں میں گرنے نہیں دوں گا
_____ احمد نے قوت کے رخساروں پر لرزتے تھرکتے سفید موتیوں کو اپنے ہاتھوں کی
نہیوں میں سمو لیا۔
_____ احمد _____

قوت نے پکارا۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔

وہ ہنس دی۔

بن احمد۔۔۔۔۔

حسب عادت احمد نے کہا۔

ٹھیک تو کہہ رہا ہوں۔۔۔۔۔ تم میری آفیسر ہو۔۔۔۔۔ میں تمہارا محتاج ہوں

ہم علاج کے لئے باہر نہیں جاسکتے۔۔۔۔۔

قوت۔۔۔۔۔ تمہارے بغیر میں تھی دست ہوں۔۔۔۔۔

قوت نے کہا۔

احمد نے ایک دم سر کو کرسی کی پشت پر گرا لیا۔

کیا ہو گیا۔۔۔۔۔

جاسکتے ہیں بلکہ دو مرتبہ جا چکا ہوں یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔

قوت کی چھٹی حس بیدار ہو گئی۔

دیے بھی تم خود مختار ہو میرے سارے اختیارات آپ کے دم سے ہیں۔۔۔۔۔ خدا

وہ فوراً "ٹیلی فون کی طرف بڑھی۔

آپ کو صحت دے۔۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔۔ ڈاکٹر وارثی۔۔۔۔۔ پلیز جلدی پہنچئے۔۔۔۔۔

قوت نے بے حد اپنائیت سے احمد کو دیکھا۔۔۔۔۔

ابھی پہنچا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر وارثی نے ریسور رکھا اور کاشانہ ہارون روانہ ہو گئے۔

آہستہ آہستہ وہ ٹھیک ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ لیکن دماغی کام کرنے کے لئے اسے

لیکن یہ حملہ اس قدر ظالم تھا کہ ڈاکٹر وارثی کی ہدایت کے مطابق احمد کو شہر

ڈاکٹر وارثی نے بالکل منع کر دیا تھا۔ قوت کمپنی اینڈ لیٹڈ کی تمام تر ذمہ داریاں قوت

کے سب سے بڑے ہسپتال و باج میو ریل میں داخل کروانا پڑا۔۔۔۔۔ آج کل وہاں

نے سنبھال لی تھیں۔۔۔۔۔ آفس بھی وہ خود اینڈ کرتی تھی۔۔۔۔۔ چھ سات ماہ کے

دماغی امراض کی ٹیم بھی آئی ہوئی تھی۔ بڑے ٹیسٹ ہوئے۔۔۔۔۔ سب کے سب ڈاکٹر

تقلیل عرصے میں وہ خاصی ماہر ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ اس کے رعب و جلال کے سامنے

وارثی رکھتے جا رہے تھے۔۔۔۔۔ احمد کو بہت دن ہسپتال میں رہنا پڑا۔ وہ کمزور ہو چکا

کسی کو پر مارنے کی جرات نہ تھی۔۔۔۔۔ وہ با اصول عورت تھی۔ سارے کام کو

تھا۔ مسز ہارون نے رد و کر برا حال کر لیا تھا۔۔۔۔۔ ڈاکٹروں نے بیماری کو سمجھ لیا

اس نے اچھی طرح اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ کمپنی کی ساکھ کو چار چاند لگانے کے

تھا لیکن اب قابو پانا خدا کے ہاتھ میں تھا۔

لئے اس نے ملازمین کی تنخواہوں میں دو سو روپے ماہوار کا اضافہ کر دیا تھا۔ قوت کے

شام کو جب ہسپتال کی رونق میں کمی ہوئی نرس نیند کا انجیکشن لگا کر جا چکی

اختیارات سنبھالنے سے یہ فائدہ ہوا کہ جو لوگ احمد کی بیماری سے فائدہ اٹھا کر اسے

تھی۔

لوٹنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔۔ ان پر گرفت سخت ہو گئی۔۔۔۔۔ اور مال بہتر سے

بہتر صارفین تک پہنچتا تھا۔

قوت ڈاکٹر وارثی کے پیچھے ہی چلی۔

احمد۔۔۔۔۔

ڈاکٹر۔۔۔۔۔

وہ دراز بالوں کی چوٹی بنا کر پشت کی جانب پھینکتے بولی۔

جی بیٹا۔۔۔۔۔

یس باس۔۔۔۔۔

ڈاکٹر وارثی عمر رسیدہ انسان تھا۔

احمد از راہ مذاق بولا۔۔۔۔۔ وہ دیے بھی شگفتہ شگفتہ لگ رہا تھا۔

خدا کے لئے بتا دیجئے۔۔۔۔۔ احمد کو کیا تکلیف ہے۔

وہ احتجاج کے انداز میں بولی۔

سن لو گی۔

ڈاکٹر نے قوت کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

کیوں نہیں سنوں گی۔۔۔۔۔ جب میں اسے تڑپتا دیکھ سکتی ہوں۔۔۔۔۔ تو اس

کی بیماری کا نہیں سن سکتی۔

لیکن مسز ہارون کو علم نہیں ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر وارثی نے بغور قوت کو دیکھا۔۔۔۔۔ جس کا رنگ پہلے ہی اڑ چکا تھا۔

ابھی تو میں نے بتایا بھی نہیں۔

وہ مسکرا کر بولے۔

کچھ نہیں ہوتا ڈاکٹر۔۔۔۔۔ آپ بے فکر رہئے۔

وہ مضبوط چٹان نظر آنے لگی۔

احمد کو دماغ کا کینسر ہے۔۔۔۔۔ وہ صرف دو سال زندہ رہ سکتا ہے۔۔۔۔۔ اور

ڈاکٹر وارثی کی زبان گنگ ہو گئی۔۔۔۔۔ وہ آگے کچھ نہ کہہ سکے۔۔۔۔۔ اور لمبے لمبے

ڈگ بھرتے دوسرے کمروں میں کھو گئے۔

وہ چکرائی۔۔۔۔۔ کلیجہ اچھل کر حلق میں آگیا۔۔۔۔۔ احمد۔۔۔۔۔ میری جان

۔۔۔۔۔ آنسوؤں کی لڑی یکے بعد دیگرے اس کے سرخ رخساروں کو بھسوتی رہی

۔۔۔۔۔ کہ اچانک مسز ہارون کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

بڑی مشکل سے اس نے آنسو صاف کئے۔

نماز پڑھ لی آپ نے امی جان۔۔۔۔۔ شادی کے بعد وہ ماں ہی کہنے لگی تھی۔

اس کی مسز ہارون کو بھی بہت خوشی تھی۔

ہاں بیٹی۔۔۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔

مسز ہارون حیران کن انداز میں بولی۔

ذرا باہر کی ہوا لینے آگئی تھی۔

اچھا۔۔۔۔۔ آجاؤ پھر احمد کے پاس۔۔۔۔۔

احمد ابھی تک سویا ہوا تھا۔

مسز ہارون احمد کے قریب بیٹھ کر سورتیں پڑھ کر دم کرنے لگیں۔۔۔۔۔ اور

قوت افسردہ دل میں آنسو بہائے کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ وہ تو رو بھی نہیں سکتی تھی۔

کیا سارے دکھ میرے حصے کے ہیں۔۔۔۔۔ وہ اسی سوچ کے ساتھ آنکھیں بند کئے نہ

بانے کہاں پہنچ گئی۔

اچانک احمد نے کروٹ لی۔۔۔۔۔ لیکن قوت کی آنکھ نہ کھلی۔۔۔۔۔

سو گئی شاید۔۔۔۔۔

احمد نے آہستہ سے ایک آنکھ کھولی اور شریر انداز میں ماں کو دیکھا۔ وہ مکمل

برش میں تھا۔ وہ اپنی پڑھائی میں مگن تھیں۔

نصف گھٹنے کے بعد مسز ہارون نے قوت کو پکارا۔۔۔۔۔

جی امی جان۔۔۔۔۔

وہ چونک گئی۔۔۔۔۔

تم سو جاؤ جا کر۔۔۔۔۔ میں آج رات رہ لوں گی۔۔۔۔۔

نہیں امی۔۔۔۔۔ احمد کے پاس میں ہی رہوں گی۔

وہ بغور احمد کو دیکھ کر بولی۔

ڈاکٹر وارثی نے کیا بتایا ہے۔

وہ قوت سے بولیں۔

بس یہی سر درد۔۔۔۔۔

احمد نے کروٹ بدل کر کہہ دیا۔

ارے میرے بچے۔۔۔۔۔ اب ٹھیک تو ہو۔۔۔۔۔

مسز ہارون خوش ہوتے بولیں۔۔۔۔۔

وہ مسکرائی اور احمد کے پاس چلی گئی۔

کیا بات ہے۔۔۔۔۔ آنکھیں کیوں سرخ ہو رہی ہیں۔

احمد نے بغور دیکھا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے انتظار میں پھیلا دیا۔۔۔۔۔
نہ قنوت نے اپنا نرم و نازک ہاتھ رکھ دیا۔

اگر تم اس قدر مضطرب اور بے قرار رہی تو میرا کیا بنے گا۔۔۔۔۔

احمد نے قنوت کا ہاتھ دہایا۔۔۔۔۔ اور وہ ہنس دی۔۔۔۔۔ احمد بھی ہنس دیا۔

دوسرے دن ڈاکٹر وارثی سے اجازت لئے احمد کو گھر لے جایا گیا۔ احمد کی بیماری

بہ راز میں رکھی گئی۔۔۔۔۔ ورنہ بیمار پری کرنے والوں نے جینا حرام کر دینا تھا۔

وہ آفس جاتی۔۔۔۔۔ سب کو یہی کہتی کہ بالکل ٹھیک ہیں احمد۔ لیکن وہ ٹھیک

نہ تھا۔۔۔۔۔ بیماری دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ نہ جانے احمد کو ایک دن

اور وہ آنسو چھپانے کے لئے ہاتھ روم میں چلی گئی۔۔۔۔۔ بارش کھل کے برسی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ کب سے رکھا ہوا طوفان سب کچھ ہما کر لے گیا۔۔۔۔۔ وہ روئے تو کہاں روئے

جی۔۔۔۔۔ فائلیں بند کرتے بولی۔

ادھر آؤ۔۔۔۔۔

احمد نے پلنگ سے اٹھ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

آفس کا کام آفس میں کیا کرو۔

احمد نے بڑی محبت سے قنوت کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

ایک فائل تھی سائن کرنے کے لئے اور چیک کرنا تھی۔۔۔۔۔ اس لئے لے

وہ احمد کے چہرے کو بغور دیکھ کر بولی۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

احمد نے بالوں کو پیشانی سے ہٹایا۔

کئے۔۔۔۔۔

ہاں امی سر دروہی بتایا ہے۔

قنوت نے کہا۔

یہ جناب کے چہرے پر بارہ کیوں بچے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔

احمد نے قنوت کو افسردہ دیکھ کر کہا۔

ایسے ہی۔۔۔۔۔

قنوت زبردستی ہنستے ہوئے بولی۔

ابھی تو میں زندہ ہوں۔۔۔۔۔ پگلی۔۔۔۔۔

وہ قنوت کو بغور دیکھ کر بولا۔

خدا کرے تو ہزاروں سال جیئے۔۔۔۔۔ میرے بچے۔۔۔۔۔

ماں نے احمد کی پیشانی چوم لی۔

اور وہ آنسو چھپانے کے لئے ہاتھ روم میں چلی گئی۔۔۔۔۔ بارش کھل کے برسی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ کب سے رکھا ہوا طوفان سب کچھ ہما کر لے گیا۔۔۔۔۔ وہ روئے تو کہاں روئے

۔۔۔۔۔ چھپ چھپ کر رونا اس کی عادت بن چکی تھی۔

امی۔۔۔۔۔ بہت دیر ہو گئی۔۔۔۔۔ قنوت باہر نہیں آئی۔

احمد کب سے اس کا منتظر تھا۔

مسز بارون انھہ کر ہاتھ روم کے دروازے پر گئیں۔

بیٹی۔۔۔۔۔

آگئی امی جان۔۔۔۔۔

وہ جلدی جلدی لباس درست کئے بالوں کو ٹھیک کئے باہر آگئی۔

مسز بارون نے بغور قنوت کی آنکھوں میں جھانکا۔

طبیعت ٹھیک ہے بیٹی۔۔۔۔۔

وہ پریشان سی ہو گئیں۔

ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔

وہ ہمہ تن گوش ہو گئی۔

اپنی کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے منظور صاحب کو طلب کیا۔

Yes Madam

منظور نے آتے ہی مؤدب لہجے میں کہا۔

آپ قوت کمپنی اینڈ لیٹنڈ کے پرانے سمجھدار ملازم ہیں۔۔۔۔۔ اور تمام اونچ نیچ کو بھی جانتے ہیں۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ آپ حکم تو کریں۔

منظور صاحب بڑے شہ انداز میں بولے۔ ویسے بھی وہ شریف النفس انسان

آپ میری عدم موجودگی میں انچارج ہوں گے۔ میں آفس آرڈر کئے جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ قوت نے سفید کانڈ پر انگلش میں لکھا اور کانڈ میز پر رکھ دیا۔

کیا حال ہے احمد صاحب کا۔

منظور نے کہا۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ اب شاید میں ان کو باہر ہی لے جاؤں۔

قوت کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔

خدا ان کو شفا دے۔۔۔۔۔ آفس کے بارے میں آپ بے فکر رہیں۔

Thank you

وہ آفس سے نکلتی ہوئی واپس چلی گئی۔

یار آج میڈم کو کیا ہوا۔۔۔۔۔ بڑی پریشان لگ رہی تھی۔

آفس کلرک نے کہا۔

احمد صاحب کے بارے میں کافی پریشان ہیں۔

منظور اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔ اور وہ کلرک اپنے کام میں مصروف ہو

قوت سیدھی ڈاکٹر وارنٹی کے پاس چلی گئی۔

میرے ساتھ منسوب ہو کر اپنے آپ کو کستی تو نہیں۔

احمد کو اپنا علم تھا کہ وہ بیماری کے کس دور سے گزر رہا ہے۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔ میں تو دنیا کی خوش قسمت ترین عورت ہوں جس کا شوہر احمد ہے۔۔۔۔۔ احمد سے قیمتی چیز اس دنیا میں اور کوئی نہیں۔۔۔۔۔ وہ جسم ہوئی۔۔۔۔۔ لیکن اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔۔۔ وہ قوت کے چہرے کو دیکھتا رہا۔

میں نے تمہیں کیا دیا ہے۔۔۔۔۔ دکھ خدمت اور تیار داری۔۔۔۔۔ دکھ کے گہرے سائے اس کے چہرے پر رقص کناں تھے۔ وہ محبت کی انمٹ داستان چھوڑ

جائے گا۔ قوت بھیگی پلکوں سے احمد کے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ چند دنوں میں وہ ہڈیوں کا پتھر بن گیا تھا۔۔۔۔۔ دکھ کی ایک سلاخ اس کا سینہ چیر کر نکل گئی۔۔۔۔۔ وہ

تپتے صحرا میں بے یار و مددگار کھڑی تھی۔۔۔۔۔ شدید دھوپ اور نہ کوئی سایہ دیوار الہی کیا بنے گا۔۔۔۔۔ میرا تو اس بھری دنیا میں ہے بھی کوئی نہیں۔۔۔۔۔ وہ ایک دم

چونک گئی۔۔۔۔۔ کلاک نے صبح کے نو بجادے تھے۔

احمد۔۔۔۔۔

قوت نے پکارا۔۔۔۔۔

جان احمد۔۔۔۔۔

احمد نے صوفے پر ٹیک لگاتے ہوئے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔ جسے

قوت نے تھام لیا۔

اگر آپ اجازت دیں تو آفس نہ چلی جاؤں۔

جاؤ۔۔۔۔۔ منظور کو سمجھا آؤ۔۔۔۔۔

احمد نے کہا۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے تیار ہو کر آفس چلی گئی۔

کوئی فائدہ نہیں باہر جانے کا _____ وہی دوا یا استعمال کرو _____ جو سروے
نیم نے منتخب کی تھیں۔

ٹھیک ہے۔

حوصلہ رکھو _____ مریض کو اس بات کا بالکل علم نہیں ہونا چاہئے۔
ڈاکٹر وارثی نے قنوت کی پشت پر تھکی لگائی۔

یہ پل صراط ہے بیٹی _____ حوصلے اور صبر سے اس مشکل کو برداشت کرو
_____ وہ رخساروں سے آنسو صاف کرتی باہر گاڑی میں چلی گئی _____ دکھوں کا
آتش فشاں ایک دن پھٹے گا ضرور _____ وہ گاڑی شارٹ کرتی بڑی برق رفتاری
سے کاشانہ بارون پہنچ گئی۔ چند سیکنڈ میں وہ پہنچ گئی تھی۔

گاڑی پورچ میں کھڑی کئے وہ احمد کے کمرے میں ہی داخل ہوئی۔ وہ ماں کے
ساتھ بڑا خوش نظر آ رہا تھا۔

آؤ آؤ _____ میری بیٹی _____

مسز بارون نے کھڑے ہو کر قنوت کو ساتھ لگا لیا۔

کیسی طبیعت ہے _____

وہ جھک کر بولی۔

بہت اچھی _____ آؤ بیٹھو _____

احمد نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے قریب قالین پر بٹھالیا۔

اچھا بیٹا میں جاؤں _____

ای بیٹھ جائیے نا _____

قنوت نے کہا۔

بیٹا میں نے وظیفہ شروع کیا ہوا ہے _____ سوچ رہی ہوں مکمل کر لوں۔

اچھا ای _____

احمد نے کہا۔

آداب ڈاکٹر _____

جیتی رہو _____ بیٹھو _____

شکریہ _____

وہ ڈاکٹر کے کمنے پر سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

احمد کی سناؤ۔

ڈاکٹر وارثی نے دونوں ہاتھ میز پر رکھ کر کہا۔

ٹھیک ہیں _____ ویسے نکاہت بہت محسوس کر رہے ہیں۔

قنوت نے کہا۔

نکاح تو ہوگی _____ اتنی تکلیف وہ بیماری ہے۔

ڈاکٹر وارثی خود بھی پریشان تھے۔

ڈاکٹر میں چاہتی ہوں کہ ساری دنیا بک جائے _____ لیکن احمد کو اس بیماری

سے نجات مل جائے _____ حزن و ملال کی پرچھائیاں قنوت کے چہرے پر پھیل گئیں۔

میں تمہارے جذبات اچھی طرح سمجھتا ہوں _____ یہ بیماری احمد کو دس سال

پرانی ہے۔ دو مرتبہ لندن سے بھی علاج کروایا ہے _____ اس کا آپریشن بھی ممکن

نہیں ہے۔ صرف خدا پر بھروسہ رکھو بیٹی۔

قنوت کو روتا دیکھ کر ڈاکٹر وارثی نے تسلی بخشی دی۔

میں تو اس لئے آئی تھی کہ شاید باہر لے جانے سے شفا ہو جائے۔

وہاں بھی تو یہی خدا ہے _____ پھر تمہیں بتا چکا ہوں نا احمد کے ساتھ میں خود

گیا تھا۔ مسز بارون کو اس بات کا علم نہیں ہے _____ ورنہ وہ تو سنتے ہی جان دے

دیں۔

قنوت سختی رہی۔

تو پھر _____

قنوت نے کہا۔

وہ کمرے سے نکل گئیں۔

چائے لاؤں۔

قنوت نے چاہت سے پوچھا۔

ہاں طلب تو ہے۔ لیکن تم نے نہیں جانا۔ بابا کو کہو۔

وہ قنوت کے بہت قریب ہو گیا۔ جیسے کوئی انوکھی طاقت اسے چھین کر

لے جائے۔

ٹھیک ہے۔ میں بابا کو کہہ آؤں۔

قنوت نے خوبصورت چہرہ پھیر کر احمد کو کہا۔

کال بل نہیں ہے۔

احمد نے کال بل کی طرف اشارہ کیا۔

ٹھیک ہے۔

قنوت نے ہنس کر بل پر انگلی رکھ دی۔

جی بیٹا۔

بوڑھا خانساں ہاتھ صاف کرتا داخل ہوا۔

بابا کرم دین۔ اپنا کوئی شاگرد رکھ لو۔ تم اب بوڑھے ہو گئے ہو۔

میں تو آپ کا غلام ہوں سرکار۔ لوگ تو بوڑھے ناکارہ لوگوں کو نکال

دیتے ہیں، لیکن بیٹا اور بڑی بیگم صاحبہ نے کہا کہ میں بھی کام کروں اور کوئی اپنے

ساتھ رکھ لوں۔ وہ کام بھی سیکھ جائے گا۔ اور مجھے بھی بے روزگاری

نہ ہوگی۔

بوڑھا کرم دین احسان مندی کے بوجھ تلے دبا جا رہا تھا۔

پھر کیا کیا بابا۔

قنوت نے کہا۔

کل سے میرا پوتا میرے ساتھ کام کر رہا ہے سرکار۔ بیگم صاحبہ نے تو

اس کی تنخواہ بھی مقرر کر دی۔ اور بیٹا نے میری تنخواہ بھی اور بڑھادی۔
بلکہ میں گھر بھی بیٹھ جاؤں تو عیشیں ملے گی۔

اچھا۔ احمد کھل کر ہنس دیا۔ ہنستا ہوا وہ کتنا اچھا اور شوہٹ لگ رہا
تھا۔

قنوت نے محبت سے بھرپور نظر احمد پر ڈالی۔

ارے واہ۔ اچھی آفیسر ہیں ہماری بیگم صاحبہ۔ کمال کی چیز ہیں

وہ قنوت کے قریب صوفے سے اتر کر قالین پر بیٹھ گیا۔

جاؤں سرکار۔

ہاں بابا اچھی سی چائے لاؤ۔ اور شای بھی لیتے آنا۔

بہتر سرکار۔

بوڑھا کمرے سے نکل گیا۔

قنوت۔

احمد نے پکارا۔ جیسے وہ کوسوں کے فاصلے سے بول رہا ہو۔

جی۔

قنوت نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

طبیعت ٹھیک ہے۔

ٹھیک ہوں۔ ہماری شادی کو کتنا عرصہ ہوا۔

احمد نے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

سال ہونے میں ایک ماہ باقی ہے۔

قنوت نے کہا۔

ساگرہ بڑے تزک و احتشام سے ہونی چاہئے۔

احمد نے اپنے ایک بازو کو قنوت کے نازک بدن کے گرد حائل کر دیا۔

ایسا ہی ہوگا۔

۹ وہ اپنا چہرہ احمد کے سینے میں چھپاتے بولی۔

دوسری سالگرہ پر شاید میں زندہ رہوں یا نہ رہوں۔

احمد _____ قنوت نے اسے اپنے ہاتھوں میں جکڑ لیا۔

ایسی بات نہ کیا کریں _____ آپ زندہ رہیں گے _____ میرے لئے _____

صرف میرے لئے _____ خدا آپ کو میرا جیون بھی دے دے _____ کائنات کی خوبصورتی اور یہ رعنائی دلفریبی صرف آپ کے دم سے ہے۔

قنوت نے احمد کو یوں لپٹا لیا _____ جیسے اپنی ہلکوں میں ڈھانپ لینا چاہتی ہو۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے احمد کے وجود کو گرم ہوا کا جھونکا بھی مس کرے۔ احمد

نے اس کی پیشانی پر محبت کا طویل بوسہ ثبت کر دیا _____ اور قنوت نے احمد کے

دونوں ہاتھوں کو چوم لیا۔

ہمیں تم سے بہت پیار ہے قنوت _____

ہمیں اعتبار ہے۔

قنوت ہنس دی۔

چائے لے آیا ہوں سرکار۔

بوڑھے کرم دین نے دروازے میں کہا۔

لے آؤ بابا _____

وہ پرسکون سے محتاط انداز میں مسکراتے ہوئے بیٹھ گئے۔

کرم دین ٹرائل میں چیزیں نکال کر قالین پر رکھنے لگا۔

بابا یہ چائے اور شامی کباب امی کو ان کے کمرے میں دے آؤ۔

وہ بوڑھے کرم دین کو چھوٹی پلیٹ میں شامی کباب اور کپ چائے کا پکڑاتے

بولی۔

ٹھیک بی بی۔

کرم دین چلا گیا۔

قنوت نے چائے بنا کر احمد کے سامنے رکھ دی اور دوسرا کپ خود لے لیا۔

لیجئے _____

وہ کبابوں کی طرف اشارہ کرتے بولی۔

احمد بڑی چاہت سے کباب کھانے لگا _____ شامی کباب اس کی مرغوب غذا تھی۔

اپنا کپ قنوت نے دیکھا _____ وہ کھاتے کھاتے اداس ہو گیا تھا۔

کیا بات ہے _____

قنوت نے کپ واپس پلیٹ میں رکھ دیا۔

میں سوچ رہا ہوں _____

احمد نے بھی کپ رکھ دیا۔

کیا _____

قنوت سن سی ہو گئی۔

احمد نے معنی خیز نظریں قنوت کے چہرے پر ڈالیں _____

احمد کہنے نا _____ کیا بات ہے۔

قنوت خود حواس باختہ سی ہو گئی۔

میری ماں میرے بعد زندہ نہیں رہے گی _____ اگر زندہ رہ گئی تو اس کا خیال

رکھنا۔

احمد کے الفاظ میں حد درجہ محرومیت کا احساس غالب تھا۔ وہ اس دنیا سے تشنہ

کام جا رہا تھا۔ قنوت کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں _____ باوجود بزداشت کے

بھی سوتے پھوٹ پڑے۔ وہ بری طرح رو دی _____ جسم کے خفیف جھٹکے اس بات کا

احساس دلا رہے تھے کہ وہ بہت بری طرح رو رہی ہے۔

ارے _____ دیوانی ہو گئی ہو _____ ادھر دیکھو _____

احمد نے قنوت کو ساتھ لگا لیا۔

تم نے تو بڑا صبر آزمائے سفر اختیار کرنا ہے _____ ابھی سے دل کیوں چھوڑ بیٹھی

لیکن وہ اس کے ہی سینے میں منہ چمپا کر سکتی رہی۔

اچھا چلو معاف کر دو۔ آئندہ کوئی ایسی بات نہیں کرتا۔

احمد نے مسکراتے ہوئے ہاتھ جوڑ دیئے۔

قوت نے احمد کے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگا لیا۔

بس بھی بس۔

تم تو بڑی بہادر عورت ہو۔

وہ بڑی شفقت سے قوت کے الجھے بال درست کرنے لگا۔ اپنے رومال سے احمد

نے قوت کے آنسو صاف کئے۔ وہ اسی طرح سوگوار ماحول میں چائے پینے لگے۔

احمد۔ ایک دلدوز چیخ بلند ہوئی۔ احمد نے قوت کی گود میں دم توڑ دیا

کیا ہو گیا۔ مسز ہارون بھاگ کر آئیں۔ میرے بچے۔ تم

چھوڑ گئے ہو۔ مجھے۔ قوت کو۔ میں نہیں رہوں گی تمہارے بغیر

وہ دھڑام سے گریں۔ اور دوبارہ نہ اٹھ سکیں۔ چند لمحوں میں دو

جنازے۔ کائنات رو پڑی۔ آسمان رشک بار ہو گیا۔ زمین تھرا

اٹھی۔ کوٹھی کے در و بام لرز اٹھے۔ احمد کی جواں سال موت نے ایک

کرام سا بچا دیا۔ کوئی آنکھ تھی جو اشک بار نہ تھی۔ حامد کو بھی اطلاع کر دی

تھی۔ سارا شرائد آیا تھا۔ انسانوں کا ایک سیلاب تھا جو کاشانہ ہارون میں

طوفان برپا کر رہا تھا۔ قوت اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ ماں، بیٹا دونوں کی تجنیز

و بحفین کے کام فشی جی بڑے احسن طریقے سے کر رہے تھے بلکہ ہر قسم کی ذمہ داری

ایک صاحب اور فشی جی نے ملازمین کے ساتھ اپنے سر لے لی تھی۔ سوائے قوت

کے اور کون تھا گھر میں۔ لیکن قوت کو ابھی ہوش نہیں تھا۔ وہ سکتے کے عالم

میں بیٹھی چاروں جانب نکلے جا رہی تھی۔ اسے کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ کیا

کرے۔ سوچ و بچار عقل و خرد کی تمام تر صلاحیتیں معدوم ہو چکی تھیں۔

بس وہ سب عزیز رشتہ دار واقف کاروں کو دیکھے جا رہی تھی۔ ناصربہ بیگم بھی اہل و

عیال کے ساتھ پہنچ گئیں تھیں۔ ہر ایک ذی روح کی زبان پر احمد کی جوانی کا ذکر

تھا۔ اور مامتا کی عظمت کی باتیں تھیں۔

بس سب کچھ قوت کا ہی تو ہے۔

ایک عورت مجھے سے بولی۔

ہے کیا وہ مرن جو گا تو ایک سال پہلے ہی اس کے نام لگا گیا تھا۔

دوسری عورت نے قیاس دوڑایا۔

دیئے میاں بیوی میں محبت بہت تھی۔

ایک نوجوان لڑکی نے کہا۔

محبت کیسے نہ ہوتی۔۔۔ عیش کروانا تھا۔۔۔ بیروں میں لوٹ رولتی تھی قوت۔۔۔
چپ کرو خدا کے لئے۔۔۔ یہ بات مگر۔۔۔ میری قوت کس طرح بیٹے گی۔۔۔
یہ صدمہ کس طرح برداشت کرے گی۔

زینت بیگم چیخ کر بولیں۔۔۔ اور وہ عورتیں ایک دم چپ ہو گئیں۔

اس کی بیٹی ہے نا۔۔۔

ایک بوڑھی عورت نے کہا۔

اچھا۔۔۔ ماں جو ہوئی۔۔۔ جوان بیٹی۔۔۔ دیوہ ہو گئی۔۔۔ بہت صدمے

کی بات ہے۔

ماں بیٹے کا جنازہ ایک ساتھ اٹھایا گیا۔

ہر آنکھ سے اشک رواں تھے۔۔۔ کاشانہ ہارون کی ہر چیز پر مرونی چھائی
ہوئی تھی۔ سوئم کے بعد تمام رشتہ دار عزیز چلے گئے تھے۔۔۔ صرف ناصرہ بیگم ابھی
تک بمعہ اہل و عیال مقیم تھیں۔۔۔ یا پھر راجہ بمعہ بچوں کے موجود تھا۔ حامد بھی
سوئم کی صبح پہنچ گیا تھا۔۔۔ ساتھ اس کی فرانسیسی بیوی بھی تھی۔ قوت۔۔۔
مل کر وہ بہت خوش ہوئے۔ حامد احمد کی موت پر تڑپ اٹھا۔۔۔ ماں کی یاد اسے
ستائے لگی۔۔۔ وہ بہت دیر تک روتا رہا۔۔۔ جب فریڈا نے اسے تسلی بخشی دی
قوت سے ہمدردانہ گفتگو کرنے کے بعد وہ تیسرے دن لندن روانہ ہو گیا
۔۔۔ وہ رہ کر کرتا بھی کیا۔ دو بچے چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔ دونوں لڑکے ہی تھے۔
قوت نے جاتے ہوئے بچوں کو پیار بھیجا۔۔۔ اور خود برباد شکستہ سی احمد کے کمرے
میں آگئی۔

چند دن مگر چلے گئے تھے۔۔۔ ناصرہ بیگم بھی رخصت ہو گئی تھیں۔۔۔ لیکن
راجہ بمعہ بیوی بچوں کے موجود تھا۔ قوت کو راجہ کی صورت سے نفرت تھی۔
یہ اب یہاں کس لئے ٹھہرے ہوئے ہیں اپنے گھر کیوں نہیں جاتے۔
وہ قریب بیٹھی ملازمہ شریفان سے بولی۔

معلوم نہیں بی بی۔۔۔ ویسے ان کا جانے کا پروگرام بھی نہیں ہے۔

شریفان سمجھدار عورت تھی۔

خیر تم دوپہر کا کھانا کھلاؤ۔۔۔ میں یا قوت سے بات کرتی ہوں۔۔۔ کھانا
نے کے بعد یا قوت قوت کے پاس ہی آگئی۔

اچھا باجی ہمیں اجازت دو۔

خدا کا شکر ہے وہ خود ہی جانے کے لئے تیار تھی۔

تمہارا شوہر کہاں ہے۔

قوت نے اس کا نام لینا بھی چھوڑ دیا تھا۔

باہر ہی گئے ہیں۔۔۔ خیر ہم تو جا رہے ہیں۔

ٹھیک ہے۔۔۔

یا قوت بچوں کو لے کر رخصت ہو گئی۔ شام چار بجے راجہ نے گھر میں قدم رکھا
اس کے تن بدن میں آگ بھڑکی لگ گئی۔

تمہیں کس نے کہا تھا آج کے لئے۔

وہ آگ بگولہ ہوا جا رہا تھا۔

تو کیا وہیں رہنے کا ارادہ تھا۔

یا قوت بھی برجستہ جواب کے ساتھ بولی۔

رہنے کی بات نہیں۔۔۔ اب وہ اکیلی تھی۔۔۔ اگر بچے چند دن اس کے

رہ جاتے تو ٹھیک تھا۔

راجہ معنی خیز انداز اپناتے بولا۔

ایک تو وہ پریشان ہے۔۔۔ دوسرا بچوں کی ہنگامہ آرائی میں اور پریشان کرتی

نہ۔ یا قوت کو شوہر کی خود پرستی کا علم تھا۔

با۔۔۔ بہت دکھ ہے بہن ہے۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔ تمہیں کتنا

پس ہے بہن کا۔۔۔

خمس آنے سے پہلے اس سے اجازت لینی چاہئے تھی۔
زینت بیگم بیٹی کو سمجھانے لگیں۔

اپنے گھر آنے کے لئے بھی اجازت کی ضرورت ہے۔

یا قوت پلٹ کر بولی۔ اسے ماں کی بات سے بھی اختلاف تھا۔

عورت کا کوئی گھر نہیں ہوتا بیٹی۔ سب گھر مردوں کے ہیں۔ باپ کا
زہر کا بھائی کا زینت بیگم نے درست بات کہی تھی۔ پہلے وہ شوہر کے گھر میں تھی
اب وہ باپ کے گھر میں تھی۔

آئندہ راح کی کسی بات سے انحراف نہ کرنا بیٹی۔ تمہارا باپ قوت کا
مرد۔ وہ نہیں سکتا۔ وہ قوت کی بربادی پر دن رات روتا رہتا ہے۔ وہ قوت
ہے جتنا پیار کرتا تھا۔ قوت نے اس قدر ہی دکھ اٹھائے ہیں۔ زینت بیگم نے آنسو
بات کہے۔

یا قوت نے بھی آنکھیں صاف کر لیں۔ بہن کی بربادی تو اس نے شروع
ہی تھی۔ یہ غلطی ساری زندگی اسے ازیت دیتی رہے گی۔ ضمیر کی غلط اسے سکون
کی لینے دے رہی اور دوسری طرف اس کے شوہر کی پذیرائی کرنی پڑتی ہے جو اس
میں برابر کا شریک ہے۔ چلو اگر میں ہی ہمک گئی تھی تو راح خود سیدھے
تے پر چلتا۔ قوت باجی میں کس چیز کی کمی تھی۔ صرف عیاشی پسند نہ
ہی تھی۔

کیا سوچ رہی ہو۔ سوچنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ خواہ مخواہ تمہاری
نات خراب ہو گی۔ اوپر سے یہ بچے کون سنبھالے گا۔ آجکل کے شوہروں کو
دو چہرہ اور چست پیویاں اچھی لگتی ہیں۔ بیمار بیوی کو چھوڑ کر دوسری کر
لیں۔ زینت بیگم اسے سمجھاتی رہیں۔ وہ سنتی رہی۔

آپ درست کہتی ہیں امی۔ راح بھی انہیں مردوں میں ایک مرد ہے۔
یا قوت کی آواز دل سے نکلے۔

یا قوت ماہی بے آب کی طرح ترپ اٹھی۔ اور سچ اس کی زبان پر آئی
گیا۔

اس احساس میں تم بھی شریک ہو۔ آخر وہ تمہاری منگیتر تھی۔

یا قوت نے سچ پا ہوتے حقیقت کا تیر کھینچ مارا۔ جو سیدھا راح کے خور
غرض ماضی کو بے نقاب کر گیا۔

اچھا یہ بات ہے۔ بہت زبان کھل گئی ہے تمہاری۔ میں آئندہ
برداشت نہیں کروں گا۔

اما۔۔۔ کیوں لڑتے رہتے ہیں آپ۔۔۔
سب سے بڑی لڑکی نے یا قوت سے کہا۔

اپنے باپ کو سمجھاؤ۔ جو فتنہ کھڑا کرتا ہے۔
یا قوت نے کہا۔

میں فتنہ پرداز ہوں۔۔۔
راح نے آنکھیں پھلا دیں۔

یہ میں نے کب کہا۔

یا قوت کمرے میں چلی گئی۔ اور وہ پاؤں پٹختا ہوا باہر نکل گیا۔

قوت بیٹی۔ کیسی تھی۔ تم آگئیں۔
زینت بیگم اس کے کمرے میں آتے ہوئے بولیں۔

ٹھیک تھی۔

ارے تم رو رہی ہو۔

زینت بیگم اس کی آواز سے محسوس کرتے ہوئے کہنے لگیں۔

نہیں۔۔۔

یا قوت نے آنسو صاف کئے۔

یہ تو ہر روز کی بات ہے بیٹی۔ خواہ مخواہ اپنا خون جلانے سے کوئی فائدہ

جی بھائی جان _____

نوکری کرو گے۔

نہیں _____

وہ بڑی بے حسی سے بولا۔

نہیں _____ کیا مطلب ہے تمہارا _____

راخ حیران رہ گیا۔

میں کوئی کاروبار کروں گا۔

تمیز راخ کے چہرے کو گھورتا ہوا بولا۔

کیسا کاروبار _____

جیسا آپ مناسب سمجھیں۔

تمیز اپنے کمرے میں چلا گیا۔

ہوں _____

راخ نے کرسی سے ٹیک لگالی۔

احمد کو انتقال کے سات آٹھ ماہ گزر گئے تھے _____ وہ تنہا حالات کا مقابلہ

رہی تھی۔ وہ ہماروں میں لٹ گئی تھی _____ ساحل پہ سفینہ ڈوب گیا تھا اس کا۔

کاشریک سفر _____ اس کا امرا احمد کس موڑ پہ جدا ہو گیا تھا۔ اس نے سوچا بھی

نفا کہ احمد اس طرح چلا جائے گا۔ ڈاکٹر کہتے تھے _____ لیکن وہ یقین نہ کرتی تھی۔

رکھو بھی پتہ تھا کہ اس کی موت یقینی ہے _____ اسے دماغ کا کینسر تھا اور وہ کسی

ذہنی پھٹ سکتا تھا _____ سو وہ اسے بھری دنیا میں تنہا چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ اس

لئے اتنی دولت چھوڑ گیا تھا کہ وہ قیامت تک کھاتی رہے تو ختم نہیں ہو سکتی

۔ یوں لگتا تھا کہ احمد نور کا پر تو تھا _____ ذرا سی دیر میں روشن ہوا اور غائب ہو

شام کے سائے ڈھل رہے تھے _____ وہ تنہا لان میں بیٹھی چائے پی رہی

کہ ملازم نے منظور کے آنے کی اطلاع دی۔

یہیں بھیج دو۔

وہ ماں کی نصیحتوں کو بغور سن کر خاموش ہو گئی _____ اگر اس نے قوت کو

دکھ دیا تھا تو احمد تو زندہ رہتا _____ احمد کی موت کے بعد ضمیر کی غلٹ اور بڑھ گئی

ہے۔ سکون نام کی کوئی چیز اس کے پاس نہیں رہی۔

بھائی کھانا دو _____

نہ جانے کہاں سے آوارہ گردی کرتا ہوا آیا تھا تمیز _____ جو ابھی تک میزک

نہیں کر سکا تھا۔ وہ انہی اور خاموش طشتری میں کھانا لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ کیا

پکایا ہے _____ فلیجیم _____ میں نہیں کھاتا _____

بڑی ناگواری سے تمیز نے پلیٹ پرے کھسکا دی۔

اس میں گوشت بھی ہے بیٹا۔

زینت بیگم نے تمیز کی توجہ گوشت کی طرف دلائی۔ لیکن یا قوت چاچکی تھی۔

نظر آ رہا ہے ممانی _____

وہ اٹھ گیا _____

ارے بیٹھو نا _____ یا قوت _____ انڈے بنا دو۔

زینت بیگم ماحول کو خراب کرنا نہیں چاہتی تھیں۔

یا قوت بادل خواست کچن میں انڈے بنانے چل دی۔

بیٹے گھر میں بیٹھا کرو _____ پڑھا کرو _____ تمہارے امتحان قریب ہیں۔

کیا کروں گا پڑھ کر _____ کونسا ڈپٹی لگ جاؤں گا۔

وہ بڑی نفرت سے بولا۔

ارے بیٹا علم بڑی اچھی چیز ہے _____ اعلیٰ تعلیم انسان کو آسمانوں کی بلندیوں

تک لے جاتی ہے۔

زینت بیگم بولتی رہیں اور وہ سنتا رہا۔ لیکن وہ چکنا گھڑا تھا۔ اسے ایسی دکان

نصیحتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا _____ اس کے امتحان آئے اور گزر گئے۔ اس نے

امتحان ہی نہ دیا۔

راخ نے آج اس سے بات کی۔

بہتر سرکار _____
 ملازم چلا گیا _____
 چند لمحوں میں منظور مودب سالان میں داخل ہوا۔
 آئیے آئیے منظور صاحب _____ تشریف رکھیے _____
 شکریہ _____
 منظور شکریہ کے ساتھ بیٹھ گئے۔
 کیسے ہیں آپ _____
 قنوت نے منظور صاحب کے لئے چائے بنائی۔
 لیجئے چائے _____ وہ پیالی منظور کے سامنے رکھتے بولی۔
 جسے منظور نے شکریہ کے ساتھ پکڑ لیا۔
 کیسے تشریف لائے تھے آپ _____
 قنوت نے کہا۔
 میں آپ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں _____ آپ آفس میں آجائیے _____
 آپ _____ اپنا کام سنبھالئے۔
 منظور عاجزانہ لمبے میں بول رہے تھے۔
 تھک گئے آپ _____
 وہ جہنم ہی ہوئی۔
 نہیں میڈم میں تھکا نہیں ہوں _____ کچھ لوگ ایسے ہیں جو کام کرتے ہیں اور
 نہ کرنے دیتے ہیں۔
 منظور نے پراسراری بات کی تھی _____ لیکن قنوت ایسی کوڑھ مغزنہ تھی جو
 سمجھ نہ سکی۔
 ٹھیک ہے _____ میں انشاء اللہ پندرہ جنوری کو دفتر جوائن کر لوں گی۔
 بہت شکریہ آپ کا _____ میری بہت پریشانی حل ہو گئی ہے۔
 چنانچہ وہ پندرہ جنوری کو دفتر پہنچ گئی۔ سفید ساڑھی میں لمبوس سفید رنگت ہوا
 کے اندر آتے ہی تمام لوگ کھڑے ہوئے _____ وہ جواب دیتی ہوئی اپنے کمرے
 داخل ہوئی ہمیشہ کی طرح اس کا آفس مکمل طور پر صاف کیا گیا تھا۔ وہ اپنی کرسی
 بٹھ گئی۔ اس کے بیٹھے ہی کئی لوگ احمد کی تعزیت کے لئے داخل ہوئے _____
 بت نے ان سے فردا فردا افسوس کیا _____ لیکن اس نے محسوس کیا کہ کسی بھی
 نہ راج اس کے سامنے نہیں آیا۔
 سب لوگ چلے گئے۔
 منظور صاحب آپ ٹھہریئے۔
 وہ رکتے ہوئے بولی۔
 جی بہتر _____
 منظور صاحب ٹھہر گئے۔
 منظور صاحب _____ تمام اکاؤنٹ چیک کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا ہے کہ
 انہی کے حساب میں بہت روپیہ ہے _____ کمپنی بڑے عروج پر جا رہی ہے۔
 اللہ کا شکر ہے میڈم _____ یہ سب آپ کی محنتوں کا نچوڑ ہے۔
 وہ ہنس دی۔
 اب میرے لئے کیا حکم ہے۔
 منظور صاحب مودب انداز میں بولے۔
 آپ نے تمام ملازمین کو عید پر نصف تنخواہ عیدی کے طور پر دینی ہے _____
 ملازمین کی بیک پے میں 10 فیصدی تنخواہ میں اضافہ کر دیا جائے اور اس اضافے
 نام احمد فنڈ ہو گا۔
 جی _____ اتنا فائدہ _____
 منظور بے حد خوش نظر آ رہا تھا _____ اس نے جاتے ہی خوش خبری تمام
 لوگوں کو سنائی تو سب لوگ بہت خوش بلکہ نعروں کی آوازیں آنے لگیں۔
 سیٹھ احمد زندہ باد _____ تا قیامت زندہ باد
 وہ سنتی رہی _____ اور آنسو لڑھک لڑھک کر اس کا سینہ بھگوتے رہے۔
 احمد تم زندہ رہو _____ صرف میری نظروں سے اوجھل ہو گئے وہ _____

منظور صاحب ____ کیا حال ہے۔

تحت رہ سکتا تھا۔

راخ پشت سے آکر بولا۔

یہ آنے کا وقت ہے راخ صاحب۔

منظور صاحب نے کہا۔

اپنا تو یہی وقت ہے ____ اور اسی وقت آئیں گے۔

راخ کی آنکھوں میں شیطانیت ناچ رہی تھی ____ وہ تفرقہ ڈالنے پر آمادہ تھا۔

اب پہلے والی بات نہیں ہے ____ ہم کو با اصول رہنا چاہیے۔

منظور صاحب کے قریب بیٹھے دوسرے کلرک نے کہا۔

ارے واہ ____ تم تو بڑے با اصول بن رہے ہو ____ یہ میں کیا سن رہا ہوں

راخ نے اسے طنزاً "چوٹ کی۔

میڈم نے اور تنخواہ بڑھا دی اور عیدی بھی دینے کا اعلان کیا ہے۔

کلرک نے کہا۔

اچھا ____ اسی لئے میڈم کے گیت گا رہے ہو ____ خوشامدی ____ راخ

نے حقارت سے کہا۔

بکواس نہ کرو ____ خوشامدی تم خود ہو ____ احسان فراموش کلرک مددی

بري طرح گرم ہو گیا۔

احسان ہو گا تم پر ____ کام کرتے ہیں ____ اللہ واسطے نہیں لیتے تنخواہ

____ راخ نے بالوں کو جھٹکا۔

اچھا بابا ____ جاؤ معاف کر دو ____ کھانے کو مت دوڑو ____ بوڑھے

مدیق صاحب نے بیچ بچاؤ کروا دیا۔

سب اپنی اپنی میزوں کے پاس چلے گئے ____ اور منظور صاحب بھی کام کرنے

لگے۔ لیکن وہ کہنی کے خیر خواہ لوگوں میں سے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کہنی کی

عزت پر حدف آئے۔

لیکن راخ کے لئے یہ بات تکلیف دہ بھی تھی کہ وہ کیسے قنوت کے نیچے یا

آج اسی وجہ سے یا قوت سے بھی بری طرح ہم کلام تھا۔ وہ اب دائرہ تہذیب

سے نکل چکا تھا۔ یا قوت نے دیکھا صبح کے نو بج چکے تھے۔ راخ ابھی تک بستر پر تھا۔

راخ آفس جانے کا کوئی ارادہ نہیں۔

یا قوت نے لحاف کو کھینچا۔

چھٹی ہے تین دن کی۔

وہ کروٹ بدل کر بولا۔

چھٹی؟ ____ لیکن کس لئے ____

یا قوت نے پھر راخ کو جھنجھوڑا ____

تمہیں بتانا ضروری ہے ____ میری مرضی چھٹی لوں یا نہ لوں ____

وہ اچک کر بڑے غصیلے انداز میں بیٹھ گیا۔

اس میں خفگی کی کوئی بات ہے ____ میری طرف سے چاہے ہمیشہ چھٹی پر

رہو ____ یا قوت اب اچھے جواب دینے لگ گئی تھی۔

اپنی زبان قابو میں رکھا کرو ____ ورنہ نقصان اٹھاؤ گی ____

راخ جوتا گھسیٹا ہوا ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

ہنہ ____ یا قوت زبردست غصے کو قابو میں کرتی دوسری ست کلام میں لگ

گئی۔ وہ کچن میں ناشتہ تیار کر رہی تھی۔

راخ اچھی طرح تیار ہو کر دروازے کی دہلیز پر کھڑا ہوتے بولا۔

میں جا رہا ہوں۔

ناشتہ نہیں کرنا۔

یا قوت چونک گئی۔

نہیں ____ بازار سے کھالوں گا۔

بازار کا زیادہ اچھا ہوتا ہے کیا؟

یا قوت نے پلٹ کر کہا۔

جبواس مت کرو۔۔۔ بحث کی تمہیں عادت پڑ گئی ہے۔

لیکن یا قوت نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی۔

وہ ٹھک ٹھک کرتا زمین کو روندتا ہوا باہر نکل گیا۔

بھوک اسے ستا رہی تھی۔۔۔ شیراز ہوٹل میں ٹھاٹھ سے ناشتہ کیا۔۔۔

اور خوب سیر ہونے کے بعد سیدھا آفس پہنچ گیا۔

اسلام علیکم۔۔۔

وہ داخل ہوتے بولا۔

سب لوگ چونکے۔۔۔ منظور صاحب نے گردن گھما کر کلاک کی طرف

دیکھا۔

کلاک ساڑھے گیارہ بجا رہا ہے۔

چھٹی کروانے آئے ہو یا چھٹی کرنے آئے ہو۔

منظور صاحب نے چوٹ کی۔

فی الحال تو میں خود چھٹی کروں گا۔

ٹھیک ہے۔۔۔

منظور کام میں مصروف ہو گئے۔

کہاں ہے تمہاری میڈم صاحبہ۔۔۔

وہ بڑی طنز سے بولا۔

آفس میں۔۔۔ جاؤ گے۔۔۔

منظور نے کہا۔

بالکل۔۔۔

وہ سیدھا ہو کر کالر درست کرنے لگا۔

تو جاؤ۔۔۔ مگر دھیان سے۔۔۔ غصے میں ہیں وہ۔۔۔ منظور نے کہا۔

کس نے غصہ دلایا محترمہ کو۔۔۔

وہ گردن جھکا کر بڑے عجیب انداز سے بولا۔

آپ نے۔۔۔

منظور صاحب صاف گوئی کے عادی تھے۔

میں نے۔۔۔ وہ پھر پلٹ آیا۔

ارے جابابا۔۔۔ کام کرنے دے۔۔۔ تو نے تو اپنے حصے کا کام نہ کیا ہے

ابا ہے۔۔۔ منظور صاحب کو غصہ آگیا۔

تو کیا تیرا باپ کر جاتا ہے۔

راخ مرنے مارنے پر قتل گیا۔

ارے بس۔۔۔ کام نہ تیرا باپ کرتا ہے نہ ہمارا۔۔۔ ہم سب تمہارا کام

بٹھال لیتے ہیں۔ دوسری سمت جاوید نامی شخص نے اس کو پکڑ لیا۔ جو آفس میں ہی

اُکرتا تھا۔

ابے جا۔۔۔

منظور صاحب اپنی کرسی سے اٹھ کر آفس سے باہر چلے گئے۔

ارے یار تمہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔ ہر وقت لڑنے مارنے پر تلے رہتے ہو۔

جاوید نے کہا۔

تم نہیں دیکھ رہے۔۔۔ جب بھی بات کرے گا۔۔۔ کڑوی کرے گا۔۔۔

نہی کے بل بوتے پر اکڑ دکھاتا ہے۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔ وہ زبردست

نامیں مٹھیاں بھیج کر بولا۔

ایسا خیال دل میں نہیں لانا چاہئے۔۔۔ میڈم تو بہت نیک خاتون ہیں۔۔۔

منظور صاحب بھی برے نہیں ہیں۔

اپنے پر آئندہ خیالات کو جھٹک کر وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔ لیکن اس کے

نفرت و حقارت کا طوفان برپا تھا۔ اس کے اختیار میں ہوتا تو ساری فرم کو آگ لگا

دیتا۔ وہ اپنی سیٹ پر بھٹاتا ہوا بیٹھا تھا۔ جاوید پھراٹھ کر اس کے پاس گیا۔

جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو _____ وہ سلجھے ہوئے طریقے سے پیش کرو۔ یوں اس طرح جذبات میں اپنے آپ کو مہنموڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جاوید نے بات صحیح کہی تھی۔

لیکن وہ کس طرح قنوت کو جھکا سکتا تھا۔ اپنی انا کی خاطر تو وہ کچھ بھی داؤ پر لگا سکتا تھا۔ ایک گھنٹہ وہ سیٹ پر بیٹھا پھر وہ چلا گیا۔ سارے دن کی رپورٹ مانگنے کے بعد منظور صاحب نے صاف بات کہہ دی۔

میڈم صاحبہ _____ وہ فحش کام نہیں کر سکتا۔
کون فحش؟

قنوت نے عینک کے شیشوں میں سے گھورا _____ مسلسل گریہ زاری سے اس کی نظر پر بھی اثر پڑ گیا تھا۔

راخ _____

منظور صاحب آہستہ سے بولے۔

ہوں _____

قنوت نے عینک اتار کر سامنے ٹیبل کے شیشے پر رکھی۔

آپ نے پوچھا کہ وہ کام کیوں نہیں کر سکتا۔

وہ اس وقت بڑی برو بار نظر آرہی تھی۔

میں اس سے بہت بے عزتی کروا چکا ہوں۔

منظور صاحب مغموم سے بولے۔

میں آج بھی ہنگامہ سن رہی تھی _____ بلکہ ہر روز سنتی ہوں _____ منظور

صاحب خاموش رہے۔

آپ پرانے لوگوں کو بلا لیجئے نا _____ بات ہو جاتی ہے _____ جاوید صاحب کو

بھی بلا لیں _____ معلوم ہو جائے گا کہ راخ صاحب کیا چاہتے ہیں۔

چنانچہ آفس میں دس بارہ پرانے سمجھدار لوگ اکٹھے ہو گئے۔

بڑے منوذب طریقے سے قنوت نے انہیں صوفوں پر بیٹھنے کو کہا۔

تشریف رکھیے آپ۔

وہ بھی کرسی کا رخ موڑ کر ان لوگوں کی طرف ہی ہو گئی۔

کیا حال ہے عید کی تیاری کر رہے ہیں آپ لوگ _____

وہ ہنس کر ملازمین سے کہنے لگی _____ ورنہ ہنسی تو اس سے روٹھ گئی تھی وہ تو مسکاتا بھی بھول گئی تھی۔

اللہ کا سر _____ یہ ساری عید تو آپ ہی کے دم سے ہے۔

اصغر صاحب بولے۔

یہ نصف تنخواہ تو عیدی کے طور پر یا عید کا بونس سمجھ لیجئے _____ اس ماہ کی

پوری تنخواہ آپ کو پہلی یا دوسری کو مل جائے گی۔

او Very Good _____ زندہ باو مسز احمد _____ زندہ باو _____ جاوید نے ٹھو

لگایا۔

جاوید کے ساتھ باقی لوگوں نے بھی بے حد خوشی کا اظہار کیا _____ اور جو

تنخواہ کے بارے میں غلط فہمی تھی نکل گئی _____ کوئی کہہ رہا تھا کہ پہلی کو آدمی

تنخواہ ملے گی _____ یا تنخواہ میں کٹوتی ہوتی رہے گی _____ اب قنوت کی زبانی سن کر

سب مطمئن ہو گئے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ میں نے آپ لوگوں کو کیوں زحمت

دائی۔

قنوت سب سے یکساں متوجہ تھی۔

سب نے گردنیں جھکا لیں۔

آپ لوگ راخ کا رویہ دیکھ رہے ہیں _____ اگر کل میں کوئی قدم اٹھا لوں تو

آپ کو برا تو نہ لگے گا۔

قنوت نے سادگی سے سب کی طرف یکبارگی سے دیکھا۔

برا کیوں لگے گا _____ ہر شخص کو کئے کی سزا بھگتنا ہو گی۔ سو راج کو بچنے
_____ جاوید نے پیش قدمی کی۔

کیوں منظور صاحب _____ علی احمد صاحب _____ آپ کا کیا خیال ہے۔
ہم نے بہت سمجھایا ہے میڈم صاحبہ _____ بلکہ صبح بھی منظور صاحب اسے
کہہ رہے تھے _____ علی احمد نے کہا _____ اور اس نے ایک نہیں سنی _____
بلکہ اس کے کان پر جوں نہیں رہی تگی _____
قوت نے علی احمد کے جواب میں کہا۔
اگر میں کوئی کارروائی کروں تو آپ سب کو اعتراض تو نہ ہو گا۔
وہ سوچ کے ساتھ گہری نظریں چاروں جانب ڈالتے ہوئی۔
ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا _____
سب نے مل کر ایک آواز کے ساتھ کہا۔
ٹھیک ہے _____

قوت نے اقرار میں گردن ہلائی _____
منظور صاحب پہلے اسے تحریری وار تنگ دیتے _____ تاکہ وہ فرم کے ماحول کو
خراب نہ کرے۔
ٹھیک ہے میڈم _____
منظور صاحب نے اثبات میں گردن ہلائی۔
اور کوئی تکلیف ہو تو بتائیے۔
توقیر صاحب کچھ کہہ رہے تھے۔

منظور صاحب نے مسکرا کر توقیر صاحب کی طرف دیکھا۔
فرمائیے توقیر صاحب _____
وہ شفیق آفیسر تھی۔ ماتحتوں کی بات ماننا اپنا فرض سمجھتی تھی۔
ایک گزارش ہے میڈم صاحبہ _____

توقیر صاحب احسان مندی سے بچے جا رہے تھے۔
_____ کہنے

قوت نے ایک ڈائری کھول لی۔
ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان میں سے ایک
بچے کی مکمل فیس فرم ادا کرے۔
توقیر صاحب رک رک کر ادا کر ہی گئے۔
آپ کیشیئر ہیں _____ احمد فنڈ میں گنجائش تو ہو گی _____
قوت نے کہا۔
گنجائش تو کافی ہے میڈم صاحبہ _____
ٹھیک ہے _____ جیسا آپ چاہیں _____ ایک بچے کو سالم فیس جتنا بھی پڑھے گا
احمد فنڈ ادا کرے گا۔

زندہ باد _____
سب لوگ خوش باش اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے _____ قوت نے اپنے اچھے
اطلاق اور سلجھی طبیعت سے آفس والوں کے دل جیت لئے تھے _____ سب
ایمانداری اور سچی لگن سے کام کر رہے تھے۔ قوت کمپنی اینڈ لیڈ دن دو گنی اور رات
چو گنی نرقی کر رہی تھی۔ منظور صاحب نے تحریری نوٹس جاری کر دیا تھا۔ تحریر جواب
طلبی پڑھ کر تو وہ مشتعل ہی ہو گیا۔ آرڈر بک لئے وہ سیدھا قوت کے کمرے میں
داخل ہوا۔

قوت اس وقت منظور صاحب سے کسی ضروری امور پر بحث و تحقیق کر رہی
تھی۔ بے دھڑک اس قدر شور کے ساتھ داخل ہوتے دونوں ہی چونک گئے۔
تمنائی میں غل تو نہیں ہوا _____
انتہائی کراہت بھرا چہرہ اور رکیک انداز _____
راج _____

منظور صاحب جوش سے کھڑے ہو گئے۔۔۔

آپ میرے بھائی ہیں۔۔۔ میں آپ کا احترام کرتی ہوں۔۔۔ اگر یہ شخص اپنے میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔۔۔ آپ بیٹھیں۔۔۔ قوت نے لاکھوں کی بات کہہ دی تھی۔

اور راسخ نفرت و حقارت کی آگ میں سراپا جل اٹھا۔
تم میری توہین کر رہی ہو۔۔۔

وہ چلایا۔۔۔

زیادہ چیخنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ جس مقصد کے لئے آئے ہو وہ بیان کہہ۔۔۔ قوت کا جابرانہ لہجہ اسے کاٹ کھایا۔
میں اس فرم میں کام نہیں کروں گا۔
وہ غصے سے بولا۔

نہ کہہ۔۔۔

قوت سکون سے اپنی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔۔
جو رقم میں نے فرم میں لگائی تھی۔۔۔ وہ واپس کی جائے۔۔۔ ورنہ۔۔۔
ورنہ کیا کر لو گے۔۔۔
قوت کو غصہ آگیا۔

میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔

کاش احمد نے تمہارے ساتھ کسی قسم کا لین دین نہ کیا ہوتا۔ ورنہ آج میں تمہیں ناکوں پہنے چبوتی۔ تو قوت کا نام نہیں۔۔۔

وہ لاجواب سا ہو کر ادھر ادھر جھانکنے لگا۔

منظور صاحب۔۔۔ کیا حساب کتاب ہے ان کا۔۔۔

وہ طنز سے بولی۔۔۔ لیکن چہرہ مطمئن۔۔۔

علی احمد صاحب کو بلا لیجئے۔

منظور صاحب نے کہا۔

قوت نے نمبر ڈائل کیا۔

علی احمد صاحب تشریف لائے۔۔۔ تمام کتابوں کے ساتھ۔۔۔ اور چند ہوں میں وہ آگئے۔

فرمائیے سرکار۔۔۔

علی احمد کتابیں فائل کور سامنے میز پر رکھتے ہوئے بولے۔

راسخ صاحب کا کیا حساب ہے۔۔۔ نکالیں نا ذرا۔۔۔

قوت نے تسکین طلب انداز میں کہا۔۔۔ اخلاقی گراؤ وہ پسند نہ کرتی۔
علی احمد نے بڑا سا کھاتا کھولا۔۔۔ چند لمحوں میں اس میں سے ایک صفحہ نکال
زینت کے سامنے رکھ دیا۔

یہ لیجئے میڈم صاحبہ۔۔۔

آپ فرمائیے۔۔۔ مجھے آپ پر بھروسہ ہے۔۔۔ گاڑی اعتماد سے چلتی ہے۔۔۔
وہ فائل کو واپس کرتے ہوئی۔

انہوں نے پانچ لاکھ روپیہ احمد صاحب سے قرض لیا تھا۔۔۔ اور وہی انہوں
نے فرم میں لگا دیا اور ماہوار قسط ادا کرتے رہے۔۔۔ احمد صاحب کی زندگی میں ہی
تف دو لاکھ کی قسط ادا کی تھی۔۔۔ بقیہ تین لاکھ قرض انہوں نے معاف کر دیا تھا۔
اس کے ساتھ انہوں نے تنخواہ بھی کافی بڑھا دی تھی ان کی۔۔۔ علی احمد
دف گونی سے کام لیتے ہوئے بول رہے تھے۔

ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔

وہ ساری بات سمجھ گئی تھی کہ یہ شخص مجھے بلیک میل نہ کرے۔۔۔ احمد نے
مراعات دی تھیں اسے۔۔۔ چند منٹ سوچنے کے بعد قوت نے چیک بک نکالی اور
ناپ کچھ لکھا۔۔۔

یہ لیجئے راسخ صاحب۔۔۔

چھ لاکھ کی رقم ہے۔۔۔ پانچ لاکھ احمد نے دیا تھا۔۔۔ ایک لاکھ میری طرف سے۔۔۔ منظور صاحب دے دیجئے انہیں اور سلیم کو کہیں راج کا استعفیٰ مانگ کرے۔

قوت نے چیک بھاڑ کر منظور صاحب کے حوالے کیا۔۔۔ اور خود پرس پکڑے باہر نکل گئی۔۔۔ اس کی رفتار میں وہی مضبوطی تھی۔
لو ابھی تمہارے تو عیش ہو گئے۔۔۔ لیکن اس قدر نیک عورت کی آہ نہ پڑے تم پر۔۔۔ خدا سے ڈرو۔۔۔

منظور صاحب نے چیک راج کے سامنے رکھ دیا۔

اپنا حق لیا ہے۔۔۔ بھیک نہیں۔۔۔

وہ یوں جھپٹا۔۔۔ جیسے مرغی خوراک پر جھپٹتی ہے۔

لیکن چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ سلیم ایک لمبے سے لفافے کو راج کے سامنے پھینک کر بولا۔۔۔

لو ابھی اعمال نامہ۔۔۔ جس شنی پر بیٹھے ہو وہی کاٹ دی تم نے۔۔۔ سلیم نے کہا۔

بلکہ جس میں کھایا اسی میں چھید کیا۔

بکواس بند کرو۔۔۔

وہ جھنجھلایا ہوا آفس سے باہر نکل گیا۔

وہ گاڑی شارٹ کٹے سیدھی زینت بیگم سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔ راج کی کوئی بھی اخلاقی گراؤت وہ اپنے گھر والوں سے دور رکھنا چاہتی تھی۔ اس نے تو کبھی بن کو بھی اس کا گناہ نہیں جتایا تھا۔ خاموشی اس کا شعار تھی۔ لیکن آج کی کارروائی وہ اپنے ماں باپ کے گوش گزار کرنا چاہتی تھی۔ یا قوت کو وہ کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ اس لئے اسے بتانا فضول تھا۔ گاڑی روک کر وہ باپ کے پاس ہی چلی گئی۔۔۔ لیکن وہاں موت کا سناٹا دیکھ کر وہ رک سی گئی۔

آجاؤ۔۔۔

زینت بیگم خاموش اپنے شوہر کے سرہانے کھڑی تھیں۔۔۔

کیا ہوا ابو کو۔۔۔ چند دن ہوئے ٹھیک تھے۔

وہ باپ کے پاس بیٹھ گئی۔

کہاں ٹھیک تھے بیٹی۔۔۔ بخار تو کئی دنوں سے نہیں اتر رہا تھا۔۔۔ اب صبح سے چپ سی لگ گئی ہے۔

زینت بیگم نے آنسو صاف کئے۔

ڈاکٹر کو نہیں دکھایا۔

وہ باپ کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر بولی۔

کون لے کر جاتا۔۔۔ میں چل نہیں سکتی۔۔۔ فراز مہینوں خبر نہیں لیتا۔۔۔ یا قوت اپنے مسائل میں ابھی رہتی ہے۔۔۔ لے دے کے تم رہ گئی ہو۔۔۔ تمہیں اب اور کیا دکھ دیں۔۔۔

میں تو دکھوں میں پٹی ہوں اماں، بلکہ اذیتیں مصیبتیں یہ سب میرا اوڑھنا بچھونا ہیں۔ مجھے ان چھوٹی موٹی تکلیفوں کا اثر نہیں ہوتا۔

وہ روبرو سے باپ کے چہرے سے ہینہ صاف کرنے لگی۔

ابو تو کسی کو پہچانتے بھی نہیں ہیں۔

قوت سسک اٹھی۔۔۔

زینت بیگم بڑی برداشت کے بعد چارپائی پر بیٹھ گئیں۔۔۔ جیسے کمر ٹوٹ گئی ہو۔

ای آپ حوصلہ کریں۔۔۔ میں ابو کو ہسپتال داخل کروا دوں گی۔۔۔ ابو کو آرام آجائے گا۔

وہ ماں کو طفل تسلیاں دے رہی تھی۔ لیکن زینت بیگم بری طرح رو دیں۔ ان کی چیخ سے یا قوت اور بچے بھی آگئے۔۔۔ ایک خوفناک اور دلدوز سماں تھا۔ شفقت

زینت بیگم اٹھتے ہوئے بولیں۔

نہیں ای اس وقت طلب نہیں ہے۔

طلب تو اس کو تھی لیکن وہ ماں کو تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی۔

آپ نے عالی کی بات کی تھی _____

پھر کیا بنا بیٹی _____

میں نے عالی کو سچل میں داخل کروا دیا ہے _____ اور ایک معقول رقم اس

کے نام بنک میں بھی جمع کروا دی ہے _____ بینک ماہوار سکول کو رقم ادا کرے گا۔ یہ

تو بہت اچھا کیا بیٹی _____ میں کس منہ سے تمہارا شکریہ ادا کروں _____ زینت

بیگم بڑی محبت سے قنوت کو دیکھ کر بولیں۔

یہ کوئی احسان نہیں ای جان _____ عالی میری بہن ہے _____ میرا فرض

بننا ہے۔ قنوت نے ماں کے شانے تھام کر پیشانی پر بوسہ دیا _____ اور گاڑی میں

سوار اپنے کاشانہ ہارون روانہ ہو گئی۔ وہ اداس سی کمرے کے باہر غلام گردش میں

بھی ہوئی خوبصورت کرسی پر بیٹھ گئی۔

چائے لاؤں سرکار _____

بوڑھے کرم دین کا پوتا ہاتھ پونچھتے ہوئے بولا۔

ہوں _____

قنوت نے اثبات میں سر کو جنبش دی۔

ابھی لایا سرکار _____

لڑکا بھاگ گیا _____ اور پندرہ منٹ کے بعد وہ بڑے سلیقے سے چائے لے

آیا۔

لیجئے _____ بنا بھی دوں۔

بنا دو _____ چینی کم ڈالنا۔

قنوت کو لڑکے کی چستی سے مسرت ہو رہی تھی۔ وہ کسی ماہر باورچی کی طرح

میاں نے قنوت کے ہاتھوں میں دم دے دیا _____ وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی پر سکون

تھی _____ باپ کے سرہانے بیٹھی نکلے جا رہی تھی۔ صرف آنسو ٹوٹے موتیوں کی

طرح باری باری اس کے رخساروں پر گرتے جا رہے تھے _____ وہ اس وقت حسرتوں

تمناؤں کا مکمل مزار نظر آرہی تھی۔ باپ کے بعد کوئی رشتہ امید تھا تو وہ بھی ختم ہو

گیا۔ زینت بیگم بے شک قنوت سے مخلص رہی تھیں _____ لیکن باپ سے اور بات

تھی _____ جو بات وہ ماں سے نہ کہہ سکتی تھی باپ سے کہہ لیتی تھی _____ حالات

اسے کہاں سے کہاں لے آئے تھے احمد اور پھر باپ کی وفات نے اسے شکستہ شکستہ سا

کر دیا تھا _____ وہ ٹوٹ چکی تھی۔ لیکن ہر آنے والی سانس کو واپس لوٹا نہیں سکتی

تھی _____ بس خاموش نشانیہ قسم بنی جا رہی تھی۔

جب حالات ذرا معمول پر ہوئے تو قنوت نے زینت بیگم سے کہا۔

ای آپ میرے پاس رہنے نا _____

میں بیٹی _____ میں یہاں ہی ٹھیک ہوں _____ جہاں تمہارے والد کے دم

نکلے وہاں میں بھی چاہتی ہوں کہ میں سے چلی جاؤں _____

زینت بیگم کا لہجہ دلیکیر تھا۔

قنوت نے آنکھیں صاف کیں۔

چند منٹ ماحول پر سکوت رہا _____ قنوت اندر بیٹھی صحن میں بچوں کا شور

و غوغا سن رہی تھی۔ یا قوت بری طرح پھنسی ہوئی تھی _____ شوہر کی گندی عادات

_____ بچوں کی زیادتی نے اس کا سکون چھین لیا تھا بلکہ وہ جسمانی طور پر بھی بہت

کنزور ہو گئی تھی۔ کیا کرے _____ راسخ نے ایسی دیوار کھڑی کر دی تھی کہ وہ بہن

کے پاس بیٹھ کر دکھ سکھ کے دو بول نہیں سن سکتی تھی۔ قدرت نے یا قوت کو بڑی

بھیاںک سزا دی تھی _____ اور قدرت نے اس کو اس شیطان صفت انسان سے کس

طرح بچائے رکھا۔

بیٹی _____ چائے لاؤں تمہارے لئے _____

چائے بنا رہا تھا۔

پڑھتے ہو۔

ٹل پاس کر لیا ہے جی دو سال ہوئے۔

وہ کپ پکڑاتے ہوئے بولا۔

میٹرک کیوں نہیں کیا۔

قوت کو چائے بہت اچھی لگی۔

بس ابا نہیں مانا۔

لڑکے نے کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔ تم میٹرک کا امتحان دو۔۔۔۔۔ داخلہ میں تمہارا بھیجوں گی۔

جی بہت اچھا۔

لڑکے کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

پڑھتے بھی روٹا۔۔۔۔۔ کام بھی کرو۔۔۔۔۔ تمہیں تنخواہ بھی ملے گی۔

بڑی مہربانی سرکار۔۔۔۔۔ وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔

کیا بات ہے آپ آفس نہیں جاتے۔

دیر تک سوئے رہنے سے یا قوت کی حیرت عروج تک پہنچ گئی۔۔۔۔۔ کئی دنوں

سے وہ آفس نہیں جا رہا تھا بلکہ جب سے شفقت میاں فوت ہوئے تھے وہ اس دن

سے نہیں جا رہا تھا۔

سوگ منا رہا ہوں۔

وہ طنز آمیز انداز اختیار کر گیا۔۔۔۔۔ لیکن یا قوت سمجھدار عورت تھی کہ وہ

کیا کہنا چاہتا ہے۔

اپنی ماں کا یا میرے باپ کا۔۔۔۔۔

تم سے شادی کا۔۔۔۔۔

وہ سٹ پنا گیا۔۔۔۔۔ اور جوتا کھینٹا ہوا غسل خانے میں گھس گیا۔

یا قوت ناشتہ بنانے میں مصروف ہو گئی۔

آدھے گھنٹے کے بعد وہ تیار ہو کر ٹیبل پر آگیا۔۔۔۔۔ تمبرز بھی آگیا تھا۔۔۔۔۔ وہ

بچوں کو باورچی خانے میں ہی ناشتہ دے دیا کرتی تھی۔۔۔۔۔ طشتری چائے اور ذیل

پٹی کے دو سلائس رکھ کر وہ زینت بیگم کے لئے لے گئی۔

شروع کریں نا آپ۔۔۔۔۔

وہ جاتے جاتے بولی۔۔۔۔۔

آپ تشریف لے آئیں۔

راخ نے کہا۔

اور تمبرز اپنے لئے چائے بنانے لگا۔

یا قوت زینت بیگم کو ناشتہ دے کر واپس آگئی۔

راخ پلیٹ میں آملیٹ رکھ کر روٹی کی طرف پکا۔

سلائس نہیں لیں گے۔

نہیں۔۔۔۔۔ مجھے روٹی اچھی لگتی ہے۔

راخ کھانے میں مصروف تھا۔

قوت باجی کے ہاں نوکری دلوا دیں نا بھائی جان۔

تمبرز نے نوالہ نگتے ہوئے کہا۔

باجی نہ کہا کرو۔۔۔۔۔ وہ تمہاری بہن نہیں ہے۔۔۔۔۔ سالا ہر

ہے۔

راخ بڑی بری طرح اچھل کر تمبرز کو ڈانٹنے لگا۔

بری بات کہہ دی اس نے۔۔۔۔۔ وہ باجی نہیں بن سکتی۔

یا قوت کو غصہ آگیا۔

نہیں نہیں نہیں۔۔۔۔۔ وہ اس کی باجی نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں تمہیں پھر کبھی

نہی گا۔۔۔۔۔

راخ چیخ کر خاموش ہو گیا۔

یا قوت ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

لیکن یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی کہ اس کے اندر کیا بات پوشیدہ ہے

کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔

وہ کیا چاہتا ہے _____ اور کیا کرنا چاہتا ہے۔

ممائی جان کہاں ہیں۔

راخ نے سخن میں بیٹھی ہوئی یا قوت سے کہا _____ جو درمیانے بچے کا منہ
سناٹ کر رہی تھی۔

کیوں کوئی خاص بات ہے۔

یا قوت حیران رہ گئی۔

کیا میں ان سے کوئی بات نہیں کر سکتا۔

راخ مسکرا کر بولا۔

کوئی عجیب ہی بات ہے جو یوں مسکرا رہے ہیں _____ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا

اچھا _____ اچھا زیادہ باتیں نہ بناؤ _____ کہاں ہیں وہ _____ راخ سامنے
کمرے میں جھانکتے ہوئے بولا۔

ماجی کے ہاں گئی ہیں _____

یا قوت نے کہا۔

اچھا پھر سہی _____

وہ یوں ہی حمیرز کے کمرے میں پہنچ گیا۔

آئیے آئیے بھائی جان _____ آج اس وقت _____ تیز سینے پر رکھی ٹیپ
پرے کرتا ہوا اٹھا۔

تم سے مشورہ کرنا تھا۔

راخ نے آرام کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

مشورہ _____ کیا کاروبار شروع کر لیا کوئی۔

ارے چپ آہستہ بول _____ تیری بھانج کو علم نہیں ہے کہ میں آفس چھوڑ

مجھے پہلے دن ہی سے علم ہے _____ وہ اور بات ہے کہ میں نے پردہ ہی نہیں کی۔

یا قوت اندر تیریز کے کپڑے دیتے ہوئے بولی۔

ہاں، ہاں تمہیں کیا _____ تمہاری ضروریات زندگی تو پوری ہو رہی ہیں _____ باقی سب کچھ بھاڑ میں جائے۔

وہ نشتر چلانے میں جواب نہیں رکھتا تھا _____ وہ خاموش باہر آگئی۔

ہاں بھائی جان بات کریں۔

تیریز مضطرب تھا۔

تمہیں اگر سونے کے ڈھیر پر بٹھا دیا جائے تو کیا رہے۔

واہ _____ پھر تو مزا آجائے _____ اتنی دولت تو خواب میں بھی نہیں دیکھی۔

تیریز اچھلا۔

ہاں، تم مذاق نہ سمجھو _____ میں ایک شرط پر تمہیں اس دولت کا وارث

بنانا چاہتا ہوں۔

لیکن دولت کہاں ہے۔

تیریز اب ورطہ حیرت میں ڈوب گیا تھا۔

دولت ہے _____ لیکن تمہیں میرے ساتھ ساتھ چلنا ہو گا _____ راخ نے

سخت لہجے میں کہا۔

ہاں، ہاں بتائیے نا _____

پہلے وعدہ کرو _____ جو کہوں گا وہی کرو گے۔

راخ اس کو مضبوط ارادے کا مالک بنانا چاہتا تھا۔

ارے بھائی جان آپ تو کمال کرتے ہیں _____ آخر آپ میرے فائدے کی

بات ہی کریں گے نا۔

تم قوت سے راہ و رسم بڑھاؤ _____ وہ بیوہ ہے _____ اور تنہا ہے _____ تنہائی عورت کو ڈس لیتی ہے۔ اس کو محبت کے جال میں پھنساؤ _____ راخ کے اندر کا شیطان بول رہا تھا۔

یہ تو ٹھیک ہے بھائی جان _____ ویسے مجھے ان سے خوف بڑا آتا ہے _____ اور پھر میں کبھی ان سے اکیلے میں ملا بھی نہیں۔

تیریز ہچکچا رہا تھا۔

اب کوشش کرو ملنے کی _____ دیوانے اس سے راہ و رسم بڑھانے کے بہت فائدے ہیں _____ صرف تمہاری وجہ سے ہم دونوں کے دن بدل سکتے ہیں _____ اگر وہ تمہارے ہاتھ چڑھ جائے تو _____

اچھا _____ تیریز نے ہاتھ بڑھایا جس پر راخ نے ہاتھ مارا۔

سرکار راخ صاحب کے چھوٹے بھائی آئے تھے۔

ملازم نے آفس سے آتے ہی اسے اطلاع دی۔

کون □

وہ یکسر فراموش کر بیٹھی کہ راخ کا ایک بھائی بھی ہے۔

چھوٹے بھائی تھے راخ صاحب کے _____ بالکل ان کے ہیشل _____ بوڑھے

کرم دین نے قریب گزرتے ہوئے کہا۔

او اچھا اچھا _____ تیریز۔

وہ اچانک چونک کر مسکرا دی۔

وہ تو کبھی نہیں آیا میرے پاس۔

وہ پلنگ پر ٹیک لگا کر پرسکون انداز میں بولی _____ سامنے احمد کی قد آدم تصویر

مسکرا رہی تھی۔

کوئی چال تو نہیں _____

وہ تڑپ کر انہی جیسے احمد کی تصویر بول رہی ہو _____ بیتاب ہو کر قوت نے

اپنا چہرہ تصویر کے چہرے پر رکھ دیا اور احمد کے رخساروں اور پیشانی کو چوم لیا۔

میری جان _____ تمہاری محبت میں کوئی چال کار گر نہیں ہو سکتی _____ احمد تم

زندہ ہو _____ میرے پاس _____ میرے ارد گرد _____

کھانا لگا دوں سرکار _____

ملازم نے کہا _____ وہ قنوت کی اداسی دیکھ کر بات گول کر گیا۔

ہوں _____

وہ اپنے پلنگ پر لیٹ گئی۔ تصورات اسے کہاں سے کہاں لے جا رہے تھے۔ وہ

احمد کے بازوؤں میں آسمانوں کی بلندیوں پر جھول رہی تھی _____ وہ چند لمحوں میں

کہاں سے کہاں پہنچ گئی تھی۔

ملازم کی آواز پر وہ ڈانٹنگ ہال میں پہنچ گئی _____ جہاں اس نے اپنی کرسی کے

سامنے احمد کی قد آدم تصویر نصب کروا دی تھی۔ ڈرائنگ روم، ڈانٹنگ ہال، غلام

گردش، بالکونی، کوری ڈور سب جگہ اس نے احمد کی قد آدم تصاویر نصب کروا دی

تھیں _____ وہ کسی لمحہ کسی وقت احمد کو بھول نہیں سکتی تھی _____ آفس میں بھی

اس نے احمد کی خوبصورت تصویر آویزاں کر دی تھی _____ احمد ہر آن اس کے سامنے

رہتا تھا۔

کئی دن یوں ہی گزر گئے۔

موسم قدرے ابر آلود تھا _____ مشرق کی طرف سے سیاہ گھنگھور گھٹا تلی کھڑی

تھی _____ سرد تیز ہوا چل رہی تھی۔ حالانکہ اپریل کا موسم تھا پھر بھی لان میں خنکی کا

احساس ہو رہا تھا۔ وہ اس وقت موسم کے ہم رنگ ہی لباس زیب تن کئے تھی _____

بالوں کی خوبصورت جوں کی توں قائم تھی _____ بے شک کوئی کوئی سفید چاندی کے

تار چمکنے لگے تھے _____ نہایت قیمتی سنہری عینک لگائے وہ لان میں اخبار کے مطالعہ

میں مصروف تھی۔

آ سکتا ہوں _____

وہ چونک سی گئی۔

تیریز اس سے کچھ فاصلے پر شلوار قمیض میں ملبوس سیٹھ سے بال سجائے مڑا

تھا۔

ارے تیریز آؤ _____ بیٹھو _____ تمہیں ایک مدت کے بعد میری یاد کیسے

آگئی۔

وہ بڑی خوش اخلاقی سے تیریز کو خوش آمدید کہتے بولی۔

شکریہ _____

تیریز کرسی پر بیٹھ گیا۔

کیسے آئے ہو _____ کوئی کام تھا _____ وہ مسکرا کر بولی۔

میں ادھر سے گزر رہا تھا سوچا آپ سے بھی ملتا چلوں _____ وہ گفتگو بڑی سلیقے

سے کر رہا تھا _____ آداب کو خاطر خواہ ملحوظ خاطر رکھے ہوئے تھا۔

پہلے کبھی نہیں گزرے تھے _____ میری شادی سے احمد کے انتقال تک چار

سال گزر چکے ہیں _____ ابو کو فوت ہوئے ایک سال ہو گیا ہے _____ تمہیں کبھی

خیال نہیں آیا _____ اب کیوں _____؟

وہ سب کچھ کہہ گئی۔

تیریز لا جواب سا ہو گیا۔

بابا _____ تیریز کے لئے اچھی سی چائے بنا کر لاؤ۔

وہ راہ داری سے گزرتے کرم دین سے بولی۔

بہت بہتر سرکار۔

اور چند منٹوں میں بعد لوازمات کے چائے آگئی۔

آپ تنہا رہتی ہیں _____ برا نہیں لگتا آپ کو _____

وہ پر تکلف انداز میں بولا۔

نہیں _____ میرا اپنا گھر ہے _____ ملازم سب لوگ ہیں میرے پاس _____

قوت ایک دم چونک سی گئی۔

سب میں نہ آپ بڑی سار سن شخصیت کی مالک ہیں۔۔۔ سفید ساڑھی میں تو آپ اس قدر گریں نظر آتی ہیں کہ بس کیا کہنے۔۔۔ وہ ہاتھ کے اشارے قوت کی تعریف کا انداز بناتے بولا۔

وہ ذرا سا مسکرا دی۔

خیر میرے لئے تم پھر بھی بچے ہو۔۔۔ میرے بھائی ہو۔۔۔ مجھے عزیز ہو۔۔۔ وہ کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

بھائی کے نام پر اس نے برا سامنہ بنایا۔۔۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ بیٹھو۔۔۔

وہ یوں ہی بولی۔

میں اب اجازت دیجئے۔۔۔

آج گھر کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی راسخ نے بلا لیا۔

کیوں بھی۔۔۔ معاملہ کہاں تک پہنچا۔

وہیں کا وہیں۔۔۔ پتھر سے سر نکرانے سے فائدہ۔۔۔ وہ نا امید ہو چکا تھا۔

کیا بکواس کرتے ہو۔۔۔ دو ماہ ہو گئے ہیں تمہیں جھک مارتے۔۔۔

یہ میرے بس کا روگ نہیں ہے بھائی جان۔۔۔ ہر بات کے ساتھ تو وہ احمد کو یاد کرتی ہیں۔۔۔

تمہیز دل چھوڑ بیٹھا تھا۔

لیکن راسخ کے لئے ایک ایک لمحہ سوہان روح بنا ہوا تھا۔۔۔ نہ جانے کب

قوت کی دولت اس کے ہاتھ آئے گی۔۔۔ اکیلی جان اتنی دولت کو کیا کرے گی۔ وہ

بست جلد یہ معاملہ نبٹا لینا چاہتا تھا۔

چنانچہ اس نے ایک دن یا قوت کو بلا کر اس سے کہا۔

یا قوت تم سے ایک کام ہے۔

وہ بڑی محبت سے یا قوت کو باہوں میں لئے کر بولا۔

قوت نے چائے پکڑا دی۔۔۔ لوشای کباب بھی کھاؤ۔۔۔ احمد کو شای

کباب بہت پسند تھے۔۔۔ اس لئے میں بابا سے کہہ کر روز بنوا لیتی ہوں۔ چائے پینے کے بعد وہ کھڑا ہو گیا۔

بیٹھو نا۔۔۔ یا قوت ٹھیک تو تھی۔

قوت سیدھی ہو گئی اور اپنا کپ پکڑے پتی رہی۔

وہ چائے پیتے ہی کھڑا ہو گیا۔۔۔

اب اجازت دیجئے۔۔۔

ٹھیک ہے۔

وہ بڑی تیز رفتاری سے دروازے سے باہر نکل گیا لیکن اس آؤ بھگت کا نتیجہ یہ

ہوا کہ تمہیز روز ہی یا دوسرے تیسرے دن لازمی قوت کے پاس آتا۔۔۔ ادھر ادھر

کی باتیں کرنے کے بعد لوٹ جاتا۔ اکثر قوت سے بے تکلف ہونے کی کوشش بھی

کرتا۔۔۔ اور جب قوت یہ کہتی۔

تمہیز تم مجھ سے بہت چھوٹے ہو۔

کتنا چھوٹا ہوں گا میں آپ سے۔

وہ بڑی بے باکی سے بولا۔

ارے بھی تم سے تو میں بیس بائیس سال بڑی ہوں۔۔۔ وہ رعب سے

کہتی۔

کوئی بات نہیں۔۔۔ ویسے آپ اتنی عمر کی لگتی نہیں ہیں۔۔۔ تمہیز قوت کا

سراپا دیکھ کر کہتا۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔

وہ حیرت زدہ سی تمہیز کے چہرے کو گھورنے لگی۔

آج کیا بات ہے۔۔۔۔۔

یا قوت راسخ کے بازوؤں سے نکل کر پرے ہٹ گئی۔۔۔۔۔ نہ جانے اس کی محبت میں صنوعِ بناوٹ اور فطرتِ برادری دیکھ کر اس کا دل بھی کھن ہو گیا تھا۔

کیا بات ہے۔۔۔۔۔ میری قربت تمہیں اچھی نہیں لگتی۔

راسخ سمجھتا تھا کہ یا قوت اب بدل سی گئی ہے۔۔۔۔۔ اس کے دل میں بھی میری طرف سے اندیشے و سوسے پیدا ہو گئے ہیں۔ پھر بھی وہ گاڑی چلائے جا رہی تھی۔

آپ بات تو کریں۔

یا قوت اس کے قریب کرسی پر بیٹھ گئی۔

سمجھنے کی کوشش کرنا۔۔۔۔۔ شور مٹ کرنا۔

اچھا۔۔۔۔۔

یا قوت نے سر ہلا دیا۔

میں چاہتا ہوں کہ قنوت کی تنہائی دور کی جائے۔ اس کو یوں تنہا تنہا دیکھا نہیں جاتا۔

وہ اس وقت سراپا رحم نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔ یا پیکرِ الفت۔۔۔۔۔

باجی کی تنہائی نہیں دور کی جاسکتی۔۔۔۔۔ اتنی محبت تھی دونوں میاں بیوی میں۔ احمد بھائی تو باجی کو دیکھ کر جیتے تھے۔۔۔۔۔ وہ انسان بھی بڑا عظیم تھا۔ یا قوت خود اداس ہو گئی۔

ارے بس بھی کرو۔۔۔۔۔ تمہیں محبت پر تقریر کرنے کے لئے نہیں بلایا۔۔۔۔۔ راسخ نے ایک دم یا قوت کو جھاڑ دیا۔

اور کس لئے بلایا ہے۔

یا قوت زچ ہو کر بولی۔

میرا یہ مشورہ ہے کہ قنوت کی کہیں شادی کر دی جائے۔

توبہ توبہ۔۔۔۔۔ کیسی بات کر رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔

یا قوت کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔

میں نے کوئی انہونی بات کہہ دی ہے۔۔۔۔۔ دوسری شادی اس کا حق نہیں۔۔۔۔۔ راسخ نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا۔

حق تو ہے۔۔۔۔۔ لیکن باجی کہاں اس طرف آنے والی ہے۔

یا قوت کھڑی ہو گئی۔

ارے بیٹھو تو سہی۔۔۔۔۔

راسخ نے قنوت کو بازو سے کھینچ کر بٹھالیا۔

جلدی کریں نا۔۔۔۔۔ رات کا کھانا بھی تیار کرنا ہے۔۔۔۔۔ منافیڈر مانگ رہا ہے۔ اس نے جلدی ہی کئی کام بتا دیئے۔

ایک بات کہوں۔۔۔۔۔ وہ یا قوت کی رضا مندی چاہتا تھا۔

کیئے نا۔۔۔۔۔

وہ بادلِ خواہش بولی۔

اگر یہ بات گھر میں ہی رہ جائے تو کیا رہے۔۔۔۔۔ اگر تم چاہو۔۔۔۔۔ راسخ نے یا قوت کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

صحیح بات تو کریں۔۔۔۔۔ پسلیاں مت بھجوائیں۔۔۔۔۔ وقت ضائع ہو رہا ہے۔

یا قوت کو معمولی سی بات کھٹکی۔۔۔۔۔

اگر تمہیز سے قنوت کی شادی کر دی۔۔۔۔۔

راسخ۔۔۔۔۔ خدا کے خوف سے ڈرو۔۔۔۔۔ قدرت نے تمہاری رسی دراز کر دی۔۔۔۔۔ وہ چیخ اٹھی۔

زبان بند کرو۔۔۔۔۔ زیادہ اونچا بولنے کی ضرورت نہیں۔ گلا پھاڑنے کی تمہیں

ت پڑ گئی ہے۔ وہ شدید غصے کے عالم میں کھڑا ہو گیا۔ غصے سے اس کی مٹھیاں بھیج

اٹ گئیں۔۔۔۔۔ اور پیشانی کی رگیں ابھر آئیں اور یا قوت پر شدید لرزا طاری ہو گیا

_____ اپنے شوہر کو اس قدر پست دیکھ کر بس بس بس اب بری۔

تمہارا تو دماغ خراب ہے _____ یہ دولت لوگ بھی تو لے جائیں گے
اگر تمہارے میرے کام آجائے گی تو کیا ہے۔
وہ پاؤں پختی کرے سے نکل گئی۔

راخ کی گھنیا ذہنیت سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔ لیکن شوہر ہونے کے ناطے
وہ اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی _____ ملازمت وہ چھوڑ چکی تھی۔ باپ اس کا
انتقال کر چکا تھا اور ماں کی حیثیت نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس لئے وہ راخ کی اکثر تلخ
ترش باتیں امرت سمجھ کر پنی جاتی۔ شوہر جو ہوا _____ اگر خداوند کریم اجازت دیتا تو
ایسے ہی شوہروں کو سجدہ کرنے کا حکم فرماتا۔

کئی دن یوں ہی گزر گئے _____ تمیز قنوت کے پاس جاتا رہا _____ کبھی کبھی
آنس بھی چلا جاتا _____ لیکن قنوت اس کے آنے کا مقصد نہ سمجھ سکی _____ اچانک
بیٹھے بیٹھے بابا کرم دین اس کے پاس آیا۔
بیٹا آجاؤں۔

بوڑھا کرم دین بڑی اپنائیت اور محبت سے قنوت کے قریب گھاس پر بیٹھ گیا۔
ادھر کرسی پر بیٹھو بابا _____ کیا کرتے ہو۔
جھک کر کرم دین کو اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔
ارے نہیں بیٹی _____ مالکوں کے برابر بیٹھنا ہمیں اچھا نہیں لگتا _____
بوڑھا پر سکون بیٹھا رہا۔

وہ مسکرا کر اپنی کرسی پر سکون سے بیٹھ گئی۔
بیٹی میری بوڑھی آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں۔ خدا رحم کرے بیٹی _____ تم محتاط
رہنا۔ بوڑھا کھل کر بولنا چاہتا تھا۔

کھل کر بات کرو بابا _____ کیونکہ تم جو بھی بات کرو گے میرے بھلے کے لئے
نہ گئے۔ قنوت کو پرانے ملازمین سے کافی ہمدردیاں حاصل تھیں۔

چھوٹا منہ اور بڑی بات ہو جاتی ہے بیٹا _____ بات یہ ہے کہ تمیز میاں
ماں کیوں آتے ہیں۔ جبکہ ان کے بڑے بھائی دفتر میں بری طرح جھگڑا کر کے گئے
ہیں۔

تم ٹھیک کہتے ہو بابا _____ تمیز کے آنے کی کوئی خاص وجہ ہوگی _____ دیے
بری سمجھ میں کوئی بات نہیں آرہی۔

خیر ہمارے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی کچھ کہہ سکتا ہے _____ اس کی ٹکا بوٹی
کردوں _____ بوڑھا دانت پیس کر بولا۔

خدا کے بعد تم لوگوں کا ہی تو سارا ہے بابا _____ درنہ میں اکیلی جان
_____ وہ آخری لفظ پر بہت ہی اداس ہو گئی۔

چند لمحے دونوں خاموش ہو گئے _____ پھر اچانک چونک گئے۔
گیٹ کے اندر گاڑی سفید ٹیوٹا داخل ہوئی تھی۔
یہ کون آگیا۔

قنوت ناگواری سے گردن گھما کر دیکھتی ہوئی بولی۔
بوڑھا بھی عینک کے بیچ میں سے گھورنے لگا۔
مجھے پنڈی والے لگتے ہیں۔
بوڑھا شک میں ڈوب گیا۔
اب ان کا یہاں کیا کام۔

قنوت کو پنڈی والے لوگ اچھے ہی نہ لگتے تھے۔
لو دیکھ لو بیٹا _____
وہ اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

واقعی ناصرہ بیگم اور جاوید چلے آرہے تھے۔

آتے ہی ناصرہ بیگم نے قنوت کو گلے لگا لیا _____ میری بیٹی کیسی ہو _____ ٹھیک
_____ ماشاء اللہ صحت کیسی ہے _____ وہ قنوت کے لئے ہنسی جاری تھیں۔

قوت سفید ساڑھی میں ملبوس دراز بالوں کی چوٹی سلیقے سے بنائے خوبصورت
عینک لگائے اس وقت لا جواب نظر آ رہی تھی۔ یہ سادگی بھی اس کا حسن تھا۔
آداب۔۔۔۔۔

جاوید نے کچھ فاصلے سے بڑے رومانوی انداز میں آداب کہا۔
آؤ جاوید بیٹھو۔۔۔۔۔ ٹھیک ہو۔۔۔۔۔ ریمیا اور ثنا کو بھی لے آتے۔۔۔۔۔ وہ
جاوید کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود بابا کرم دین کی جانب متوجہ ہوئی۔
بابا اس وقت بہترین قسم کی چائے بنا لاؤ۔۔۔۔۔ اور رات کا کھانا مسلمانوں کی غذا
کے مطابق ہونا چاہئے۔

بستر سرکار۔۔۔۔۔
بوڑھا کرم دین چلا گیا۔
اور سنائیں آئی کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔ چار پانچ سال کے بعد کیسے یاد آگئی
قوت نے با اخلاق طریقے سے پوچھا۔
جاوید بڑی دلچسپی سے قوت کے سراپا کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔۔ اتنا بڑا غم کا پہاڑ
ٹوٹا مگر اس کی آب و تاب میں فرق نہیں آیا تھا۔
اللہ کا شکر ہے بیٹی۔۔۔۔۔ تمہاری یاد تو ہمیشہ ہی رہتی تھی۔۔۔۔۔ بس مجبوری
ریمیا کی شادی کر دی۔۔۔۔۔ اس کا میاں جاپان لے گیا۔۔۔۔۔ خوش ہے اپنے
گھر۔۔۔۔۔

بہت اچھا کیا۔۔۔۔۔ یہ تو خوشی کی بات ہے۔۔۔۔۔ مجھے اطلاع ہی نہ کی آپ
نے۔۔۔۔۔ نوید کو جاپان بہت جلد جانا تھا اس لئے جلدی میں تمہیں اطلاع نہ دے سکی
قوت مسکرا دی۔۔۔۔۔

اور ناصرہ بیگم نہ امت آمیز انداز میں جاوید کو تکنے لگیں۔
ریمیا کی شادی کی تو تم سے معذرت ہے۔ اب ثنا کی شادی پر تیار رہنا۔۔۔۔۔
نہ نہ بیٹہ نے کہا۔

پہلے آپ جاوید کی شادی پر بلائیے نا۔۔۔۔۔
جاوید کی شادی پر تو تم ہو گی ہی۔۔۔۔۔
ناصرہ بیگم نے معنی خیز بات کی تھی۔
جی۔۔۔۔۔ کیا مطلب ہے آپ کا۔

قوت کچھ عجیب قسم کی الجھن میں پھنس گئی۔
عین اس وقت کرم دین معہ لوازمات کے چائے لے آیا۔۔۔۔۔ اور بات جہاں
فنی دیں ٹھہر گئی۔
شام کے بعد رات کا بڑا پر تکلف کھانا کھانے کے سب اپنے اپنے کمروں میں
چلے گئے۔۔۔۔۔ لیکن جاوید نے آہستہ سے دستک دی۔
دردازہ کھلا ہے۔

قوت نے کہا۔۔۔۔۔ اس کا مطلب تھا کہ شاید کوئی ملازم ہو گا۔ جاوید کو اندر
آتے دیکھ کر وہ بستر پر سیدھی بیٹھ گئی۔
تم سوئے نہیں۔۔۔۔۔
تم نے کہا۔۔۔۔۔
قوت
یہاں آکر کس کافر کو نیند آئے۔
جاوید سامنے صوفے پر ابے تکلف دراز ہو گیا۔
یہ ایسی بھی حسین جگہ نہیں جو نیندیں اڑا دے۔
قوت کو جاوید کا اس طرح کمرے میں آنا اچھا نہیں لگا۔
جس جگہ آپ موجود ہوں۔۔۔۔۔ وہ جگہ حسین نہ ہو گی تو کیا ہو گی۔
جاوید انتہائی رومان پرور ادا سے بولا۔

قوت کو ساری بات کھٹک گئی کہ ماں بیٹا کس لئے اتنے عرصے کے بعد یہاں
ٹیف لائے ہیں۔

ویسے جاوید تمہیں اب آرام کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ باقی باتیں صبح ہوں گی۔ وہ
تھکاوٹ محسوس کر رہی تھی۔

نہیں نہیں قوت صاحبہ۔۔۔۔۔ آج سب باتیں طے ہوں گی۔۔۔۔۔ تاکہ آئندہ
کے لئے کچھ ہو سکے۔

جاوید کو یہ خوش فہمی تھی کہ قوت اسے پسند کرے گی۔

تم جو بھی کہنا چاہتے ہو کھل کر بات کرو۔۔۔۔۔ میں بہت برداشت کی مالک ہوں
قوت نے اس کے سوال کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیا تھا۔

اچھا تو سنئے۔۔۔۔۔ میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ بلکہ میری اس
وقت سے خواہش تھی جب سے آپ کی شادی احمد بھائی سے نہیں ہوئی تھی۔

اس وقت میں ایک معمولی استانی تھی اور اب میں کروڑ پتی عورت ہوں
قوت نے نگاہیں اٹھا کر زبردست طنز کیا۔

کیا مطلب ہے آپ کا۔

جاوید کچھ کانپ سا گیا۔

مطلب صاف ظاہر ہے کہ تم لوگ احمد کے بعد صرف اس کی دولت پر قبضہ
جمانا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ تو یہ قبضہ تم لوگ صرف مجھ سے شادی کر کے ہی حاصل کر سکتے

ہو۔۔۔۔۔ تمہیں میں نہیں دولت چاہئے جاوید بھائی۔۔۔۔۔ وہ بلند آواز میں بولی۔
بھائی کے لفظ پر وہ جھنجھلا سا گیا۔

اور دوسرے لئے ناصرہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں۔

اے بیٹی ہم تو تمہاری تنہائی دور کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ تم الٹی سیدھی سنار ہی
ہو۔ ناصرہ بیگم اندر آکر جاوید کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔

آپ کو کس نے کہا کہ میں تنہا ہوں۔۔۔۔۔ میرے پاس احمد ہے۔۔۔۔۔ وہ ہم
تن میرے ساتھ رہتا ہے۔۔۔۔۔ میں تنہا نہیں ہوں۔۔۔۔۔ نہیں ہوں تنہا۔۔۔۔۔

قوت جوش سے بولی۔

جاوید اور ناصرہ بیگم آنکھیں پھاڑے لا جواب قوت کو گھورے جا رہے تھے۔
کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو۔۔۔۔۔ سب ہی میری تنہائی دور کرنا چاہتے ہیں۔ بہت
رحم دل لوگ ہیں آپ سب۔۔۔۔۔ لیکن مجھے نہیں چاہئے آپ کی ہمدردیاں۔۔۔۔۔
وہ چلا اٹھی۔

جاوید کا حق بنتا ہے کہ تم سے شادی کرے۔۔۔۔۔ آخر تم احمد کی بیوہ ہو
اور احمد جاوید کا چھوٹا زادہ ہے۔

ناصرہ بیگم دل خراش انداز میں ہاتھ نچا کر چلاتے ہوئے بولیں۔

تم احمد کی دولت کو تحفظ دینا چاہتے ہو۔۔۔۔۔

قوت نے پھر دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا۔

یہ بار بار دولت کا طعنہ مت دو لڑکی۔۔۔۔۔ ویسے اس دولت پر ہمارا ہی حق
ہے۔

ناصرہ بیگم نے کھڑے ہو کر کہا۔
قوت کی رگ رگ میں غصہ زہر بن کر گردش کر گیا۔۔۔۔۔ وہ زبردست طیش
میں آگئی۔

دولت کے بھوکے ہو تم لوگ۔۔۔۔۔ تمہارا حق نہیں ہے۔۔۔۔۔ جو اس کے
صحیح وارث ہیں ان کا حق۔۔۔۔۔ یہاں سے ابھی چلے جائیں۔۔۔۔۔ میرا کمرہ خالی کر
دیں۔

جاوید اپنی ماں کو لے کر چلے جاؤ۔۔۔۔۔ صبح تمہیں ملازم اسٹیشن پر چھوڑ آئے

چلے جائیں۔۔۔۔۔

قوت نے انگلی کے اشارے سے دونوں ماں بیٹا کو نکلنے کے لئے کہا۔

میلے امی۔۔۔۔۔ بڑی ہو گئی ہے۔

جاوید ماں کو کھینچ کر کمرے سے نکل گیا۔

وہ ہانپتی ہوئی پٹنگ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اچانک اس کی نظر سامنے احمد کی تصویر پر پڑی۔ احمد سن لیا تم نے۔۔۔۔۔ وہ اٹھی اور تصویر سے لپٹ گئی۔۔۔۔۔ کیوں چھوڑ کر چلے گئے تم۔۔۔۔۔ کیوں چلے گئے ہو۔۔۔۔۔ تڑپ تڑپ کر روتی رہی۔ کوئی اس کے دکھ کا مداوا نہ کر سکا۔

آنسو موتیوں کی طرح اس کے رخساروں پر گرتے رہے۔ دکھوں کا عذاب پوری طرح قنوت کے وجود میں اتر آیا تھا۔ اسے اس عذابوں تلے زندگی گزارنا ہے۔ وہ بے قرار مضطرب روتی رہی۔۔۔۔۔ یہی محبتوں کا عذاب ہے۔ دوسری صبح بھی ابھی افسردہ سی تیار ہو کر وہ ڈانگنگ ہال میں چلی گئی۔۔۔۔۔ اپنے قریب خلی کرسی نے اسے اور بھی اداس کر دیا۔۔۔۔۔ جہاں ہمیشہ اس کے داہنے جانب احمد ہوتا۔۔۔۔۔ اور سامنے مسز ہارون بیٹھتی تھیں۔۔۔۔۔ وہ کتنی جلدی تنہا رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ ان دو شخصیات کی موجودگی میں وہ اپنے آپ کو کتنا محفوظ اور ٹایا پ سمجھتی تھی۔۔۔۔۔ جیسے ساری محبتیں اسی کے لئے ہوں۔۔۔۔۔ اور اب ہر آدمی شادی کی آڑ میں ذلیل و خوار کرنے پر تیار ہوا ہے۔

ناشنہ کیجئے سرکار۔

ملازمہ نے اسے چونکا دیا۔

وہ ایک دم سے چونک پڑی۔

چند لمحوں میں دو چار لقمے زہر مار کئے وہ آنس جانے کے لئے تیار ہو گئی۔۔۔۔۔ بڑی سرکار وہ مہمان تو چلے گئے۔

ملازمہ نے کہا۔

ناصرہ بیگم اور ان کا بیٹا۔۔۔۔۔ کب گئے۔۔۔۔۔

وہ سوالیہ انداز میں ہوئی۔

رات کو ہی سرکار۔۔۔۔۔ اپنی گاڑی جو تھی ان کے پاس۔۔۔۔۔

ہوں ٹھیک ہے اچھا ہوا۔۔۔۔۔

وہ باہر آگئی۔۔۔۔۔

اپنی مرسدیز میں بیٹھتی ہی اس نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

آج اسے آنس سے لیٹ ہونا پڑا۔۔۔۔۔ وہ سیاہ ساڑھی میں ملبوس باوقار چال چلتی آنس میں داخل ہوئی۔

وہ ایک دم ٹھسکی۔۔۔۔۔ تھیریز بیٹھا تھا۔

اسے دیکھ کر اس کے چہرے پر ناگوار سے تاثرات ابھر آئے۔

آداب۔۔۔۔۔

تھیریز نے بیٹھے بیٹھے خوبصورت انداز میں سلام کیا۔

تم کب آئے۔

وہ تلخ انداز میں بولی۔

ابھی۔۔۔۔۔

تھیریز نے اس کے کڑوے کیلے سوال پر ذرا غصہ تو آیا۔۔۔۔۔ لیکن وہ پی گیا۔ کوئی کام ہے۔

وہ جلی بھی اپنی آنس چیئر پر بیٹھ گئی۔

کام تو کوئی نہیں۔۔۔۔۔ بس یوں ہی جی چاہا تھا۔

تھیریز بغور اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔

تعلیم ختم ہو گئی تمہاری۔۔۔۔۔ جو فارغ پھر رہے ہو۔

قنوت کو اب اس کی آوارگی پر طیش آگیا۔

نہیں۔۔۔۔۔ پڑھ رہا ہوں۔۔۔۔۔

وہ مختصر سا جواب دے کر بولا۔

کئی سال ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ تم نے ابھی تک میزک نہیں کیا۔۔۔۔۔ وہ دراز

میں سے کانڈ نکالتے ہوئی۔

کرلوں گا آپ کو کیوں تشویش ہے۔

مجھے کوئی تشویش نہیں۔۔۔۔۔ چاہے دس سال اور لگا لو۔۔۔۔۔
وہ طنزیہ انداز میں مسکرائی۔

قوت صاحبہ۔۔۔۔۔ آپ میری توہین کر رہی ہیں۔
وہ تڑپ کر کھڑا ہو گیا۔

قوت صاحبہ۔۔۔۔۔ تم تو باجی کہا کرتے تھے۔۔۔۔۔ یہ آج رشتہ کیوں تبدیل ہو گیا۔

قوت ورنہ حیرت میں اتر گئی۔
یہ بھائی بتائیں گے۔

کھٹاک سے وہ باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ لیکن قوت کو سوچوں کے عمیق غار میں پھینک گیا۔ وہ حیران تھی کہ وہ تمیز جو باجی کے الفاظ بڑے پر خلوص انداز میں دہراتا تھا اور بڑا احترام کرتا تھا۔۔۔۔۔ آج اس کے کل پرزے نکل آئے تھے۔ عجیب قسم کے اندیشے زہریلے ناگ بن کر اسے چاٹ رہے تھے۔۔۔۔۔ اس کے چاروں جانب آسمان تک دیوار کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ کوئی اس قید سے آزاد کرنے والا نہ تھا۔ دکھوں سے اس کا آنگن بھر گیا تھا۔۔۔۔۔ خوشیاں اس سے روٹھ گئیں تھیں۔ دولت پرست اڑدے منہ پھاڑے اسے ہڑپ کرنے کو تیار کھڑے تھے۔ رہا سہا سکون حمیز نے لوٹ لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ سارا وقت آفس میں پریشان رہی۔ جب کوئی سکون نصیب نہ ہوا تو گھر لوٹ گئی۔۔۔۔۔ بے کلی اضطرابیت پریشانی اس کے اعصاب کو کمزور بنا رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ سیدھی کمرے میں چل گئی۔۔۔۔۔ صوفے پر وراز وہ پینے میں شرابور وہ اعصاب شکن سوچوں کے ساتھ مقابلہ کرتی رہی۔۔۔۔۔ وہ تڑپتی رہی۔۔۔۔۔ لیکن اس کا سفر ختم نہ ہوا۔۔۔۔۔ صوفے پر سے اٹھ کر وہ اپنے پلنگ پر لیٹ گئی۔

باجی۔۔۔۔۔

اچانک قوت اندر داخل ہوئی۔

آؤ۔۔۔۔۔ قوت۔۔۔۔۔ اتنی مدت کے بعد تمہیں کس طرح راسخ نے اجازت

دی۔ قوت جانتی تھی کہ قوت کو اس سے ملنے پر پابندی ہے۔

آج مجبوری تھی باجی۔۔۔۔۔

قوت نے دیکھا۔۔۔۔۔ قوت کی صحت خاصی خراب تھی۔۔۔۔۔ اور وہ پریشان بھی نظر آ رہی تھی۔

کیا مجبوری۔۔۔۔۔

قوت بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ قوت بھی سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

میں نے راسخ کے ساتھ بہت جھگڑا بھی کیا ہے بلکہ ہم دونوں بہت جھگڑے ہیں۔

کس لئے؟

قوت کی پیشانی پر طل نظر آنے لگے۔

باجی۔۔۔۔۔ تم تمیز سے شادی کر لو نا۔۔۔۔۔

قوت۔۔۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو تم۔۔۔۔۔

قوت چیخ اٹھی۔ اس کی نس نس پھینے کو تیار تھی۔۔۔۔۔ بجلی کی تڑپا دینے والا رو اس کی رگ و پ میں سرایت کر گئی۔۔۔۔۔

کاش۔۔۔۔۔ کاش۔۔۔۔۔ میں تمہارا گلا بٹا سکتی۔۔۔۔۔ کاش۔۔۔۔۔ وہ مجبوراً لاچار ہو کر اپنے ہی ہاتھوں پر چہرہ رکھ کر رودی۔۔۔۔۔

میرا گلا بٹا دو۔۔۔۔۔ میں بھی زندہ نہیں رہنا چاہتی۔۔۔۔۔ میرے بھی خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوئے۔۔۔۔۔ میں تو زندگی کا قرض اتار رہی ہوں۔۔۔۔۔ جینے کا حق مجھے بھی نہیں ہے۔

قوت اپنی محرومیوں نا امیدیوں کا رونا روتی رہی۔۔۔۔۔ اور وہ سسکتی رہی۔

حالات کی چیرہ دستیوں پر۔۔۔۔۔

باجی۔۔۔۔۔ تمہیں تمیز سے شادی کرنا پڑے گی۔۔۔۔۔ قوت نے کہا۔

کیوں کروں۔۔۔۔۔ وہ مجھ سے بیس سال چھوٹا ہے۔۔۔۔۔ میں چالیس سال کی

عمر میں اس چھو کرے سے شادی کیسے کر سکتی ہوں۔۔۔ وہ میرے بھائی کی طرح ہے۔ قوت نے چہرے سے آنسو صاف کئے۔

فراز بھی میری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔۔۔ وہ چند دنوں میں باہر جا رہا ہے۔۔۔ ویسے بھی وہ میری کیا مدد کرے گا۔ جسے اپنے آپ سے ہی فرصت نہیں وہ سوتلی بہن کی مدد کیسے کر سکتا ہے۔

یہ مدد کی بات نہیں ہے۔۔۔ تم مان جاؤ نا باجی۔۔۔ تمہارا بھی بھلا اور میرا بھی۔ یا قوت ہونٹ دبا گئی۔۔۔ اور چہرے پر گزشتہ تئیسوں کے انٹ نفوش ابھر آئے۔ مجھے راسخ کا کوئی خوف نہیں ہے۔۔۔ وہ روز اول سے میرے ہر راستے میں رخنہ اندازی کرتا رہا ہے۔۔۔ ہاں البتہ تمہیں اس کا خوف ہو گا۔۔۔ کیونکہ وہ تمہارا شوہر ہے۔۔۔ تمہیں اس سے خوفزدہ ہونا بھی چاہئے۔ قوت نے کہا۔

لیکن یا قوت نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔ میں اب جا رہی ہوں۔۔۔ وہ رنجیدہ خاطر اٹھ کر بولی۔

قوت نے لب کشائی نہ کی۔ وہ صرف اپنوں کا کرم دیکھ رہی تھی۔ وہ دیکھتی رہی خالی خالی نظروں سے۔۔۔ یا قوت چلی گئی تھی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی راسخ کی حرص و ہوس سے بھرپور نظریں اس کا تعاقب کر رہی تھیں۔۔۔ اسے علم ہو چکا تھا کہ راسخ اس سے جواب کے انتظار میں بیٹھا ہے۔

آگئی۔۔۔

راسخ آنکھوں میں خواہشات کی چمک بھر کر بولا۔

ہاں۔۔۔ آگئی ہوں۔۔۔

وہ ڈھیٹ عورت مانی کہ نہیں۔۔۔

راسخ کا انداز بڑا پست تھا۔

نہیں۔۔۔

یا قوت بڑے دکھ کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔

تمہاری بات بھی نہیں مانی اس نے۔

راسخ جھک کر بولا۔

یہ بات تو وہ خدا کی بھی نہیں مان سکتی۔۔۔ اور نہ یہ ماننے کے قابل ہے۔

یا قوت چلا کر بولی۔

اچھا۔۔۔ تم بھی اندر ہی اندر۔۔۔ اس کی طرف داری کر رہی ہو

۔۔۔ راسخ جلائے پر اتر آیا۔

میری طرف داری نہ اسے فائدہ پہنچا سکتی ہے۔۔۔ اور نہ نقصان۔۔۔

یا قوت جل کر بولی۔ اس کے تن بدن میں نفرت کا لاوا بھڑک رہا تھا۔ نہ جانے کیوں

اسے راسخ اب اچھا نہیں لگتا تھا۔ اس کی حرکات اس قدر ظالمانہ اور اعصاب شکن

تھیں کہ اسے اپنی زندگی اجیرن لگنے لگی تھی۔ یہ ضد میں اس کی پورنی تو نہ ہوئے

دوں گا۔ دیکھوں گا کیسے نہیں مانتی۔۔۔ دروازہ کھلا اور زینت بیگم افسردہ پریشان

داخل ہوئیں۔

راسخ۔۔۔ وہ تو پہلے ہی بڑی دکھی ہے۔۔۔ اسے اور نہ خوار کرو۔۔۔

ممنائی جان۔۔۔ میں قوت کے بھٹے کی بات کر رہا ہوں۔۔۔

راسخ ہنس دیا۔

اس میں کیا بھلا ہے۔۔۔ اس سے آدمی عمر کے بچے سے تم اس کی شادی

کروا رہے ہو۔۔۔ جبکہ وہ شادی کرنا پسند بھی نہیں کرتی۔۔۔ وہ تو تمہارے بچے

بھی شادی کے لئے رضا مند نہ ہوتی تھی۔۔۔

زینت بیگم نے بہت دلائل کے ساتھ راسخ کو سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن

مرغ کی ایک ٹانگ نے صداق۔۔۔ اس کا نکاح میں تہریز سے کروا کر رہوں گا۔

وہ اپنی بہت دھڑی پر قائم تھا۔

تمہیں کیا مفاد ہے۔

زینت بیگم کو کچھ علم نہیں تھا۔

مفاد کی بات کرتی ہیں آپ۔۔۔۔۔ ساری زندگی سنور جائے گی آپ کی بیٹی کی۔
وہ یا قوت کی طرف اشارہ کرتے بولا۔

تم اپنی بات کرو۔۔۔۔۔ تم پر دولت کا بھوت سوار ہے۔۔۔۔۔ تم تمیز سے اس
کی شادی کروا کے۔۔۔۔۔ ساری دولت تمیز کے نام کروا گے۔۔۔۔۔ اور پھر نصف
اپنے اپنے نام کرواؤ گے۔ تم اپنے ساتھ تمیز کی زندگی کو بھی داؤ پر لگا رہے ہو۔
زینت بیگم چیخ اٹھیں۔

بس کیجئے۔۔۔۔۔ ہر آدمی بحث پہ اتر آتا ہے۔۔۔۔۔
زینت بیگم غصے سے باہر آگئیں۔

وہ سب گھر والوں کو کوستا رہا۔۔۔۔۔ اپنی بد نصیبی پر بڑا تاتا رہا۔
یا قوت شوہر کی بد مزاجی اور لالچی طبیعت سے خود بھی بیزار آچکی تھی۔ گھر کا
ماحول بے سکون اور مضطرب ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ ہنسی غائب ہو چکی تھی۔

بہت دن گزر گئے تھے۔

شام کے سائے ڈھل رہے تھے۔ سورج کی خونی کرنیں تھرکتی مغرب کی آغوش
میں سسم سسم کر سسک رہی تھیں۔۔۔۔۔ ساری کائنات پر یوں احساس ہو رہا تھا جیسے
سنہری چادر پھیلا دی ہو۔۔۔۔۔ ہر چیز پہ حسرت و یاس کے سائے منزلہ رہے تھے۔ وہ
خود بھی بڑی رنجیدہ سی تھی۔ سیاہ پھول دار ساڑھی میں لمبوس بالوں کو بکھرائے وہ لان
میں ہی بیٹھی تھی۔

موٹر سائیکل کی آواز پر وہ چونک گئی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔

راخ موٹر سائیکل کو کھڑا کر رہا تھا۔

وہ بھی محتاط کرسی پر بیٹھ گئی۔

اسی اثنا میں وہ لان میں اتر آیا۔

آسکتا ہوں۔۔۔۔۔

وہ مسکرا کر بولا۔

اجازت نہ دینے پر واپس لوٹ جاؤ گے۔

قوت نے نڈر ہو کر کہا۔

نہیں۔۔۔۔۔ میں واپس جانے کے لئے نہیں آیا۔۔۔۔۔ وہ بڑی بے باکی سے

قوت کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

یہاں آنے کی وجہ۔

قوت کو اس کی صورت سے ہی نفرت تھی۔

بہت بڑی وجہ ہے۔۔۔۔۔ تمہیں اس کا اندازہ نہیں۔۔۔۔۔

راخ نے ٹانگ پہ ٹانگ رکھی۔

میں تمہاری نیوتوں کو جانتی ہوں۔۔۔۔۔ تم کیوں یہاں آئے ہو۔۔۔۔۔ قوت نے

وانت پس کر کہا۔

اگر تمہیں علم ہے تو مارا کیوں نہیں لیتی۔

راسخ نے پہلو بدلا۔

تمہاری یہ بیسودہ خواہش کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔

وہ غصے سے کھڑی ہو گئی۔

زیادہ غصے میں آنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ اپنی سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔۔۔۔ قنوت

بدنامی رسوائی کے خوف سے واپس بیٹھ گئی۔

تم تنہا رہتی ہو۔۔۔۔ کوئی تمہارا پرسان حال نہیں۔۔۔۔ اس لئے اچھا نہیں

کہ تم تبریز سے شادی کر لو۔

راخ ____ وہ چیخ اٹھی ____ تمہاری بھی بیٹیاں ہیں ____ کیا معلوم ان

کے مقدر کیسے ہوں گے۔

بکواس بند کرو۔۔۔ میں تم سے تقریر سننے نہیں آیا۔۔۔

وہ طیش میں بولا۔۔۔۔۔ خوفِ خدا بھول چکا تھا۔

بکواس تم بند کرو۔۔۔ میں کمزور عورت نہیں ہوں۔۔۔ جسے تم اپنی

خواہشات کی بھینٹ چڑھا سکو۔

وہ تنہائی

تم چاہے جو کچھ مرضی کرو۔۔۔ میں تمہیں تبریز کی بیوی ضرور بناؤں گا۔

راخ کا ارادہ مصمم تھا۔

یہ تمہاری بھول ہے۔۔۔ میں احمد کی ہوں اور ہمیشہ اس کی رہوں گی۔

دیکھ لو۔۔۔ اگر تم سیدھی طرح نہ مانی تو گھی ٹیڑھی انگلیوں سے بھی نکالنا

ہے۔

وہ ہاتھ کے اشارے سے انگلیاں پھیلا کر بولا۔

تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔۔ جاؤ جو تمہارے جی میں آئے کر لو۔۔۔

لا پرواہی سے بولی۔

یہ تو تمہیں دقت بتائے گا کہ تمہارا کیا بگڑتا ہے۔

راخ نے تمسخرانہ انداز اختیار کر لیا۔

اگر تم بہتری چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔۔۔ ورنہ بے عزت ہو کر

نکالے جاؤ گے۔

وہ نفرت آمیز رویہ اختیار کر گئی۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ تم پر سوں تک تیار رہو۔۔۔۔۔ باقی حالات کا تمہیں بعد میں

مسم ہو جائے گا۔

وہ چلا تو گیا۔۔۔۔۔ لیکن قنوت کو مسلسل ذہنی اذیت کا شکار بنا گیا

زندگی کو داؤ پر لگا دینا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ وہ صرف احمد کی کہلانا چاہتی تھی وہ

ی کی تھی۔ بڑی محبت و چاہت سے اس نے اپنی انگلی کی طرف دیکھا جس میں احمد کی

پہنائی ہوئی ہیرے کی انگوٹھی چمک رہی تھی۔۔۔۔۔ چند لمحے سوچنے پر مجبور ہو گئی۔

ام شب بیٹھ کر اس نے جائیداد اور قنوت کہنی کے کاغذات مکمل کئے۔ وکیل اور منشی

کاشانہ ہارون کے ملازمین کے نام جو جو ہدایات تمہیں تحریر کریں۔۔۔۔۔

اب سو جائیں سرکار۔۔۔۔۔ رات بہت بیت چکی ہے۔

بہت کام کرنا ہے بابا۔۔۔۔۔ وقت کم ہے۔

وہ سادگی سے پرسکون بیٹھی رہی۔

مجمع جانا ہے کہیں۔

ان _____ بہت دور

ہ کرم دین کو اتنا ہی کہہ سکا۔

حجۃ

۱۰۰

فوت نے سب کام سے فارغ ہو کر تمام کاغذات ایک جگہ جمع کیے۔

سب لوگ ہمہ تن گوش کھڑے تھے۔۔۔۔ نہ جانے کس کے نام دولت کی گئی ہے۔۔۔۔ اور جب وکیل نے کہا۔

کہ قوت صاحبہ کی تمام جائیداد آخری وصیت کے مطابق حامد کے دونوں بیٹوں کو دے دی جائے۔۔۔۔ بلکہ وہ اصل حق دار ہیں۔۔۔۔ اور قوت صاحبہ کو احمد صاحب کے ساتھ خالی جگہ دفن کیا جائے۔۔۔۔ جہاں مسز ہارون کی بھی قبر تھی۔ قوت ایک عظیم عورت۔۔۔۔ ایک وفا شعار بیوی۔۔۔۔ پیکر الفت محبوبہ۔۔۔۔ ہمیشہ ہمیش کے لئے احمد کے پاس منوں مٹی میں دفن کر دی گئی۔ یوں محبت کا ایک تاج محل تعمیر ہو گیا۔۔۔۔ کاشانہ ہارون کے در و دیوار رو رہے تھے۔۔۔۔ اسی بال بکھرائے چاروں جانب سو رہی تھی۔۔۔۔ ملازم سرخ رہے تھے۔۔۔۔ ایک شفیق مائیکن جدا ہو گئی تھی۔۔۔۔ اور راحہ اپنی سیاہ بختی پر بری طرح کچھتا رہا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح تھی دست۔۔۔۔ حسی دامن جھنجھلایا ہوا اپنے کمرے میں پڑا تھا۔۔۔۔ اور یا قوت سے آنکھیں چار نہ کر سکتا تھا۔۔۔۔ وہ صرف اپنی امیدوں پر پانی پھرتے دیکھ کر۔۔۔۔ وہ اس دولت کے لئے قوت کو اذیت دیتا رہا۔۔۔۔ اور تنہائی میں اچھٹا مٹا رہا۔۔۔۔ اظہار افسوس کا بس یہی ایک طریقہ تھا۔

تمت بالخیر

اور خود پٹنگ پر سکون سے لیٹ گئی۔۔۔۔ لینے سے پہلے اس نے احمد کی تصویر کو جی بھر کے پیار کیا۔۔۔۔ پھر وہ دونوں ہاتھ سینے پر رکھے بستر پر نیم دراز سی ہو گئی۔۔۔۔ پردے سر کے ہوئے تھے۔۔۔۔ کمرے میں موت کی سی خاموشی اور سناٹا تھا۔ وہ پر سکون نیند سونا چاہتی تھی۔۔۔۔ اپنوں نے اس کا قرار لوٹ لیا تھا۔ اس سے جینے کی تمنا چھین لی تھی۔۔۔۔ وہ لیٹ گئی۔۔۔۔ اور سورج مشرق کی گود سے نمودار ہوا۔۔۔۔ کائنات ریزہ ریزہ ہو کر خونی کرجوں کی صورت میں در و بام پر پھیل گئی۔

جب کرم دین چائے لے کر قوت کے کمرے میں گیا۔

لیجے چائے۔۔۔۔

لیکن وہاں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوئی۔

بیٹا۔۔۔۔

کرم دین کی آواز حلق میں اٹک گئی۔۔۔۔

بیٹا۔۔۔۔

خوبصورت ایرانی قالین پر قوت کے جگر کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔۔۔۔ خون بہ کر ایک پمپتی سی لکیر کی صورت میں قالین کے ریشوں میں جذب ہو رہا تھا۔۔۔۔ وہ ہیرہ چاٹ کر پر سکون بستر پر نیم دراز تھی۔۔۔۔ دراز بالوں سے چہرہ چھپا ہوا تھا۔۔۔۔ بوڑھے کی چیخ سے تمام ملازم بھاگ آئے۔۔۔۔ کاشانہ ہارون میں بھگدڑ سی مچ گئی۔۔۔۔ آئینہ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔۔

چند لمحوں میں کاشانہ ہارون لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔۔۔۔ وکیل اور منشی جی کو بھی خبر ہو چکی تھی۔۔۔۔ راحہ اپنی ہار پر جلا بھنا یا قوت اور زینت بیگم کو لے آیا۔۔۔۔ لیکن اب بھی کچھ امید باقی تھی۔

سفر آخرت سے پہلے وکیل نے کہا۔

محترمہ قوت صاحبہ کے عزیز و اقارب قریب آجائیں۔۔۔۔ میں ان کی وصیت

سنارہا ہوں۔